

حُلَالِ سِرِّي

آنٹھِی گپ

by rfi for [www.allurdu.com](http://www.allurdu.com) or  
[www.urdufans.com](http://www.urdufans.com)

منظہ کتاب خانہ

by rfi for www.allurdu.com or  
www.urdufans.com

سر رحمان اپنے دفتر میں بیٹھے ایک فائل کے مقابلے  
میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے یہی فون کی لہنٹی بچا کھٹی۔  
”یہ۔۔۔ سر رحمان نے رسیور اٹھاتے ہوئے سخت  
لہجے میں کہا۔  
”بی۔۔۔ اے بول رہا ہوں سر، صدر مملکت سے بات کوئی وہ  
لاس نہیں۔۔۔ دوسری طرف سے بی۔۔۔ اے کی آواز سناتی  
دی اور سر رحمان پُری طرح چونک پڑتے۔ صدر مملکت کی براہ راست  
یہی فون کال بتا رہی تھی کہ کوئی اہم واقعہ ہو گیا ہے۔  
”ہیلو۔۔۔ چند لمحوں بعد صدر مملکت کی باوقار آواز رسیور پر گوئی۔  
”یہ سر۔۔۔ میں رحمان بول رہا ہوں۔۔۔ سر رحمان کے ہبے  
میں مود بانہ پن تو تھا۔ یہیں اس کے باوجود وہ دقار کی حد تک تھا  
”سر رحمان۔ ہمسایہ ملک کا فرستاں میں ہونے والی میٹنگ کی

کو تینگ کرنے کا تعلق ہے تو وہ خود بھی کہتا رہتا ہے کہ وہ جو لیا کو سمارٹ رکھنے  
کے لئے تینگ کرتا ہے جہاں تک پچ پچ سینڈل مارنے اور عمران کا اس کی زد  
میں آجائے کی بات ہے تو اسی پچ پچ کے سینڈل کھانے سے بچنے کے لئے تو  
عمران ہر بار عین موقع پر مجبوراً کہنی کاٹ جاتا تھے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے  
کہ ابھی تو وہ سینڈل سے پچ جاتا ہے کیونکہ جو لیا بقول آپ کے پچ پچ سینڈل  
نہیں مارتی۔ لیکن بعد میں وہ مسل سینڈل کی زد میں رہتے گا۔ کیا خیال ہے؟  
مانندہ ضلع گجرات سے رام محمد نیر صاحب لکھتے ہیں۔ مانندہ پلان بحمد پسند  
آیا۔ مگر ایک بات سمجھدیں نہیں آتی کہ ریڈ اسکواڑ کی چھت تو بے حد مضبوط محتی  
اور اس پر ایتم بہمی اثر نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن عمران نے کیسے ایک خبر کی مدد سے  
چھت میں سوراخ کر لیا۔؟

رام محمد نیر صاحب بناول کی پسندیدگی کا شکریہ۔ اپنے غور نہیں فرمایا کہ مشین اور  
اس کے موجود سامنہ ان اور اس کے دوساریوں کو چھت کے ایک سوراخ کے ذریعے  
ہی اس کرے میں پہنچایا گیا تھا۔ ظاہر سے اس کیستے وہ پوری چھت توڑ سکتے تھے اس  
کلئے انہوں نے ضرورت کے مطابق چھت میں سوراخ رکھا ہو گا جسے بعد میں ایم جنسی  
میں بند کیا گیا۔ چھت تو واقعی بحمد مضبوط بنائی گئی ہو گی مگر وہ سوراخ بہر حال بعد میں  
بند کیا گیا تھا اور چھت میں یہی ایک ایسی کمزوری تھی جس کا احساس انہیں بھی تھا اور جس  
اسی وجہ سے انہوں نے چھت پر دو سچ اذاد کو بھی حفاظت کیتے رکھا ہوا تھا اور جس  
خدا پر کے ساتھ اس وقت عمران کام کر رہا تھا یہ سوراخ خبر سے کھول لینا عمران کے لئے  
ناچکن نہ تھا اور خبر تو بہر حال فولادی ہوتا ہے۔ امید اب بات سمجھدیں اگئی موجہ۔

اب اجازت دیجئے۔ والسلام۔۔۔ مظہر ہلیم ایم۔۔۔ اے۔۔۔

ہونی چاہیے۔ یہ انہما تی فردری ہے۔ — سر رحمان نے اس بار  
خٹک لے جئے میں جواب دیا۔

”آپ کو ایکٹو کے مزاج کا اچھی طرح علم ہے کہ وہ جو کچھ بتاہ  
چاہتا ہے خود ہی بتا دیتا ہے ورنہ نہیں۔ ویسے میری طرف سے آپ  
کو اجازت ہے کہ آپ ایکٹو سے پوچھ لیں۔ بہر حال ان کا نمائندہ  
آپ کے وفد میں شامل ہو گا، یہ اصولی طور پر طے کر لیا گیا ہے“ —  
صدر مملکت نے بھی خٹک لے جئے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں بات کر لیتا ہوں۔ لیکن آگہ انہوں نے انکار  
کر دیا تو پھر میں وفاد کی سربراہی نہ کر سکوں گا، کیونکہ میں اسے اینی توہین  
سمجھتا ہوں۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ میں بھی اس میٹنگ میں اپنا نمائندہ  
بیٹھ جوں“ — سر رحمان حسب عادت ضم پر اتر آئے۔

”جیسا آپ مناسب سمجھیں کہیں۔ بہر حال آپ بھی ذمہ داری میں  
ایکٹو سے کم نہیں ہیں۔ ملک کا مفائد۔ ہر حال۔ ہر صورت میں سامنے  
رہنا چاہیے۔ گذڑ باقی“ — دوسری طرف سے صدر مملکت نے  
جواب دیا اور اس کے ساتھی رابطہ ختم ہو گیا۔ سر رحمان چند لمحے  
تو خاموش بیٹھے ہو نٹ کاٹتے رہے۔ پھر انہوں نے کوئی ڈبل دبادیا۔

”لیں سر“ — دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز ناتی دی۔  
”سلطان سے بات کرو“ — سر رحمان نے تیز لہجے میں  
کہا۔ اور سیور رکھ دیا۔ اور چند لمحوں بعد جب گھنٹی بجی تو سر رحمان  
نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔

”لیں“ — سر رحمان نے تیز لہجے میں کہا۔

تفصیلات آپ کو مل چکی ہیں۔ — صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا،  
”یہ سر۔ ابھی فائل پہنچی ہے۔ اور میں اس کا مطالعہ ہی کر رہا تھا۔“  
سر رحمان نے جواب دیا۔

”اس میٹنگ میں آپ کے ساتھ جانے والے وفد میں سیکرٹ  
ہروس کا نمائندہ بھی شامل ہو گا۔ میں نے ایکٹو سے کہہ دیا ہے  
وہ اپنا نمائندہ بیٹھج دیں گے۔ تفصیلات آپ آپس میں طے کریں گے“  
صدر مملکت نے جواب دیا۔

”لیکن سر۔ یہ میٹنگ تو انیل جنس کی میٹنگ ہے۔ اس میں  
سیکرٹ سردار کے نمائندے کی کیا فردری پیش آ جائی“ —  
سر رحمان نے چرت بھرے ہجے میں کہا۔

”ایکٹو کو ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے کہ اس میٹنگ کے  
پس منظر میں کوئی ایسی بات موجود ہے کہ میٹنگ میں سیکرٹ سردار  
کے نمائندے کی شمولیت فردری ہے۔“ — صدر مملکت نے  
جواب دیا۔

”لیکن کیا رپورٹ ملی ہے۔ یہ تو ایک روشن میٹنگ ہے۔ ایسی  
میٹنگیں ہمایہ ملکوں کے درمیان ہوتی رہتی ہیں“ — سر رحمان  
کی چرت اور بڑھ گئی۔

”مجھے نہیں معلوم اور نہ میں نے پوچھنے کی کوشش کی ہے۔  
بہر حال ایکٹو انہما ذمہ دار عہدے کے دار ہے۔ اسے کوئی ایسی  
رپورٹ ملی ہو گی“ — صدر مملکت نے جواب دیا۔  
”لیکن سر۔ میں اس وفد کا سربراہ ہوں۔ میرے علم میں ہر بات

"جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یکن سمجھیت سربراہ مجھے اس روپورٹ کا علم ہونا ضروری ہے۔  
سر رحمان نے تیز ہجھے میں کہا۔

"تمہاری بات اصولی طور پر درست ہے، میں نے بھی ایکٹو سے  
بھی بات کی تھی۔ یکن اس نے جواب دیا کہ وہ فی الحال اس کے  
متعلق کچھ نہیں بتانا چاہتا۔ اسی لئے تو میں نے تم سے کوئی بات  
نہ کی تھی۔ دیسے تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کون سا نمائندہ تمہارے  
ساکھ پھیجنے کے لئے منتخب کیا ہے" — سرسلطان نے مسکراتے  
ہوئے ہجھے میں جواب دیا۔

"نہیں، مجھے کیا معلوم" — سر رحمان نے جواب دیا۔  
"وہ تمہارا بیٹا علی عمران ہے" — سرسلطان نے ہنستے  
ہوئے جواب دیا۔

"عمران — وہ احمد" — نہیں میں کسی صورت بھی اسے  
اسی اہم سرکاری میٹنگ میں اپنے ساکھ نہیں لے جا سکتا۔ میں اس  
کی ادٹ پٹانگ ترکتیں ایک لمحے کے لئے بھی بدداشت نہیں  
کو سکتا" — سر رحمان نے انہماں غصیلے ہجھے میں جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے۔ دیسے میرا ایک مشورہ ہے۔ ہم خود جانے کی  
بجائے اس بار کسی اور کو سربراہ بنانا کو بھیج دو۔ دو ڈین میٹنگ ہی تھی۔  
وتی رہے گی۔ تمہارا دہلی جانا کیا ضروری ہے" — سر رحمان  
نے جواب دیا۔

ہدوں۔ میں سمجھو گیا کہ ایکٹو نے جان بوجھ کو عمران کو ساکھ پھیجنے

"سرسلطان صاحب سے بات کیجیئے میر" — دوسری طرف  
سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد  
سرسلطان کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"میں — سلطان بول رہا ہوں" — سرسلطان کے ہجھے  
میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"سلطان۔ میں رحمان بول رہا ہوں۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ ہمایہ  
مکوں کے درمیان انگلی جنس کے اعلیٰ عہدے کے داروں کی میٹنگ  
ہوتی رہتی ہیں۔ اب بھی ہمایہ مکاں کا فرستان کے انگلی جنس عہدیداروں  
کے ساتھ ایک میٹنگ ہونے والی ہے۔ جس میں پاکیشیا کی طرف  
سے میں وفد لے کر جا رہا ہوں۔ یکن ابھی صدر مملکت کا فون آپا ہے  
کہ اس وفد میں سیکرٹ سروس کا نمائندہ بھی شامل ہو گا۔ میں نے  
اس کی وجہ پر تھی تو مجھے بتایا گیا کہ ایکٹو کو کوئی روپورٹ ملی ہے جس  
کی وجہ سے وہ اپنا نمائندہ بھیج رہا ہے۔ یکن صدر مملکت کو اس  
روپورٹ کا علم نہیں ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے" — سر رحمان  
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس روپورٹ کے بارے میں تو علم نہیں ہے۔ البتہ ایکٹو  
نے مجھے ضرور کہا تھا کہ اس کا نمائندہ اس وفد میں شامل ہو گا۔ یکن میں  
تمہاری عادت جانتا ہوں اس لئے میں نے خود بات نہیں کی۔ اس  
کے بعد شاید صدر مملکت سے ایکٹو کی بات ہوئی ہوگی اور اس  
نے میری خاموشی کے متعلق بتایا ہو گا۔ چنانچہ صدر مملکت نے تم سے  
برابر است بات کرنی مناسب سمجھی ہو گی" — سرسلطان نے

"سُنو۔ یہ نہیں چاہتا کہ وہ میرے دفتر میں داخل ہو۔ جادا۔" سر رحمان نے پھنکا رتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھا چپڑا سی سرہاتا ہوا، واپس مٹ گیا۔

"ناشنس" — سر رحمان نے سر جھکتے ہوئے بڑبڑا کہ کہا۔ اور سامنے کھلی ہوئی فائل بند کر کے اسے سائیڈ ٹری میں اچھال دیا۔ لیکن اسی لمجھ در داڑے سے عمران بخودار ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے بوڑھے چپڑا سی کو پکڑ کھا لیا۔ اور اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو رہا تھا۔

"میں اور خدا بخش چپڑا سی حاضر ہو سکتے ہیں جناب" — عمران نے بڑے موڈ بانہ لیجے میں کہا۔

"یہ کیا چاہتے ہے۔ کیوں اسے کہا رہے ہوئے ہو۔ گٹ آؤٹ" سر رحمان نے حلقت کے بل پختے ہوئے کہا۔

"جادا بابا" — تمہیں تو جانے کی اجازت مل گئی" — عمران نے بوڑھے چپڑا سی سے کہا اور اسے چھوڑ دیا۔

"نجح۔ نجح" — صاحب میں نے تو چھوٹے صاحب کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن چھوٹے صاحب مجھ سی دھکیلتے ہوئے اندر آگئے صاحب" — بوڑھے چپڑا سی نے گھکھیاتے ہوئے کہا۔ "آئی۔ سی۔ گٹ آؤٹ" — سر رحمان غصے سے چھپڑے۔ اور چپڑا سی اس طرح تیزی سے باہر کو دوڑا۔ جیسے اس کے پیچے موت پک رہی ہو۔ لیکن عمران بڑے الہمیناں سے چلتا ہوا میز کے قریب پہنچا اور پھر اس نے بڑے موڈ بانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کہ اس طرح

کی سازش کی ہے۔ تاکہ میں نہ جاسکوں۔ اور اب یہ سازش ناکام ہو گی۔ میں خود جاؤں گا اور عمران میرے ساتھ نہیں جائے گا۔ ماں اگما ایکسوٹ کسی کو بھیجننا ہی چاہتا ہے تو اسے کہہ دو کہ وہ عمران کی بجائے کسی اور کو بھیج دے۔" — سر رحمان اپنی فطرت کے مطابق فوراً ہی ضمیر پر اتم آئے۔

"سُنور رحمان" — خواہ مخواہ کے جھنگڑے کی آخر کیا ضرورت ہے۔ ایک ٹوٹ کے مطابق عمران کا جانا بے حد ضروری ہے اور عمران شاید ابھی بھتھا رے پاس پہنچنے ہی والا ہے۔ اس لئے یا تو اسے ساتھ لے لیتے جاؤ۔ یا پھر اپنی جملہ کسی اور کو سربراہ بنانا کہ بھیج دد" —

مرہ سلطان نے بڑے نرم لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ یہ دونوں باتیں ہی ناممکن ہیں۔ ٹھیک ہے میں خود بنت لوں گا" — سر رحمان نے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا اور سیور کریٹل پر پٹخ دیا۔ اور پھر گھنٹی کا بٹن دبادیا۔ دوسرے ہی لمجھ ان کا چپڑا سی در داڑے میں داخل ہوا۔

"خدا بخش۔ عمران کو جانتے ہو" — سر رحمان نے انتہائی غصیلے لمحے میں بوڑھے چپڑا سی سے کہا۔

"عمران۔ چھوٹے صاحب۔ جی۔ جی" — میں نے تو انہیں گود میں کھلا یا فہیے۔" — بوڑھے چپڑا سی نے انتہائی حیرت بھرے ہوئے میں جواب دیتے ہوئے تکہا۔ وہ ان کا پرانا چپڑا سی تھا۔ اس لئے سر رحمان کا یہ کہنا کہ عمران کو جانتے ہو اسے شدید حیرت میں مبتلا کر گی تھا۔

سلام کیا جیسے انتہائی فرمانبردار قسم کا ماتحت اپنے افسر کو سلام کرتا ہے۔  
”کس نے جناب“ — عمران نے اس طرح چونک کرو چھا۔  
”جیسے دہ کچھ جانتا ہی نہ ہو۔“

”مہاری اماں بی نے۔ اور کس نے نانس“ — سر رحمان  
کو دوبارہ غصہ آنے لگا تھا۔  
”کہا تو کچھ نہیں جناب۔ حکم دیا ہے“ — عمران واقعی انتہائی  
فرمانبردارانہ اور موبدانہ ہجھے میں بات کر رہا تھا۔  
”لیسا حکم۔ بکو بھی سہی“ — سر رحمان اب بُری طرح جھنجھلا  
گئے تھے۔

”جناب حکم دیا جاتا ہے۔ بکا نہیں جاتا۔ حکم اذکرم گوا امر تو.....“  
عمران نے موبدانہ ہجھے میں کھاشمروع کیا۔  
”سنو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ کہنا ہے۔ کہہ دو۔ درنہ  
میں تھیں اور مہاری اماں بی دنوں کو گولی مار سکتا ہوں“ — سر  
رحمان واقعی بُری طرح جھنجھلا گئے تھے۔

”آخری بار۔ وہ کیوں جناب۔ کیا آپ نے اس کے بعد نہ بولنے  
کی قسم کھالی ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو جناب فکر کی ضرورت نہیں  
یہ قسم توڑ نے کافراہ ادا کرنائپڑے گا۔ اور یہ بٹا معمولی س  
کافراہ ہوتا ہے۔ بس چالیس غریبوں کو کھانا کھلانا پڑتا ہے اور جناب  
بھے سے بٹا غریب کون ہو سکتا ہے۔ میں چالیس غریبوں کو ملا کر بھی  
اکیلان سے زیادہ غریب ہوں۔ بلے دوزگار ہوں۔ مکان بھی نہیں  
ہے۔ ملے گے کے غلیظ میں پڑا ہوں۔ تین تین دن فاقہ کرنا پڑتا ہے۔“

سلام کیا جیسے انتہائی فرمانبردار قسم کا ماتحت اپنے افسر کو سلام  
کرتا ہے۔

”کیا تم نے میرا حکم نہیں سننا نانس“ — سر رحمان کا  
پارہ انتہائی بلندیوں پر پہنچ چکا تھا۔

”حج۔ حج۔“ — جی سو لیا۔ لیکن میں تو اماں بی کا حکم سننے آیا  
ہوں۔ اگر آپ نہیں سننا چلتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں“ —  
عمران نے اسی طرح موبدانہ ہجھے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تھیں ایک ٹو نے نہیں بھیجا“ —  
سر رحمان نے انتہائی حیرت سے چونکتے ہوئے چھپا۔

”ایک ٹو کی حیثیت رکھتا ہے اماں بی کے سامنے۔ اماں بی تو  
ایک دن ہیں“ — عمران نے سر ٹھالتے ہوئے جواب دیا۔

”تم گھر سے آرہے ہو۔“ — سر رحمان نے اس بار قدرے  
نرم ہجھے میں پوچھا۔ وہ اپنی بیگم کا مزارج اچھی طرح سمجھتے ہتھے اور انہیں  
معلوم تھا کہ وہ کسی بھی لمحے قیامت برپا کر سکتی ہے۔

”جی ہاں۔ لیکن میں وہاں بالکل نہیں بیٹھا۔ بس کھڑے کھڑے  
اگی ہوں۔ اماں بی نے حکم ہی ایسا دیا ہے۔ اب اگر آپ اجازت  
دیں تو میں بیٹھ جاؤں“ — عمران نے بڑے فرمانبردارانہ ہجھے  
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو۔“ — سر رحمان نے ایک لمحہ خاموش۔ ہنے کے  
بعد کہا۔ اور عمران واقعی بڑے موبدانہ انداز میں کوئی بیٹھ گیا۔  
”بولو۔ کیا کہا ہے اس نے“ — سر رحمان نے ہونٹ کا شے

"کیا بات ہے بیگم۔ تم نے اس احمد عمران کو کیوں بھیجا ہے میرے پاس" — سر رحمان نے غصے لہجے میں کہا۔  
 "کیا کہہ رہتے ہو۔ کے احمد کہہ دیتے ہو" — دوسری طرف سے اماں بنی کا پھاڑ کھانے والا لہجہ سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔  
 "میں پوچھ رہا ہوں۔ تم نے عمران کو کیوں میرے پاس بھیجا ہے" سر رحمان نے جواب دیا۔ لیکن با وجود غصے کے اس بارہ انہوں نے عمران کے ساتھ احمد کا لفظ نہ بولا تھا۔  
 "تو اور کس کے پاس بھیجی۔ کیا اس کا اور باب پیٹھا ہوا ہے کہیں، اماں بنی کا غصہ سر رحمان سے بھی زیادہ پاؤں فل تھا۔

"اوہ۔ میں پوچھ رہا ہوں کیوں بھیجا ہے" — سر رحمان نے بھیجا لئے ہوئے انداز میں کہا۔

"تمہیں تخيال ہی نہیں ہے بیٹے کا۔ بس ہر دقت دفتر میں بیٹھے رعب جھاتے رہتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ عمران مہماں ابٹیل ہے اور اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ وہ روتا ہوا میرے پاس آیا کہ اس نے بڑی بھاگ دوڑ کے کسی دوسرے ملک میں سرکاری طور پر جانے کا بندہ و بست کیا ہے تاکہ وہ موآکیا۔ نی۔ نی۔ سی۔ نی۔ بن جائے گا۔ لیکن تم اسے نہیں جانے دے رہے ہیں۔ میں پوچھتی ہوں افرمہا رے دماغ کو کیا ہو گیا ہے۔ آگہ اسے سرکار سے کچھ پیسے مل سکتے ہیں تو تمہیں کیا اعتراف ہے۔ مہماں جیب سے تو نہیں جائیں گے" — اماں بنی نے انتہائی غصے لہجے میں کہا۔

"ہوں" — تو یہ بات ہے۔ نہیں۔ وہ نہیں جا سکتا۔ وہ میرے

اس لئے آگہ آپ مجھے ہی چالیس کھانوں جتنی رقم دے دیں تو کفارہ پودا ہو جائے گا۔ لیکن میں غریب ضرور ہوں لیکن کھانا فایو سٹار ہو ٹھیں میں ہی کھاتا ہوں" — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔  
 سر رحمان چند لمحے تو خاموش بیٹھے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے رہے ان کا چہرہ بتا دیا تھا کہ وہ اپنے غصے کو بڑی مشکل سے کنٹرول میں کئے ہوئے ہیں۔ پھر انہوں نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھایا۔  
 "گھر میں بیگم سے بات کرو" — سر رحمان نے انتہائی غصے لہجے میں پی۔ اے سے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے رسیور کو بیٹھا دیا۔

"گھر میں" — اوہ جناب — کیا گھر سے باہر — نہم — مم  
 میرا مطلب ہے کہ آپ نے۔ اب کیا کہوں جناب۔ مجھے تو شرم آ رہی ہے" — عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔  
 "تم خاموش نہیں رہ سکتے" — سر رحمان نے پھنکا رتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک جھٹکے سے میز کی دراز کھولی اور یہاں پر باہر نکال لیا۔ ان کی آنکھیں شعلے اگلی رہی تھیں۔ اسی لمحے شیلی فون کی گھنٹی بج اکھی اور سر رحمان نے یہاں پر میز پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا۔

"زسر۔ بیگم صاحبہ سے بات کیجیے" — دوسری طرف سے پی۔ اے کی مدد بانہ آزاد سنائی دی۔ عمران چوکہ میز کی اس طرف بیٹھا ہوا تھا جہاں شیلی فون تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آزاد اس کے کانوں تک بھی بہنچ رہی تھی۔

"آپ اماں بی کی عادت تو جانتے ہیں جس طرح آپ نے فون بند کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ خود یہاں آ جائیں گی" — عمران نے بڑے سخیہ لمحے میں کہا۔

"ادہ۔ ادہ۔ کیا مصیبت ہے۔ اور تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس سے کچھ بعید نہیں" — سر رحمان کی حالت واقعی قابل دیکھنے کی، انہوں نے جلدی سے دوبارہ رسیور اٹھایا اور پیغہ پڑھے۔

"جلد ہی ملا و بکم سے فون، جلد ہی" — سر رحمان نے پھاڑ کھانے والے لمحے میں پی۔ اے سے کہا۔ اور پھر رسیور رکھنے کی بجائے انہوں نے ہاتھ کر یہ ٹل پہر کھ دیا۔ دوسرا ملے لمحے گھنٹے بج اٹھی۔ پی۔ اے نے واقعی لائن ملانے میں کمال پھر تی سے کام لیا تھا۔

"ادہ۔ میں کہتا ہوں کیا تمہارا دماغ خواب ہو گیا ہے۔ اگر تم دفتر میں آئیں تو میں تمہیں گولی مار دوں گا" — سر رحمان نے پیختے ہوئے کہا۔

"ڈیٹھی۔ کیا بات ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" — "سری طرف سے تم بیکی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور سر رحمان چونک پڑھے۔

"ثوباتم" — کہاں ہے تمہاری ماں" — سر رحمان نے بڑی طرح ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔

"وہ بہ آمدے کی طرف گئی ہیں۔ شاید ڈرامیور کو پکار دیں تھیں مگر زیادتی بات کیا ہے۔ آپ تبھی غصے میں ہیں۔ اور اماں بی بھی

ساکھ جانا چاہتا ہے اور میں اسے ساکھ نہیں لے جا سکتا۔ ہرگز نہیں۔ اسے پیسے چاہیں۔ وہ میں دے دوں گا۔ بس یہ میرا فیصلہ ہے" سر رحمان ساری بات سمجھ گئے تھے۔

"اچھا تو تم خود جارہے ہو۔ اور اپنے بیٹے کو ساکھ نہیں لے جا سکتے۔ میں پوچھتی ہوں کیوں۔ کیا بیٹے باب پے کے ساکھ نہیں جا سکتے تھیں آخر اعتراض کیا ہے۔ میں سمجھ گئی تم سر کاری دورتے کا بہانہ بنائ کر وہاں رنگ ریال منانے جاتے ہو۔ اس لئے بیٹے کو ساکھ نہیں لے جا رہے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا کر دیکھو میں کہتی ہوں اب تم ہرگز نہیں جاؤ گے دورے پر۔ ورنہ میں متمہاری اور اپنی جان ایک کہ دوں گی" — اماں بی کی آزاد اتنی ادیکی تھی کہ اب عمران کے کانوں تک ان کا ایک ایک لفظ بخوبی پہنچ رہا تھا۔

"میری بات سنو۔ خواہ مخواہ فساد ڈالنے کی کوشش مبت کیا کرو۔ میں سر کاری دورے پر جا رہا ہوں۔ اور اگر تم نے میرے سر کاری کاموں میں مداخلت کرنے کی کوشش کی تو" — سر رحمان غصے سے پیخ پڑھے اور پھر فقرہ مکمل کئے بغیر انہوں نے دھڑام سے رسیور رکھ دیا۔ غصے کی شدت سے ان کا چہرہ ٹھاٹ کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ وہ مسلسل ہونٹ کاٹ رہے تھے۔

"اماں بی کے آنے تک بیٹھا رہوں یا" — عمران نے بڑے سخیہ لمحے میں کہا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو" — سر رحمان عمران کی بات سن کر بڑی طرح اچھل پڑھے۔

بے شک چلی جاؤ۔ سر رحمان نے کاٹ کھانے والے  
ہجے میں کہا،  
”مجھے کیا ضرورت ہے عمران کے ساتھ جانے کی۔ اور دیے  
ہی مجھے معلوم ہے وہ انتہائی تشریف لڑکا ہے۔ سات لوگوں  
بین۔ تمہاری طرح نہیں ہے۔ اور سنو۔ اسے خالی ٹاکہ پہ دیں  
نہ بچ دینا۔“ اماں بی کاغذ سر رحمان کی بات سننے ہی تھم  
ہو گیا اور انہوں نے رسیور رکھ دیا تھا۔ سر رحمان نے بھی ایک  
ٹوپی سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر عصے  
کے ساتھ ساتھ اب شدید بے بسی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ عمران  
کو اس طرح گھور دے ہے تھے جیسے اسے کچا چبا جائیں گے۔

”تو تمہارا ایکٹو نہیں چاہتا کہ میں اس دورے پر جاؤ۔ اور تم  
نے اس کے کہنے پر یہ سازش کی ہے۔ میں پوچھا ہوں کہ آخر دہ کیوں  
نہیں چاہتا۔“ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سر رحمان نے  
یہ زیر پر کہہ مارتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا،

”ڈیہی۔ میری توابھی شادی بھی نہیں ہوئی۔“ عمران نے مخصوص  
سے لجے میں جواب دیا،

”یہ شادی کہاں سے پک پڑی۔“ سر رحمان کو اور زیادہ  
ہو۔ میں بھی دیکھوں۔ آخر تم یہ روز روزگون سے سرکاری دورے  
کرتے ہو۔ میں آہی ہوں۔“ چند لمحوں بعد اماں بی کی غصیلی اور  
چخختی ہوئی آذ سنائی دی۔

”مم۔ مم۔“ میرا مطلب ہے رعب تو بکم جھاڑ سکتی ہے  
سنو۔ میں نہیں جا رہا۔ کسی سرکاری دورے پر کہیں نہیں۔ اور بکم کے مقابلے میں بے چارے ایکٹو کی کیا حیثیت ہے۔ ویسے  
جا رہا۔ تمہارا بیٹا ہی جائے گا۔ اور تم اس کے ساتھ دانا چاہتی ہو تو

غصے میں نفر آہی تھیں۔“ ثریا نے کہا۔

”یہ عمران۔ اتو نے فساد کھڑا کر دیا ہے۔ اور وہ تمہاری  
مال یقیناً یہاں دفتر میں آہی ہو گی۔ بلا دے۔ بلا د فون پر۔“  
سر رحمان نے چختے ہوئے کہا،

”بعانی جان نے۔ کیا ہوا۔ میں تو ابھی کالج سے آئی ہوں۔ کیا ہوا  
اماں بی آپ کے دفتر میں کیوں جائیں گی۔“ ثریا کی حیرت بھری  
آذ سنائی دی۔

”تم اسے بلا د۔ جلدی۔“ سر رحمان نے پھاڑ کھانے والے  
ہجے میں کہا،

”جی اچھا۔“ دوسری طرف سے ثریا نے کہا اور پھر لائی  
خاموش ہو گئی۔

سر رحمان مسلسل ہونٹ چبارہ ہے تھے۔ جبکہ عمران میکنیوں  
کی طرح سر جھکلاتے بڑا موڈب اور خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”ہاں کیا بات ہے۔ میں تمہارے دفتر میں آہی تھی۔ تم سرکاری  
دورے پر جا رہے ہو تا۔ لٹھکتے ہے اب میں خود تمہارے ساتھ  
جاوے گی۔ اور میں دیکھتی ہوں تم کیسے مجھے ساتھ جانے سے روکتے  
ہو۔ میں بھی دیکھوں۔ آخر تم یہ روز روزگون سے سرکاری دورے  
کرتے ہو۔ میں آہی ہوں۔“ چند لمحوں بعد اماں بی کی غصیلی اور  
چخختی ہوئی آذ سنائی دی۔

”میں نہیں جا رہا۔ کسی سرکاری دورے پر کہیں نہیں۔“ اور بکم کے مقابلے میں بے چارے ایکٹو کی کیا حیثیت ہے۔ ویسے  
جا رہا۔ تمہارا بیٹا ہی جائے گا۔ اور تم اس کے ساتھ دانا چاہتی ہو تو

"خاموش ہو" — سر رحمان نے اسے جھٹک کر کہا۔ اور جیب سے بٹوہ بنکال کہ انہوں نے چند بڑے نوٹ بنکالے اور انہیں اس طرح عمران کی طرف پہنیک دیا۔ جیسے کسی کو خیرات دے رہے ہوں۔

"پانچ ہزار ہیں انہیں اٹھاؤ اور دفع ہو جاؤ۔ کوئی ضرورت نہیں کہیں جانے والے کی" — سر رحمان نے فیصلہ کر لے ہے میں کہا۔

"جی بہت بہتر۔ اماں بی نے کہا تھا کہ اگر ڈیٹھی مت ہیں جانے سے روکیں تو مجھے بتانا۔ ٹھیک ہے ڈیٹھی۔ میں جا کر بتا دیتا ہوں" — عمران نے نوٹ جھپٹ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو" — سر رحمان نے چین کر کہا۔

"جی بہت بہتر۔ دیے ہے بھی ٹیکسی والے کو پیسے دینے پڑتے۔ آپ فون پر میری بات کرانا چاہتے ہیں۔ شکریہ ڈیٹھی" — عمران نے واپس آ کر کم سی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم وہاں جا کر کیا کر دے گے" — سر رحمان نے پھنکا رتے ہوئے کہا۔

"آپ کا پیغام دوں گا ڈیٹھی۔ اور کیا کر دوں گا" — عمران جواب دیا۔

—"دو تین ہزار" کیا اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے" — سر رحمان کو پھر غصہ آ نے لگا۔ "اوہ ناں سن" میں پوچھ رہا ہوں تم کا فرستاں جا کر اس دیں میٹنگ میں کیا کر دے گے، کیا ہدایات دی ہیں مت ہیں ایکٹو نے۔ — سر رحمان نے کہا۔

"وہے پر جاؤ۔ میں نے اس سے رقم مانگی تھی۔ اس نے رقم تو نہیں دی۔ بس دورے پر جانے کی اجازت دے دی۔ کہ اس طرح ڈیٹھی اے ڈیٹھی۔ اے بن جائے گا۔ مجھے بھی ڈیٹھی سیر کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور غریب آدمی تو سیر بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں خوش ہو گیا ڈیٹھی کے چلو سیر بھی ہو جاتے گی اور ڈیٹھی۔ اے۔ ڈیٹھی۔ اے بھی مل جائے گا۔ اور میرا کچھ ادھار اتر جائے گا۔ اس لئے اس نے مجھے آپ کے پاس بیٹھ دیا۔ بس اتنی سی بات ہے" — عمران نے بڑے ہو دیا۔

"انداز میں وفاحدت کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ تم میرے پاس براہ راست نہیں آ سکتے تھے" — سر رحمان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"جج — جج — جی بالکل آ سکتا تھا۔ مگر آپ نے خود ہی تو کہا ہوا ہے کہ مجھے سے پیسے مانگنے مت آیا کرو۔ ورنہ گولی مار دوں گا" — عمران نے اسی طرح معصوم ہیجے میں جواب دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ ٹھی۔ اے۔ ڈیٹھی۔ اے کتنا بن جائے گا" — سر رحمان نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ایکٹو بتا رہا تھا۔ دو تین ہزار بن جائے گا" — عمران نے جواب دیا۔

"دو تین ہزار" کیا اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے" — سر رحمان کو پھر غصہ آ نے لگا۔ "جی معلوم نہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں فون کر کے پوچھ لوں عمران نے کہا۔

"یہ حاضر ہو سکا ہو جناب" — سپرنٹنڈنٹ فیاض نے  
پہلے مودبائی ہے بھے میں کہا۔  
آؤ" — سر رحمان نے اسی طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے  
وابدیا۔

اور سپرنٹنڈنٹ فیاض تیزی سے آگے پڑھا اور میز کے قریب  
اگر پڑے مودبائی انداز میں کھڑا ہو گی۔ وہ کن انکھوں سے عمران  
کو دیکھ رہا تھا۔

"بیٹھو" — سر رحمان نے سخت ہجے میں کہا اور فیاض جلدی  
سے کرسی کے اگھے حصے پر نکل گیا۔  
"یہ فائل مکڑا در کافرستان سرکاری دورے پر اب میری بجائے تم  
جااؤ گے۔ میں وہیں جا رہا۔ اور سنو۔ تم ایکلے جاؤ گے۔ یہ عمران بھی  
تمہارے ساتھ جائے گا۔ یہ تمہارا ماتحت ہو گا۔ سمجھے" — سر  
رحمان نے انتہائی سرد ہجے میں کہا۔

"سس سس" — سر — عمران کے ساتھ  
فیاض اس عجیب و غریب حکم پر بھی طرح بوکھلا گیا۔  
"کوئی حماقت نہیں ہو گی۔ اگر بھے روپرٹ ملی کہ تم نے یا اس  
امق عمران نے کوئی ایسی حرکت کی ہے تو جو ملکی عزت کے خلاف ہے  
تو یہ اپنے ماں ہوں سے تمہیں گولی مار دوں گا" — سر رحمان  
نے سرد ہجے میں کہا۔

"یکن وہ تو ڈیٹھی دند جا رہا تھا۔ چھا افراد کا" — عمران  
نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی بتایا تو ہے سیر کر دیں گا اور ڈی۔ اے۔ ڈی۔ اے ملنے پہ  
کچھ ادھار چکا دیں گا۔ اور میں نے کیا کہ ملے ہے۔ ویلے بھی مجھے  
ان بور میٹنگوں سے دھشت ہوتی ہے۔ احمدقوں کی طرح آمنے سامنے  
بیٹھ جاؤ۔ اور پھر رسمی باتیں کہتے رہو" — عمران نے منہ بناتے  
ہوئے جواب دیا۔  
"تم اپنی ماں سے بھی بچے صندھی ہو۔ میں پوچھ رہا ہوں ایک سٹونے  
تمہیں کیا ہدایات دی ہیں" — سر رحمان نے چھنجھلا تے ہوئے  
ہجھے میں کہا۔

"اس نے کہا ہے ڈیٹھی کہ سفر کرتے وقت احتیاط سے کام  
لینا چاہیئے۔ سفر میں جیب کٹ سکتی ہے۔ اپنے سامان کو نگاہ میں  
رکھنا چاہیئے۔ زیادہ سامان ساتھ نہیں لے کر جانا چاہیئے۔ کیونکہ  
اس سے سفر میں تکلیف ہوتی ہے۔ چلتی ہوئی گاڑھی میں نہیں  
پڑھنا چاہیئے۔ اور سراور بازو بھی کھڑکی سے باہر نہیں نکالتا  
چاہیئے اور" — عمران کی زبان چل پڑی۔

"شٹ اپ یوناٹس۔ میں خود ہی معلوم کہ لوں گا" — سر  
رحمان نے کہا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے گھنٹی کا بین دبا دیا۔ دوسروے  
لمحے بوڑھا چھڑا سی کسی جن کی طرح ہمنودا رہ ہو گیا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بلاو" — سر رحمان نے چھاڑ کھانے  
والے ہجے میں کہا۔ اور چھڑا سی تیزی سے مٹکرہ باہر چلا گیا۔ سر رحمان  
مسل ہونٹ چھانے میں مصروف تھے۔

چند لمحوں بعد پر دھٹا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اندر داخل ہوا۔

”نہیں۔ کوئی دفتر نہیں جا رہا۔ عرف تم دونوں جاؤ گے۔ اور فیاض اس فائل میں ایک بندہ موجود ہے۔ اسے اپنی طرح پڑھ لو جانے سے پہلے میں تمہیں بولیف کر دوں گا۔ جاؤ۔“ سر رحمان نے سخت لیچے میں کہا۔ اور ان دونوں کے اٹھنے سے پہلے خود اٹھ کر بیٹھا ترجمہ دم کی طرف پڑھ گئے۔

Scanned and PDF COPY BY RFI FOR allurdu.com or urdufans.com

اب کیا کرنا ہے عمران صاحب۔۔۔ بلیک زید نے  
قدر سے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

”کہنا کیا ہے۔ ساری پلانگ ہی تباہ ہو گئی ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ انگلی جنس کے دفتر میں کسی بھی ان پکڑ کی جگہ میک اپ میں چلا جاؤ گا۔ اس طرح شاگل کو کسی طرح میری دہائی موجودگی کا علم نہ ہو سکے گا۔ مسئلہ صرف ڈیٹہ می کو رد کرنے کا تھا کیونکہ ان کی موجودگی میں یہ سب کچھ نہ ہو سکتا تھا اور انہیں روکنے کے لئے میں نے اماں بی کا سہارا لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ ڈیٹہ می نے لازماً بچھے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیتا ہے۔ اور اماں بی بچھے سے اکھڑ جائیں گی۔ اور اس کے بعد ڈیٹہ می کے لئے اور کوئی چارہ کام بی نہ رہے گا کہ وہ خود رک جائیں۔ اور ہوا بھی ایسے ہی۔ یعنی ڈیٹہ می نے وہ منسوخ کر کے صرف فیاض کو بھجنے کے آرڈر ز کر دیتے۔ اس

"اچھا۔ میں سمجھا تھا آپ کا فرستان جانے کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔" — بلیک زیر دنے ہنستے ہوئے کہا۔  
 "کافرستان اور پرستان ہم دن ہیں اور پرستان جانے کے لئے کسی بزرگ کے دیستے ہوئے تھویں۔ انگوٹھی کی ضرورت پڑتی ہے۔ میں نے تو کہانیوں میں ہی پڑھلے ہے کہ کوئی دیوکسی شہزادی کو اکھا کہ لے جاتا ہے۔ اور بتے چارہ شہزادہ بزرگ ڈھونڈھتا رہ جاتا ہے۔ جس کی مدد سے پرستان جا کر شہزادی کو چھڑائے اور پھر آخر میں دونوں کی شادی اور آخری فقرہ کے وہ دونوں ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔ ایسے ہی ہوتا ہے نا۔ میں تم بھی آج سے بزرگ کی تلاش شروع کر دو۔ ورنہ شادی اور ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے کا خواب دیکھتے دیکھتے تھا رہی شہزادی بے چاری بُڑھی ہو جائے گی۔" — عمران نے کہا۔ اور بلیک زیر دنے ہنستے ہنستے بے حال ہو گیا۔

"آپ جب اپنے لئے بزرگ تلاش کریں گے تو میں بھی اس کی منت کر لوں گا۔" — بلیک زیر دنے ہنستے ہوئے کہا۔  
 "سوچ لو۔ میرا بزرگ بڑا سخت ہے۔ پچھلے دس سال سے مونگ کی دال کھلاتا ہے۔ کہتا ہے کہ جب تک پندرہ سال مسل موںگ کی دال نہ کھائی جائے پرستان میں داخلہ ممکن ہی نہیں۔" عمران نے کہا اور بلیک زیر دنے کا ایک بار پھر قہقہہ نکل گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ پاس پڑے ہوئے ٹیکی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

طرح سب کیئے کرائے پہنچانی پھر گیا۔" — عمران نے منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔  
 "آپ اگر سر رحمان کے علم میں لائے بغیر دند کے کسی آدمی کی جگہ لے یلتے تو یہ سارا کچھ نہ ہوتا۔" — بلیک زیر دنے کہا۔  
 "اگر ڈیٹھی کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا۔ لیکن وہ میرے باپ تھا میں ایک گولی چلتی اور عمران صاحب کلمہ پڑھتے ہے بغیر سی اس جہاں فانی سے کنووارے ہے ہی رخصت ہو جاتے۔ اور پھر جانتے ہو کیا ہوتا۔  
 جنت میں حوریں بھی نہ ملتیں۔ کیونکہ سننا ہے جنت میں حوریں صرف شادی شدہ مردوں کو ملتی ہیں۔ کیونکہ وہ بے چارے سے شادی کو کے نہ صرف بے ضر ہو چکے ہوتے ہیں بلکہ خدمت گزاری کا قیمتی تجربہ بھی انہیں حاصل ہوتا ہے۔ کنوادری کے لئے تو اسٹریڈیاں نے حوروں کا کوٹہ ہی نہیں رکھا۔" — عمران اپھی بھلی سنجیدہ باتیں کہتے کرتے پڑھتی سے اتر گیا۔

بلیک زیر دنے مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے کوئی جواب دیا تو پھر عمران کی زبان چلتی ہی۔ ہے گی۔  
 "تم چپ کیوں ہو گئے۔ اب اتنا بھی گھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "کس بات کا حل۔" — بلیک زیر دنے نے چونک کرو چکا۔  
 "شادی کے مسئلے کا۔ اور کس کا۔" — عمران نے پڑھتے معصوم ہجے میں کہا اور بلیک زیر دنے اخیتار قہقہہ مار کر مہنگ پڑا۔

کرنی چاہئے۔ اب آپ کی عمر ایسی ہو ہی گئی ہے جناب یہ بچوں کی کہانیاں نہیں ہوتیں۔ دیوؤں، پرمیوں، شہزادے کے، شہزادیوں جادوگروں، چمٹیوں، بھوتوں کی کہانیاں ہوتی ہیں۔ مال البتہ نو سال سے لے کر نو سال کے سال کے پچے انہیں پڑھتے ہزوں ہیں۔

عمران نے جواب دیا۔

"تم سے توبات کر کے آدمی ایک عذاب میں بھنس جاتا ہے میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سر رحمان نے تو جانے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے وفد بھجنے کی بجائے صرف سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب تمہارا اکیا بڑوگام ہے۔" — سر رحمان نے سنجیدہ ہجھے میں کہا۔

" بتایا تو ہے۔ فی الحال مونگ کی دال کھارنا ہوں۔ پستان جانے کے لئے بزرگ کا چلہ بڑا سخت ہے۔" — عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ تم ابھی اس بارے میں سوچ رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ سوچتے رہو۔ لیکن تمہارا جانا انتہائی ضروری ہے۔ بس مجھے اتنا ہی کہنا پے۔" — سر رحمان نے جلدی سے کہا۔

اور سماں ہی رابطہ ختم ہو گی۔

" دیکھا مونگ کی دال کی کرامت کہ صرف نام نہ ہی عقل آ جاتی ہے۔" — عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رسیود رکھ دیا۔

" عمران صاحب۔ ایک بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔ ل آخر سر سلطان آپ کو اس سرکاری میٹنگ میں بھجنے پر کیوں مضر پوچھا۔

"ایک شو۔" — عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیود اٹھاتے ہوئے مخصوص ہجھے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے۔" — دوسری طرف سے سر سلطان کی آداز سنائی دی۔

" مونگ کی دال کھار ہا ہے۔ اور دعا میں دے رہا ہے بنرگ کو۔" — عمران نے اصل ہجھے میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ " کیا بکواس ہے۔ کبھی تو سیدھی طرح بات بھی کو لیا کر د۔" — سر سلطان نے غصیلے ہجھے میں کہا۔

" کمال ہے۔ میں دس سالوں سے مونگ کی دال کھار ہا ہوں اور آپ نے ایک لمحے میں اسے بکواس قرار دے دیا۔ آپ شاید نہیں چاہتے کہ میں پستان جا کر شہزادی کو چھڑا لاؤ۔ پھر دونوں کی شادی ہو اور ہم ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگیں۔ ہاں ایک اور بھی بات لکھی ہوتی ہے کہ بوڑھے پادشاہ نے تخت دستاج ان کے حوالے کر دیا۔ اور خود اعلیٰ کی یاد میں زندگی بسر کرنے لگا۔ اب آپ کے پاس نہ تو تاج ہے تھے نہ تخت۔ آپ مجھے کیا دیں گے۔" — عمران نے ان کے نام سلطان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بات بنادی۔

" آخر تھیں ہو کیا گیا ہے۔ کیا تم نے بچوں کی کہانیاں پڑھنی شروع کر دی ہیں۔" — سر سلطان نے اس بار مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" میرے خیال میں اب آپ کو داعی اللہ کی یاد میں باقی زندگی بسر

ہیں۔ بیک زیر و نے پڑے سنجیدہ بھی میں کہا۔  
”ایک ہی حل ہے۔ مونگ کی دال۔ پھر سمجھ آجائے گی۔“ —  
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
”مطلوب ہے۔ آپ بتانا نہیں چاہتے۔ شہیک۔ ہے۔ آپ کی  
مرضی۔“ — بیک زیر و نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران  
بے اختیار ہنس پڑا۔

”اگر تمہارا ایسی حالت تو پھر تمہیں چھڑانے کے لئے کسی شہزادے  
کو آنا پڑے گا۔ عورتوں کی طرح روشنی میں ماہر ہو چکے ہو۔“ —  
عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس بارہ بیک زیر و بھی ہنس پڑا۔  
”کوئی گھر امکنہ نہیں ہے۔ طاہر صاحب۔ بس معمولی بات  
ہے۔ اس بارہ سرکاری میٹنگ کا ایجمنٹ افغانستان کی طرف  
سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ پروٹوکول ہے کہ جس ملک میں ایسی میٹنگ  
ہوتی ہے ایجمنٹ ادھی ملک تیار کرتا ہے اور اس سے پہلی میٹنگ  
پہنچتا ہے۔ اور اس بارہ کافستان میں ہو رہی ہے۔ اور  
اس ایجمنٹ کے لئے ایک شق دکھی گئی ہے کہ دونوں  
ملکوں کی ایشی جنس اپنے اپنے ملک میں آنے والے غیر ملکی سربراہوں  
کے لئے کئے گئے حفاظتی انتظامات کی تفصیلات سے ان سربراہوں  
کی آمد سے پہلے ایک دوسرے کو آگاہ کرنے کی پابند ہوں گی۔“ —

”بہت بڑی تحریر نہیں البتہ بڑی ضرور کہا جا سکتا ہے۔ تمہیں  
اکٹھا نہیں کہ آئندہ ماہ شوگران کے نئے منتخب صدر پہلی بار پاکیشا  
نے دوسرے پر آمد ہے ہیں۔ اس دورے کے سرکاری طور پر اعلان بھی ہو  
گا۔ اور یہ بھی تمہیں معلوم ہو گا کہ نام منتخب صدر کے اس

”آپ نے تختواہ کا پوچھ کر مجھے بھی ڈراہی دیا۔ میں سمجھا کہ مجھ سے  
اپنی بہت بڑی حماقت ہو گئی ہے۔“ — بیک زیر و نے مسکراتے  
ہے کہا۔

”عمران نے کہا۔  
”یہ کیا بات ہوتی۔ اس سے فائدہ۔ اور دوسری بات یہ کہ ایجمنٹ  
میں اس شق کو رکھنے کا یہ مقصد تو نہیں کہ اسے منظور بھی کو لیا جائے

میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔ شاگرل تو سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اس کا انٹیلی جنس کے دفہ کی نگرانی سے کیا تھا۔ اور ایک دوسری بات یہ کہ کافرستان والوں کو یہ کیسے شک ہو سکتا ہے کہ ہم اس شق کے اصل پس منظر کو تلاش کریں گے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ یہ شق ہی ایجاد کئے میں کیوں رکھتے۔ — بلیک زیر و نے حیرت بھرے ہجے میں کہا۔

"تمہاری ہلی بات کا جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ ایجاد کئے میں یہ شق رکھوائی ہی کافرستان سیکرٹ سروس کی طرف سے گئی ہے۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ مونگ کی دال کافرستان میں بھی کھانی جاتی ہے۔ اس شق کا ایجاد کئے میں رکھا جانا پاکیشیا کی حکومت کو چونکا نہیں۔ ٹھہرے ہے چونکنے کے بعد ہم زیادہ محتاط ہو جائیں گے۔ اور یقیناً اس شق کے اصل پس منظر کو تلاش کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔ اس طرح ہمارے شکوک کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔ اور جیسے شکوک بڑھتے جائیں گے ہم شوگران کے صدر کے حفاظتی انتظامات میں اور زیادہ سخت ہوتے جائیں گے۔ اور پروڈوکوں کے مطابق حفاظتی انتظامات کی تفصیلات سے دورے سے قبل شوگران کی حکومت کو بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور ہمارے انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت شوگران کو کسی لمبی کڑبڑ کا احساس ہو جائے۔ اور اس کے بعد کسی بھی بہانے سے یہ دورہ ہی طتوی کر دیا جائے۔ یہ تو ایک ممکنہ صورت ہے۔ اس سی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہمارے دفہ کے کسی بھی

دورے کا مقصد پاکیشیا ادشاگران کے درمیان ایک بہت ایم فوجی معاہدے پر تمدنی بات چیت کرنا ہے، یہ ایسا معاہدہ ہے کہ اگر ہو گیا تو پاکیشیا کافرستان سے بڑی فوجی طاقت بن سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں اچانک کافرستان کی طرف سے ایجاد ہے میں اس شق کے رکھنے پر سرسلطان کی پریشانی لازمی ہے۔ ظاہر ہے ڈیٹھی انکار تو کرنے سنتے ہیں۔ لیکن ڈیٹھی اس شق کے رکھنے جانے کے اصل پس منظر کو تو میٹنگ کے دران ٹھیں نہیں کر سکتے۔" عمران نے کہا۔ اور بلیک زیر و کے چہرے پر حقیقتاً شرمندگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کا ذہن ابھی گھبرا رہا ہے میں سوچنے کا عادی نہیں ہوا۔

"میں سمجھ گیا۔ تو آپ اس پس منظر کی تلاش میں ساتھ جامہ ہے۔ اس لئے سرسلطان آپ کے جانے پر بغیر تھے۔" بلیک زیر و نے کہا۔

"ہاں۔ مقصد تو یہی تھا۔ اس لئے میں سرکاری دفد میں شامل ہو چاہتا تھا۔ کہ اس طرح میں وہاں چند روزہ کر آسانی سے ضروری معلومات حاصل کر لیتا۔ اور دوسری بات یہ کہ اس طرح میں شاگرل کی نظر دل سے بھی چھپا رہتا۔ کیونکہ اگر کوئی ایسی بات ہے جیسا کہ ہمارے ذہنوں میں شک ہے تو پھر یقیناً شاگرل اپنی سیکرٹ سروس سیست اس سرکاری دفہ کی بھی خفیہ نگرانی کرے گا۔ اور خفیہ نگرانی کر انے کا وہ بادشاہ ہے۔" — عمران نے مکرا نے ہوئے جواب دیا۔

یہ۔ بہر حال ڈیٹھی نے مسئلہ ٹھیرھا کر دیا ہے۔ سو پر فیاض کے ساتھ پیرے ایکسے جانے سے مسئلہ کسی صورت بھی حل نہیں ہو سکتا۔ اور مسئلہ کو حل ہونا ہی چاہیے۔ — عمران نے بڑے سنجیدہ اور دوچھنے والے لہجے میں کہا۔ اور پھر چونک کہ میز پر پیٹے ہوئے لاگ ک ریخ ٹرانسیمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور اس پر فریکونسی سینٹ کرنے لگا۔

"آپ ناظران سے بات کرنا چاہتے ہیں" — بلیک زید نے کافرستان میں فارلن ایجنسٹ ناظران کی مخصوص فریکونسی سینٹ ہوتے ہی چونک کہ پوچھا۔ اور عمران نے سر ہلا تے ہوئے ٹرانسیمیٹر کا بٹ آن کر دیا۔ ٹرانسیمیٹر کا سرخ بلب جل اٹھا اور اس میں سے ٹوں۔ ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ایک جھماکے سے سرخ بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور ساکھی ٹرانسیمیٹر سے ناظران کی آواز بی آمد ہوئی۔

"ناظران پیکنگ اور" — ناظران نے کہا۔  
"ایک ٹو اور" — عمران نے بٹ دباتے ہوئے مخصوص بیٹھے میں کہا۔

"یہ سر کو ڈالیوں سکس تھری ٹھری اور" — دوسری طرف سے ناظران کی جو دبانہ آواز سنائی دی۔ طے شدہ اصول مطابق اس نے خود اپنا مخصوص کو ڈال دیا تھا۔

"شامل کے بارے میں تمہارے بے پاس کوئی روپورٹ ہے اور" — عمران نے پوچھا۔

اعلیٰ افسر کو خفیہ طور پر خوبی لیا جائے۔ اور پھر اس سے کسی کا غذ پر دستخط کرائے جائیں۔ اس کے بعد اس کا غذ پر ایسی روپورٹ لکھی جائے۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ بفاہر توہم نے اس شق کو منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن درپرداہ ہم اس پر راضی ہو گئے ہیں۔ اور پھر اس دستاویز کو بنیاد بنا کر شوگران حکومت کو پاکیشی سے بذلن کیا جائے۔ تم جانتے ہو کہ شوگران اور پاکیشی میں جتنی دوستی ہے۔ اتنی ہی کافرستان اور شوگران میں دشمنی ہے" — عمران نے جواب دیا۔

"میں آپ کی بات اب پوری طرح سمجھ گیا ہوں کہ یہ شق کسی خاص مقصد کے لئے ہی رکھی گئی ہے۔ اور حکومت کافرستان اس سے کوئی چہرا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے۔ اور آپ اصل حالات معلوم کرنے جا رہے ہیں تاکہ قیاس آرائیوں کی بجائے اصل بات سامنے آجائے" — بلیک زید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چلو سکر ہے دنیا میں ایک آدمی کو تو میری بات سمجھ میں آگئی" — عمران نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زید نے پڑا

"پھر تو مرس مطہان کی تشویش درست ہے۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی بھی بہانے پر میٹنگ ہی کینسل کر دی جائے" — بلیک زید نے کہا۔

"نہیں۔ اس میٹنگ میں پاکیشیا کے مقابلہ میں بھی جنہ فیصلے ہوئے

”زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ سر — کیونکہ مسئلہ یہیں دارالحکومت  
ہے اور یہ ایک خاص آدمی اس ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہے۔  
اہم آپ تک پہنچنے میں اسے وقت لگ سکتا ہے اور اور“ —  
ناٹران نے جواب دیا۔

”بھجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی تفصیلات ٹرانسیمیٹر پر بتائی  
جاسکتی ہیں۔ تم اسے فوری طور پر حاصل کر داد بھر مجھے کال کر دادور  
ایڈیل“ — عمران نے کہا اور ٹرانسیمیٹر آف کر دیا۔  
”یہ فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ ناٹران جب کال کرے تو تم ٹرانسیمیٹر  
کاں کو آٹومیٹک شیپ سے لٹک کر دینا۔ اس طرح تمام تفصیلات  
شیپ ہو جائیں گی۔ پھر تم اس کو اٹھینا سے چیک کرتے رہیں گے۔  
اس سے کوئی کام کی بات بھی ملتی ہے یا نہیں“ — عمران نے  
کہا۔

”بیک ہے سر“ — بلیک زیر دنے بھی اجزاً کم سی سے  
اثاثت ہوتے جواب دیا۔ اور عمران ابھی در داڑے کی طرف مڑا  
ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اکھی اور عمران ٹھٹھک کر دک گیا۔ بلیک  
زیر دنے رسیور اٹھالیا۔

”ایک ٹو“ — بلیک زیر دنے مخصوص ہجھے میں کہا۔  
”جولیا بول رہی ہوں سر“ — میں آپ کو ایک اہم اطلاع  
پیدا ہوتی ہوں سر — جولیا کا ہجھ بے حد پر جوش تھا۔

”تمہید میں وقت مت ضائع کیا کہ دیکھا اہل اطلاع ہے“ —  
بلیک زیر دنے کا ہجھ حسب عادت سرہ ہو گیا تھا اور عمران مکرا آتا ہوا

”دہ بہاں دارالحکومت میں موجود ہے۔ اس سے زیادہ تو میں  
نے چیک نہیں کیا اور“ — ناٹران نے جواب دیا۔  
”کوئی غیر معمولی سرگرمیاں تمہارے نوث میں آئی ہوں اور“  
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”غیر معمولی سرگرمیاں تو نوث میں نہیں آئیں البتہ ایک ایسی  
پورٹ بھنھے ملی ہے جسے شائد معمول سے ہٹ کر کہا جاسکے۔ شاگل  
نے گذشتہ دنوں ایک خصوصی میٹنگ اٹھ کی ہے۔ اس میٹنگ  
میں دزیر اعظم کافرستان، دزیر خارجہ کافرستان کے ساتھ کافرستان  
کے سفرل انسٹیٹی جنس کے چیف سردار جو گند رنگ بھی شامل تھے اور  
خاص بات یہ ہے کہ شاگل کو اچانک ایم جنسی کال پر طلب کیا گیا تھا۔  
ویسے تو ایسی میٹنگ ہوتی ہے تھی یہیں اور“ — ناٹران نے تفصیل  
 بتاتے ہوئے کہا۔

”اس میٹنگ کے بارے میں کوئی تفصیلات اور“ — عمران  
نے پوچھا۔

”نوسر — ہم نے اسے اہمیت ہی نہیں دی دیے الگ  
آپ حکم دیں تو اس کی تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ایسی میٹنگ جس  
میں دزیر اعظم شامل ہوں۔ ان کا ریکارڈ ان کے منٹ سیکر ٹری کے  
یاں ہوتا ہے۔ اور اس ریکارڈ کی نقل دہاں سے اڑائی جاسکتی ہے  
اور“ — ناٹران نے جواب دیا۔

”گڑ — کتنا وقت لگے گا اور“ — عمران نے داد بھرے  
ہجھے میں کہا۔

تم ایسا کہ دکھ فوراً ہوٹل سے معلومات حاصل کر دکھ کہ وہ کس نام سے  
اوکس کھمرے میں پھر ابوجے ہے۔ کیونکہ ہوٹل کا صرف ہوٹل میں مقیم  
اذادہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اپنے کسی ساتھی کو کال کو کے اس کے  
ذمہ لگا دو کہ وہ اس ہوٹل کا رکے ڈرائیور سے معلومات حاصل کرے کہ  
شماں نے اسے کار میں بیٹھتے ہوئے کہاں جانے کے لئے کہا تھا اور  
بھر دہ کہاں آتی گیا۔ — عمران نے اسے تفصیل سے پہلیا  
ایتنے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر، میں یہ ساری معلومات حاصل کرنی ہوں" —  
جولیا نے جواب دیا اور عمران نے اد کے کہہ کر سیور رکھ دیا۔  
شماں کی بذات خود یہاں موجودگی کا مطلب ہے کہ کوئی جگہ سانش  
درستی ہے۔ — عمران نے کہی سے ایٹھے ہوئے انہیں سنجیدہ  
ایجے میں کہا۔

"جی ہاں" — بلیک زید نے سر ملاتے ہوئے کہا۔  
ٹھیک ہے۔ میں خود ہی اسے چیک کرتا ہوں۔ اب یہ بہت  
سرستی ہو گیا ہے۔ — عمران نے کہا اور مطر کر تیر تیر قدم انہما تا  
روازے کی طرف بڑھ گیا۔

والپس مطر اور دوبارہ کوئی پہ بیٹھ گیا۔

"پس سر، پس سر۔ وہ اطلاع یہ ہے تھے تھا کہ میں نے ابھی تھوڑی  
دیہ پہنچے ہوٹل گولڈن سے کافرستان یکرٹ سردارس کے چین شماں کو  
شماں کو کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھا ہے" — جولیا نے جواب دیا اور  
اس کی بات سن کر نہ صرف بلیک زید بلکہ عمران بھی کہی سے اچھل پڑا۔ عمران  
نے جھپٹ کر سیور بلیک زید کے ٹھانے سے لے لیا۔  
"کیا وہ اصل شماں میں تھا" — عمران نے ایک ٹوکرے لایجے میں  
بلند ہی سے پوچھا۔

"ادہ نہیں جناب۔ وہ میک اپ میں تھا۔ لیکن سر قریب سے  
گزرتے ہوئے اچانک میری نفر اس کی دائیں کلانی پہ بیٹھ گی۔ اس  
کی کلانی پہ گندھا ہوا مخصوص نشان مجھے نظر آگیا تھا۔ اور اس کے  
بعد میں نے غور کیا تو اس کا قدر و قامت، چال ڈھال سب شماں  
سے ملتے جلتے تھے" — جولیا نے جواب دیا۔

"گڑشو جولیا۔ اس کا رقم کا نمبر جس میں وہ بیٹھ کر گیا ہے"  
عمران نے اسے بڑے خلوص سے داد دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ جولی  
کی تیز نگاہی واقعی قابل داد تھی۔

"وہ ہوٹل کا رکھتی سر، میں نے فوراً اس کا تعاقب کرنے کی کوشش  
کی۔ لیکن میری کار پارکنگ میں تھی۔ اور جب میں کار لے کر اس کے  
پیچھے گئی تو مجھے دسی ہوٹل کا رد ایس آتی ہوئی دکھائی دی۔ چنانچہ میں  
بھی والپس آگئی۔ اور اب دیہ ہوٹل کے بوکھے سے آپ کو فون کر دی  
ہوں" — جولیا نے جواب دیا۔

اوه — اس تبدیلی کا مقصد — باس نے چونک کر پہنچا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"یہ معلوم نہیں ہو سکا باس۔ ہرف سر رحمان جانتے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو سر رحمان کو ٹوٹ لاجائے" — شنکرنے کہا۔  
نہیں۔ اس طرح معاملات مشکوک ہو جائیں گے۔ فائل کا کیا ہوا" اس نے پوچھا۔

کام ہورتا ہے باس۔ جیسے ہی فائل دستیاب ہوئی آپ تک پہنچ جائے گی" — شنکرنے جواب دیا۔

لیکن تمام کام ہاتھ پر بچا کر ہونا چاہیئے۔ یہاں کی سیکرٹ سروس کو اس کی بھٹک نہ پڑے۔ خاص طور پر اس شیطان عمران

— باس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"یہ باس — آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل ہورتا ہے" شنکرنے جواب دیا۔

یہ ایسی ہوٹل گولڈن گیالٹھ راسٹورانٹ سے ملاقات کرنے۔ لیکن اش نے کام سے مخدود ری ظاہری کر دی۔ اب اس کا دوسرا ایسٹ کرنا پڑے گا۔ یہ کھی سیدھی انگلیوں سے نکلتا نظر نہیں

— باس نے جو کہ سٹاگلی تھا انہیں فی سخت ہجتے

— حکم کریں باس" — شنکرنے سر ٹکڑے ہوئے پوچھا۔

ام راشد سے زبردستی بھی نہیں کر سکتے۔ ورنہ سیکرٹ سروس پرے گی۔ اور راشد کے بغیر ہمارا مقصد بھی حل نہیں

در واڑے پر دستک کی آواز سنتے ہی کوئی پر بیٹھا ہوا آدمی چونک پڑا۔

"یہ ستمان" — اس نے سخت ہجت میں کہا دوسرا سے لمحے در واڑہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ "کیا رپورٹ ہے شنکر" — کوئی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے انتہائی سخت ہجت میں پوچھا۔

"باس۔ عجیب رپورٹ ملی ہے" — سر رحمان نے دندن کے سر پر اہ کے طور پر جانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اپنے لمحے کے سپرینٹنڈنٹ فیاض کو بھیج دیا ہے۔ اور دوسرا بات یہ کہ سپرینٹنڈنٹ فیاض دندن کی بجائے اکیلا جا رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ صرف ایک مانحت ہو گا" — شنکرنے قریب آکر کوئی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اپنے بڑھا کر رسیور انٹھا لیا،  
یس۔ رابرٹ سچیکینگ۔ شاگل نے اپنا بدلا ہوا  
میتے ہونے کہا۔

"جنی بول رہا ہوں باس — فرم ہم سے سوچے پر آمادہ ہی ہے۔ لیکن قیمت بہت زیادہ مانگتی ہے" — دوسری طرف سے کہا گیا اور شاہگل چونکہ یہڑا اس کی آنکھیں چکلنے لگیں۔

لکھ دیں۔ نہ انہم تاکہ اگر سوادا  
کتنی قیمت مانگتی ہے اور کیسے راضی ہونی۔ مجھے تو اس نے  
سات انکار کر دیا تھا۔ — شاگل نے حیرت بھرے ہجے میں کہا۔

"اُوہ۔ یہ تو بہت زیادہ قیمت ہے، زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ  
لے دے سکتے ہیں" — شاگل نے منہ بتاتے ہوئے

"باس اس سے کھم پوہ نہیں مانتا۔ تو پھر یہ بات چیخت جنم کرے  
دل" — دوسری طرف سے جونی نے کہا،

باص۔ آپ تیار ہو چاہیں۔ یہ رقم بعد میں بھی اس سے وصول کی جائی ہے۔ اچانک سامنے بیٹھنے شکر نے دبے لجھے میں کہا۔  
لہیکہ سب سے بخوبی۔ اگر مجبوڑی ہے تو شکر ہے۔ ہم یہ رقم دینے

ہو سکتا، اس لئے ہمیں کوئی ایسی ترکیب سوچنی چاہیے۔ جس سے مقصد بھی پورا ہو جاتے اور کسی کو علم لکھنی شہ ہو۔ — شاگھل نے موشرٹ چھاتے ہوئے کہا۔

”ایک صورت ہو سکتی ہے۔ جمِ راشد کو اغوا کر کے اس کی  
جگہ اپنا آدمی ڈال دیں۔“ — شنکرنے کہا۔  
”ئے کی تک بھ جا۔ مارت قوسا۔ منہ آحل تک گئے۔ اور

”نیکن کب تک بہر حال یہ بات تو سامنے آ جائے کی۔ اور اس کے بعد سارا مشین ہی ختم ہو جائے گا۔“ شاگل نے انکار میں سر بلاتے ہوئے کہا۔

"بتویز تو ٹھیک ہے۔ یعنی اس طرح وقت بہت ضائع ہو جائے گا۔ جبکہ میں بعد ازاں جلد اس ہشن سے فارغ ہو کر والپس جانا چاہتا ہوں" — شاگل نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہ "تو پھر باس ایک ہی صورت ہے کہ وزارتِ دفاع کے فائلِ دوم میں داخل ہو کر دہائی سے فائل کی ٹولڈ کاپی حاصل کر لی جائے" — شنکر نے جواب دیا۔

"نہیں — اس بارے میں پہلے سوچا جا چکا ہے۔ وہ داخلہ ناممکن ہے" — شاگھل نے انکار میں سرداڑتے ہوئے کہا۔

ہوئے اپنے اور بھرائی سے پہلے کہ شنکر کوئی اور تجویز پیش کرو  
بس پڑتے ہوئے یہی فون کی گھنٹی بج اکھٹی - ختماں نے

یہ ہے گھاٹ پوچھنے جانا۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔ کیونکہ میں فائل لے کر فودا یہاں سے نکلا چاہتا ہوں۔ اور جب تک میری طرف سے پہنچنے کا کاشن نہ مل جائے۔ تک نے رقم واپس حاصل کرنے کی کارروائی نہیں کوئی "۔ شاگل نے کسی سے انتہتے ہوتے کہا، "ٹھیک ہے بس"۔ شنکر بھی کسی سے انتہا کھڑا ہوا، اور پھر شاگل تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پرستیار ہیں۔ لیکن سودا کھرا ہونا چاہیے"۔ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "با انکل کھرا ہو گا۔ میں اسی سے تفصیل طے کر کے آپ کو کال کرتا ہوں"۔ دوسری طرف سے جوفی نے جواب دیا۔ اور شاگل نے اور کے کچھ کریمیور رکھ دیا، کے کچھ کریمیور رکھ دیا،

کر سکتے ہیں۔ مسئلہ تو فائل کا ہے"۔ شنکر نے کہا، "ٹھیک ہے میں فائل لے کر فودا انکل جاؤں گا۔ تک اور جوفی میں کہ اس سے رقم وصول کو لینا"۔ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بس صرف فائل ہمارے ہاتھ آجائے"۔ شنکر نے سہ ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جوفی کی کال دوبارہ آگئی۔

باس۔ بات طے ہو گئی ہے۔ آدھے گھنٹے بعد فائل زیر د پواسٹ پر مل جائے گی۔ اور رقم کیش وہیں دینا ہو گی"۔ دوسری طرف سے جوفی نے کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ میں شنکر کو رقم دے کر بھیج رہا ہوں سارا کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے"۔ شاگل نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریمیور رکھ دیا۔

"تم رقم لے کر زیر دلواسٹ پہنچ جاؤ اور فائل کی کافی لے کر

باعت میں پڑھا تھا۔ اس وقت اس کا مطلب تھا۔ — عمران  
لے منہ بنتا تھے ہوئے کہا۔

"جو بات آپ سوچ رہے ہیں میں عمران صاحب۔ وہ بات نہیں  
اس وقت ہم ڈیلوٹی پر ہیں" — صفر نے اس کی بات  
کا شتے ہوئے کہا۔

"ڈیلوٹی پر" — یعنی داہ کس قدر خوب صورت ڈیلوٹی ہے کہ  
اکٹھے بڑھوں میں گھومو پھر وادر تختواہ بھی دصول کرو۔ یار صفر  
بُنھے بھی کوئی ایسی ہی نوکری دلوادو" — عمران نے آنکھیں  
شکاتے ہوئے کہا۔

"آؤ صفر۔ یہ تو ایسے ہی وقت فرائع کرتا رہے گا۔" — جولیا  
نے جھلا کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔  
ارے ارے۔ ایک منٹ۔ چھری تملے دم تو بو۔ چلو چھری  
ذہبی خجرا ہی۔ تلوار تھے ہی" — عمران نے تیزی بجھے  
تھیں کہا۔

"یہ آج آپ کو سارے محاورے اکٹھے کیسے یاد آگئے ہیں" —  
صفر نے شتے ہوئے کہا۔

ارے کمال ہے۔ میں نے تو سنائے محاوروں کی بانیں  
بات کرو تو بات جلدی سمجھے میں آ جاتی ہے۔ بھر عالی وہ پھاگنی میں  
ہو۔ اخ ہوا یا نہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جو لیا  
و منہ بنائے کھڑی لھتی۔ عمران کی بات سن کر چونک پڑھتی  
نہیں کیسے معلوم ہوا" — جولیا نے ہوش چھاٹے

عمران نے کار ہوٹل گولڈن میں موڑ کر ایک ساید  
پرورد کی اور نہ دینچے اتر آیا۔ کار لاک کرنے کے ابھی وہ ہوٹل کے میں  
گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ رہا تھا کہ اس نے جولیا اور صفر کو گیٹ  
سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔

جو لیا اور صفر نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ عمران انہیں  
دیکھتے ہی اس طرح چونکا جیسے کوئی ناممکن بات ممکن ہو گئی ہو۔  
"کمال ہے۔ دکھ سے بنی فاختہ اور کونے انہیں کھائیں" —  
عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے ان کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"کیا مطلب" — جو لیا نے چونک کرو پوچھا جبکہ صفر  
صرف مسکرا دیا۔

"مطلب تو کسی اسکول کی کتاب میں ہی ملے گا۔ مجھے توبت  
ہوئی اسکول کی کتاب پڑھتے ہوئے۔ دیلے یہ محاورہ آنکھوں

طباق شاگل دیسترن چوک پم کار سے اتر گیا تھا۔ ڈرائیور سے اس نے کہا تھا کہ وہ ضروری شاپنگ کرنا چاہتا ہے۔ اور ڈرائیور واپس آگئا۔ جو لیا نے مجبوراً اسے بات بتادی۔ ”ڈرائیور آہستہ آہستہ جل کر آیا تھا یا دوڑتا ہوا آیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مطلوب ہے۔ اس نے کار واپس کر دی۔ ویسے وہ یہاں مقیم نہیں ہے۔“ جو لیا نے تیز ہجے میں کہا۔ ”عمران صاحب۔ یہ پتہ چلا ہے کہ اس نے کسی اہم سرکاری افسر سے کی بنی میں بیٹھ کر بات کی ہے۔ اور اس افسر کے کہنے پر اسے ہوٹل کی کار میں بھیجا گیا تھا۔ لیکن ہوٹل والے اس افسر کو ذاتی طور پر نہیں جانتے۔ اس نے ایک سرکاری کار ڈد کھایا تھا۔“ فدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”کیا اب کاؤنٹر پر لوگ انہوں کو بٹھانے لگ گئے ہیں۔ یا کارڈ خالی تھا۔“ عمران نے اس بار سخیہ ہجے میں کہا۔

”میں نے تو بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن کاؤنٹر میں بھی کہتا ہے کہ اس نے کار ڈور سے دیکھا۔ اس پر کوئی سرکاری نشان چھپا ہوا تھا۔ اور ویسے بھی کار ہائی گئی تھی اس لئے اس نے زیادہ توجہ نہ دی تھی۔“ صقدر نے جواب دیا۔

”آدمیرے ساتھ۔ میں ذرا اس کاؤنٹر میں کی یادداشت کا احتیان لے لوں۔“ عمران نے سر ملاٹتے ہوئے کہا اور ہوٹل میں واصل ہونے کے لئے آگئے بڑھ گیا۔ جو لیا اور صقدر بھی اس کے

ہوئے کہا۔ ”ایک ری فریعہ ہے۔ اس چوڑے کا۔ اچھا بھلا فلیٹ میں بیٹھا سیلماں کو ایسا سائنس پکانے کی ترکیب سمجھا رہا تھا کہ جس سے کھانے والے کے داشت ہمیشہ کے لئے کھٹے ہو جاتے ہیں۔ اور میں تو پر وگام پنا رہا تھا کہ یہ نسخہ حکومت کو سپلانی کر دیں۔ تاکہ کافرستان والوں کے داشت ہمیشہ کے لئے کھٹے ہو جائیں۔ کہ جس کا حکم آگیا کہ نورا ہوٹل گولڈن پینچو۔ ہاں اس نسخے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں کافرستانی چھاگل نظر آگئی ہے۔ اب یہ بھی معلوم نہیں کہ اس چھاگل میں پانی ہے یا خالی ہے۔“ عمران کی زبان چل پڑی۔ تم نے ایک چھوٹی ٹسی بات کرنے کے لئے ہمارا اسناد قوت ضالع کیا ہے۔ آڈ صقدر۔ ہمیں چونکہ چیف بائس نے اس کے متعلق کوئی ہدایات نہیں کی۔ اس لئے ہم اسے کچھ بتانے کے بھی پابند نہیں ہیں۔“ جو لیا نے نشک ہجے میں کہا۔

”شبتاء۔ میں اسے خود بتا دوں گا کہ جو لیا اور صقدر دوں لوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اس دوران خالی چھاگل پاکیشیا کے پانی سے لبریز ہو کر واپس بھی پہنچ گئی ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور کہہ ہے اچکاتا ہوا ہوٹل کے یعنی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

”میری بات سنو۔ ہم نے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے

ادھر ادھر دیکھا اور ذرا سآگے کی طرف جبک گیا۔

"پلیز عمران صاحب۔ یہن مارا جاؤں گا۔ وہ اس ہوٹل کے ماک کے بھائی راشد صاحب تھے۔ دزارتِ دفاع میں یہیں۔ یہ کارڈ وغیرہ کی بات تو یہ نے نوث یعنی کے لئے کی تھی"۔ اکرم نے سر گوشیاں لے چکے ہیں کہا۔

"راشد۔ اودھیک ہے۔ تھینک یو"۔ عمران نے کہا۔ اور تیزی سے واپس مرڑ گیا۔ صفردار جو لیا بھی اس کے ساتھ ہی واپس مرڑے۔ لیکن ان کے چہرے پر ہمکی سی خجالت کے آثار نمایاں تھے۔ یہ نکھلے اس کا دنٹر کلک کرنے والی انہیں چکر دے دیا تھا۔

"یہ راشد کون ہے"۔ ہوٹل سے باہر نکلتے ہوئے جو لیا نے پوچھا۔

"سنوجو لیا"۔ صورت حال انتہائی سیریں ہے۔ شاگھی کا بذاتِ خود یہاں آتا اور پھر وزارتِ دفاع کے آفسر راشد سے اس طرح خفیہ بات چیت کرنے سے ظاہر ہے کہ کوئی اہم معاملہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو یہی سمجھ رہی ہوں۔ لیکن یہ راشد ہے کون"۔ جو لیا نے جھلا کر پوچھا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے پیک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے دسیور اٹھا کر سکے ڈالے اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

بُنے ہوئے ہوٹل کے ہال میں داخل ہوتے ہی عمران سیدھا کا دنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اور کا دنٹر پر بیٹھا ہوا نوجوان عمران کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر پیشنا سائی کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔

"تو تمہیں ضرورت ہے سرمه نور نظر کی"۔ عمران نے کا دنٹر کے قریب پہنچتے ہوئے مسکرا کر کا دنٹر کلک سے کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ آپ۔ اودھ میں آپ کی بات سمجھا گی ہوں۔ دراصل مجھے معلوم نہ تھا کہ مجھے یہ سب کچھ بتانا ہو گا۔ اس وقت رشیں بھی تھا۔ اس لئے یہ نے زیادہ خیال نہ کیا تھا۔

ویسے یہ آپ کے ساتھی ہیں تو آئی۔ ایم سوری۔ یہ رقم"۔ کا دنٹر کلک نے جیب سے سور و پے کا نوٹ بھاول کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ صفردار نے اسے رقم دے

کر دیے معلومات حاصل کی تھیں۔ "اسے واپس جیب میں رکھو اکرم۔ یہ مال غنیمت ہے۔ اور مال غنیمت کا فلسفة یہ ہے کہ وہ واپس نہیں کیا جاتا۔ بہر حال دہ نشان کیا تھا۔ ذرا کاغذ پر بنایا کر دکھاؤ۔ اور یہ سن لو کہ یہ انتہائی اہم ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ تمہاری کمزور یادداشت با لکھ ہی غائب ہو جائے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نچ۔ نچ۔ یہ تباہ تیا ہوں مجھے یاد آگیا ہے"۔ کا دنٹر کلک اکرم نے اس بارہ گھر لئے ہوئے ہیجے میں کہا اور پھر اس نے

"یہ کس کے بھانی ہیں۔" — عمران نے مزید وضاحت کے کے لئے پوچھا۔  
 "جی ہاں سر۔" — بالکل وہی ہیں سر۔ — آپ پیر نے نو رواج دیا۔  
 "واب دیا اور عمران نے تھینک یو کہہ کر رسیور کہ دیا۔  
 "تمہارا ذہن داقتی خوب چلتا ہے۔" — جو لیا نے تعریف  
 بھرے بھے ہیں کہا۔

"عورتوں کی زبان اور مردوں کا دماغ۔ بس ہی دو چیزیں تو جعلی  
 ہیں دنیا میں۔" — عمران نے مسکرااتے ہوئے جواب دیا۔  
 اور پھر دوبارہ رسیور اٹھا کر اس نے کے ڈالے اور آپ پیر کا بتایا  
 ہوا نمبر گھما دیا۔

"یہ۔" — دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔  
 "یہ راشد صاحب کی ریالشگاہ ہے۔" — عمران نے پوچھا۔  
 "جی ہاں۔ یہ ان کی جیگم بول رہی ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں؟"  
 دوسری طرف سے بیگم راشد نے پوچھا۔  
 "یہ ان کا ایک پرانا دوست ہوں۔ میرانام علی عمران  
 ہے۔ راشد صاحب سے بات کراؤ یجیے۔" — عمران نے  
 نہم بھے ہیں کہا۔

"اوہ ابھی گئے ہیں۔ کہہ رہے تھے کہ ایک گھنٹے بعد  
 واپسی ہو گی۔ آپ اپنا نمبر بتا دیجئے وہ آئیں گے تو یہ انہیں  
 بتا دیں گی۔" — بیگم راشد نے کہا۔  
 "میرا نمبر نہیں ہے۔ یہ ہوٹل کے کاؤنٹر سے بات کر  
 رہا ہوں۔ اور میں رات کو گریٹ لینڈ جا رہا ہوں۔ بہر حال ابھی

"یہ سیکرٹریٹ انکوائری۔" — دوسری طرف سے سنظر  
 سیکرٹریٹ کی مخصوص ایکس چینچ کے انکوائری آپ پیر کی آواز سنائی دی۔  
 "وزارت دفاع کے راشد صاحب سے بات کرنی ہے۔ میں  
 سپرنٹنڈنٹ فیاض سنظر انٹیلی جنس سے بول رہا ہوں۔" — عمران  
 نے تدریسے تکمیلہ لے جئے میں کہا۔

"ادد۔ راشد صاحب۔ یہ میں اس وقت تو دفتر بند ہو چکا ہے  
 جناب۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کی ریالشگاہ پر فون کو  
 لیں۔" — دوسری طرف سے آپ پیر نے جواب دیا۔

"نمبر بھی بتا دو اور ساتھ ہی پتہ بھی۔ شائد مجھے خود ذاتی طور پر ملنا  
 پڑے۔" — عمران نے سر ملا تے ہوئے کہا۔

"یہ سر نہ بروٹ کریجیے۔ سیون۔ ٹریپل تھری سیون۔ اور  
 بتہ ہے۔ تھری دن آفیسرز کا لوئی۔" — آپ پیر نے جواب دیا۔  
 "ان کا پورا نام کیا ہے۔" — عمران نے پوچھا۔

"راشد خیں۔" — آپ پیر نے نو رواج دیا۔  
 "یہ دہی راشد صاحب ہیں جو وزارت دفاع میں رابطہ افسر

ہیں۔" — عمران نے کہا۔

"رابطہ آفیسر۔" — جی نہیں۔ وہ تو اسلام صاحب ہیں۔  
 یہ تو فائیلنگ سیکشن کے اپنے کارج ہیں۔ — پوری وزارت  
 میں صرف ایک ہی راشد صاحب ہیں۔ دوسرے تو یہ نہیں۔  
 آپ پیر نے جواب دیا۔

"لٹھیک ہے۔ یہ دہی راشد صاحب ہیں جو ہوٹل گولڈن کے

"کارٹن انیمیٹر سے بات کریں گے میں" — جو لیا نے کہا۔ اور  
یہ کہ رہیں بیٹھتے ہی اس نے کال ملادی۔  
"ایک ٹوٹ اوور" — دوسری طرف سے ایک ٹوٹ کی آواز تھی  
ہی اور جو لیا نے اسے عمران سے ملاقات سے لے کر اب تک  
کی تمام روپورٹ دے دی۔

ٹھیک ہے۔ میں نے اسی لئے عمران کو پیچھا تھا۔ کیونکہ شاگل  
کی یہاں موجود تھی انتہائی خطرناک ہے۔ تم نے عمران کی ہدایات پر  
عمل کرنا ہے اور اینڈ آل" — دوسری طرف سے ایک ٹوٹ نے  
ستخت ہجھے میں کہا اور اس کے ساتھی رابطہ نہ تھم کر دیا۔ جو لیا نے  
ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹوٹ انیمیٹر آف کر دیا۔

"چیف بائس عمران پر اتنا نہ ہا اعتماد کرتا ہے تو اسے سیکرٹ  
ہر دس میں کیوں شامل نہیں کر لیتا" — جو لیا نے صفحہ رسمی مخالف  
کو کہ کہا، جواب کا رچلا تھے ہوئے کپیا وہ ٹیکسٹ سے باہر نکال رہا تھا۔  
"عمران ہماری طرح تخلوہ پر گزارہ کہاں کر سکتا ہے۔ بنجے دے"  
ایک ٹوٹ سے اپنے کام کی کتنی رقم وصول کرتا ہو گا" — صفحہ رسمی  
مکراتے ہوئے کہا۔ اور کارکو بائیس طرف موڑ دیا۔ کیونکہ عمران کی کار  
بھی اسی طرف مڑ کر آگئے جا رہی تھی۔

"ہوں ہضدر ایسی بات ہو گی۔ دیسے بھی وہ نیا منص سے مبھی قمیں  
وصول کرتا رہتا ہے۔ اور ملازمت کے بعد وہ ایسا کرے تو ایک ٹوٹ  
اسے کھڑے کھڑے گولی مار دے" — جو لیا نے سر ملا تھے ہوئے  
کہا اور صفحہ رسمی کردا دیا۔

میرے پاس کچھ وقت ہے۔ میں آجاؤں گا ملنے۔ تھیک یو" —  
عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
"اب کیا پروگرام ہے" — صفحہ رسمی کہا۔  
"اس چھاگل کی تلاشی میں کون ہے" — عمران نے مکراتے  
ہوئے جو لیا سے پوچھا۔

"تزویر اور کیپٹن شکیل اسے تلاش کر رہے ہیں۔ ابھی ان کی طرف  
سے کوئی روپورٹ تو نہیں ملی" — جو لیا نے اس بار بڑی شرافت  
سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اس راشد کی کوئی چیک کرنی چاہیے۔  
اس سے فوری ملاقات بے صد ضروری ہے۔ کیونکہ جس عہدے  
پر وہ ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سٹاگل اس سے کوئی فائل  
حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور ظاہر ہے یہ فائل اتنی اہم تو ہو گی کہ شاگل  
کو خود یہاں آنا پڑتا۔ ورنہ وہ اپنے کسی ایجنسٹ کو بھی بیسح سکتا تھا۔"  
عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے" — جو لیا نے سر ملا تھے ہوئے جواب دیا۔  
اور یہ وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے پلٹے ہوئے اپنی کاروں  
کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا خیال ہے۔ چیف بائس کو روپورٹ دے دینی چاہیے۔"  
صفحہ رسمی کے جو لیا سے مخالف ہو کر کہا۔ کیونکہ عمران ایک طرف  
کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا تھا۔ جبکہ صفحہ رسمی جو لیا پارکنگ  
کی طرف چلے گئے تھے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

ہٹی کے گیٹ پر رک گئی۔ صفر نے بھی کار اس کے پیچے  
ول دی۔ عمران نے نیچے تو کوکال بیل کا بٹن دبایا تو کوکھی کے  
بٹ کا چھوٹا حصہ کھلا اور ایک ملازم باہر آگیا۔

راشد صاحب آگئے ہیں۔ — عمران نے اس سے پوچھا۔  
جی نہیں۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ — ملازم نے جواب دیتے  
ہئے کہا۔

”تحقیک ہے۔ ہماری ان کی سیکم سے بات ہوتی ہے۔ ہم ان  
کا انتظام کر رہے ہیں۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔  
”جی بہتر۔“ — ملازم نے کہا۔ اور پھاٹک کے اندر واپس جا  
کر اس نے پھاٹک کھول دیا اور عمران جو اس ددران واپس کار میں  
چکا تھا۔ کار اندر لیتا گیا۔ چھوٹے سے پوچھ جس اس نے کار  
وکی اور نیچے اتم آیا۔

اس کے پیچے صدر بھی کار اندر لے آیا تھا۔ اور پھر صدر اور  
بولا بھی کار سے نیچے اتم آئے۔ ملازم نے ڈرائیور روم کھول  
دیا۔ اور وہ تینوں اندر صوفیوں پر عینہ گئے۔

”آپ کیا پیش گئے۔“ — ملازم نے پوچھا۔  
”کچھ نہیں۔ تحقیک یو۔“ — عمران نے بڑے سنجیدہ ہیچے  
ل کہا۔ اور ملازم سر ہاتا ہوا باہر جانتے لگا۔

”سنو۔ سیکم ھما جسہ موجود ہیں۔“ — عمران نے اچانک پوچھا۔  
”جی وہ ابھی چند لمحے پہلے کھب گئی ہیں۔“ — ملازم نے ہر کہ  
واب دیا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ دوبارہ مرٹا۔ اور ڈرائیور دو میں  
میں داخل ہو گیں اور پھر تھوڑی دیم بعد عمران کی کار را شد حسین کی

”دلیسے ایک بات ہے۔ کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ عمران دیسے  
تو بڑا با اصول بتاتے ہے۔ لیکن سپر فنڈنٹ فیاض کی رشوٹ اور بلیک  
سینٹر کی رقم وہ کیوں دصول کرتا ہے۔ اسے ایسا نہیں کہنا چاہیتے۔  
بولیا نے کہا۔

”آپ کو علم ہے کہ وہ اس رقم کا کیا کوتلتے ہے۔“ — صدر نے  
ہٹتے ہوئے پوچھا۔

”کہنا کیسا ہے۔ خرچ کرتا ہو گا اور کیا کہ ناہے۔ یا پھر جنک بیٹیں  
بنارے ہو گا۔“ — بولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جی نہیں۔ یہ سادھی رقمیں ضرورت مندوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔  
میں نے خود کی داقعات دیکھے ہیں۔“ — صدر نے جواب دیا۔  
اور جو لیں اس طرح سر ہلیا جیسے اسے صدر کی بات کا  
یقین نہ آیا ہو۔

”میں نہیں مانتی۔ وہ استان بخوس سے ہے کہ اگر اسے دعوت کا کہہ  
دلو اسی کی جان پر بن جاتی ہے۔“ — کہتے ہو کہ وہ ضرورت مندوں  
کو لمبی رقمیں دیتا رہتا ہے۔ — جو لیں نے منہ بناتے  
ہوئے کہا۔ اور جب جواب میں صدر نے اسے ایسے کی داقعات  
تلے جس میں عمران نے داتی ضرورت مندوں کی اس طرح امداد کی  
تھی کہ بعض اوقات انہیں خود بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ایسا کس نے کیا ہے  
تو بولیا آنکھیں پھاٹے سے یہرست سے صدر کو دیکھتی رہ گئی۔

کار میں ایک دوسرے کے پیچے درڑتی ہوئیں آفسرز کا بونی  
میں داخل ہو گیں اور پھر تھوڑی دیم بعد عمران کی کار را شد حسین کی

سے باہر چلا گا۔

بس ہی دس بارہ صفریں۔ لیکن وہ تو تین صفر دل سے آگئے ہی  
ہیں بڑھتا۔ اب تم خود بتاؤ۔ صفر دل کی کوئی قیمت ہوتی ہے کہ  
آدمی اس میں بھی کنجوں سی شروع کر دے۔ ” عمران نے کہا۔  
اس بار جو لیا بھی ہنس یٹھی۔

تم خالی صفر چاہو تو میں بس سے سخارش کر دوں گی۔  
لیکن شرط یہی ہے کہ کوئی ہندسہ ساتھ نہ ہوگا۔ — جو لیانے  
ہنتے ہوئے کہا۔

چلوا سے کہو کہ پندرہ بیس صفریں وہ ڈال دیا کمرے اور ہندسہ  
تم بدھ دیا کرو۔ بے شک ایک ہندسہ ڈال دینا آخر تم بھی تو یک ہندسہ  
ہو۔ اب کم از کم اتنا اختیار تو تمہیں بھی ہونا چاہیے کہ ایک کی  
بیاضی تم بھی کم دیا کرو۔ ” عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور  
ہندر اور جو لیا ددنوں میں بے اختیار ہنس رہے۔

اسی لمحے انہیں باہر کارکے ہادن کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز  
بھاٹاک کے قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ صقدر جلد ہی سے اٹھا  
اور اٹنگِ ردم کے دروازے میں آگا۔

"ملازم بھاٹک کھول رہا ہے۔" صفت نے کھنڈی کے  
سے انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے راشد صاحب تشریف لائے ہوں گے۔ عمران  
نجدہ ہجے میں کہا اور صفر والیس آ کر جیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد  
کار کرنے اور کسی کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر تیز

”انتے بڑے افسر کے لحاظ سے تو یہ بنگلہ خاصاً چھوٹا ہے۔“  
جو لیا نے کہا۔

"میرے فلیٹ سے تو بڑا ہے۔ دیے اگر تم کہو تو میں چار کنال  
میں کبھی بنگلہ بنو سکتا ہوں۔ لہس سوپر فیاض کی تھوڑی سی منبت کرنا پڑے  
گا۔" عالم زمکان تھے اُکا

کی" — عمران لے مسکرا لے ہوئے کہا۔  
”تم چاہے چار کنال کا بنادیا آٹھ کنال کا۔ میرا کیا تعلق“ — جو یہ  
نے غصے پر بچے میں کہا۔

"اٹھ کنال والا مسئلہ تو غلط ہے۔ اب ہم نے دہان کرکٹ تو  
نہیں کھیلنی۔ باقی رہا تعلق تو تعلق نے زور پہنچی تو بندگی بننے لگا۔ درجنہ  
تو میرا فلیٹ ہی کافی ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
ادر جو لیکنے منہ پھر لیا جیکہ صفرہ سنس رٹا۔

"عمران صاحب۔ یہ شامل آفر چاہتا کیا ہو گا۔" — صدر نے  
شام بات کا رخ پہلنے کے لئے فتحہ کہا تھا۔

"آپ کتنی صفری چاہتے ہیں" — صفرد نے بنتے

ہیں کہا اور راشد حسین سر ملاتا ہوا صوفی پر بیٹھ گیا۔ بریف کیس اس نے ساتھ ہی رکھ لیا تھا۔

"کتنی رقم وصول ہوئی ہے" — عمران نے اچانک کہا اور راشد حسین اس طرح اچھلا جیسے عمران نے بات کرنے کی بجائے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

کیا — کیا کہہ رہے ہیں آپ رقم کیسی رقم" — راشد حسین نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو بنھا لتے ہوئے کہا، لاشوری اور پر اس کا ہاتھ بریف کیس کے ہندل پر جنم گیا۔

"دہ رقم جو اس بریف کیس میں موجود ہے" — عمران نے اسی طرح سخت ہجے میں جواب دیا۔

"آپ ہیں کون۔ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا" — اس بادر راشد حسین نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ راشد درہ" — عمران نے اس قدر سو بجے میں کہا کہ راشد حسین کا جسم نمایاں طور پر کاٹ پ کھا۔

کچھ لگ کی مطلب" — راشد حسین نے حیرت پرے ہجے میں کہا۔

"صفدر۔ انھوں کو دروازے میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور اگر کوئی مدخلت کرے تو بیشک گولی مار دینا" — عمران نے اسی طرح سخت ہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوال نکال لیا جبکہ سامنے صوفی پر بیٹھی جو لیا یک لخت جھٹی اور اس نے راشد حسین کے ہاتھ سے بریف کیس لیا اور ایک طرف جا کھڑی ہوئی۔

تیز قدم ڈرائیور کی طرف بڑھے۔ اور چند لمحوں بعد ایک ادھیر عمر آدمی دروازے پر کھڑا نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیا بریف کیس تھا، عمران اور صفردار سے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ "آپ" — آنے والے نے حیرت بھرے ہجے میں انہوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام عمران ہے۔ یہ صفر و سعید اور جو لیانا فڑ واٹھ ہیں۔ آپ" — عمران نے بڑے سمجھدے ہجے میں کہا۔

"میرا نام راشد حسین ہے۔ لیکن آپ سے پہلے تو ملاقات نہیں ہوئی" — آنے والے نے کہا۔ اس کے ہجے سے اس بارغاصی ناگواری سی ظاہر ہو رہی تھی۔ عیسیے اسے ان کے اس طرح بلا اعلان آنا ناگوار گزرا ہو۔

"میں نے فون کیا تھا۔ آپ کی بیگم نے بتایا کہ آپ ایک گھنے بعد آئیں گے۔ اس لئے ہم یہاں آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ دیسے اگر آپ کو جمارا آنا اتنا ہی ناگوار گزرا ہے تو ہم واپس پڑ جاتے ہیں" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ادھر نہیں۔ اب اتنی بھی کیا بد اخلاقی۔ بہر حال فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں" — راشد حسین نے تکلف سے کام لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ لیکن اس کے پھرے سے اب بھی ہی سمجھوس ہو رہا تھا کہ وہ یہ اخلاقی زبردستی برت رہا ہے۔ "آپ تشریف رکھیں" — عمران نے انتہائی سنجیدہ ہجے

دالی دیوار سے جا نکلا یا۔ دروازے کی سائیڈیں کھڑے ہوئے  
عقدر نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی اس کو ضرب لگا کر  
اچھا دیا تھا۔

"خبردار اگر حکمت کی۔ چپ چاپ پڑے رہو"۔ جو لیا  
نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن ملازم تیزی سے سر جھک کر اٹھنے  
ہی لگا تھا کہ جو لیا کا بر لیف کیس والا ہاتھ گھوما اور بر لیف کیس پوری  
وقت سے سراخھاتے ہوئے ملازم کے سر پر پڑا۔ اور وہ وہیں  
اپھر ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پر سیدھے ہوتے چلے گئے۔

"جو لیا۔ یہ بر لیف کیس کھول کر دیکھو۔ رقم سے ہی اندازہ لگ  
جائے گا کہ اس نے کس قسم کی فائل فروخت کی ہے"۔ عمران  
نے ہونٹ کا شترہ ہوئے جو لیا سے مخالف ہو کر کہا۔

"نم۔ نہ۔ نہیں۔ نہیں"۔ صوفی پہ پڑے ہوئے  
راشد حسین نے عمران کی بات سننے ہی تیزی سے انٹھا چاہا تھا کہ  
مران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما۔ اور راشد حسین اس بار چنچ بھی نہ سکا  
اور صوفی پہ گر کم ایک لمحے کے لئے پھر کا پھر ڈھیلنا پڑ گیا۔ اس کی  
آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

"ادھ۔ اس میں تو بہت بھاری رقم ہے"۔ جو لیا نے  
بر لیف کیس کھولتے ہوئے کہا۔

"بھوں، میرے خیال میں پچاس لاکھ سے کم نہیں ہے۔ اور شاگل جی  
لیکن کا جیف ہے وہ اتنی بھاری رقم کسی عام فائل کے لئے نہیں  
اے سکتا"۔ عمران نے ہونٹ دبلتے ہوئے کہا۔

نم۔ یہ بھی کو فون کرتا ہوئی"۔ راشد حسین کا رنگ  
اب دائمی زرد پڑ گیا تھا۔  
"فرد کر کر۔ تاکہ انہیں معلوم ہو کے کہ دزارتِ دفاع کے  
فائل سٹور آفس راشد حسین نے غیر ملکی ایجنسیوں کے ساتھ فائل کا  
سودا کر کے ان سے بھاری رقم وصول کی ہے"۔ عمران نے  
اٹھتے ہوئے انتہائی خشک ہجھے میں کہا۔

"نم۔ نہ۔ نہیں۔ یہ غلط ہے"۔ راشد حسین  
کے ہجھے میں اب بے پناہ گھبراہٹ ہتھی۔ لیکن دوسرا ملھے کھڑہ  
اس کی چیخ سے گوشخ انھا۔ عمران کا زوردار تھیر اس کے چہرے  
پورپڑا تھا۔ اور راشد حسین چھینا ہوا اچھل کر صوفی پر جا گرا۔ اس  
کے گال پر عمران کی انگلیوں کے نشانات ابھر آئے تھے۔

"کون سی فائل کا سودا کیا ہے"۔ عمران نے غراتے  
ہوئے کہا اور ساٹھ ہی دوسرا ملھے میں پکڑا ہوا یلوالور اس  
کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"نم۔ نہ۔ یہ نے"۔ راشد حسین نے کانپتے ہوئے  
پچھے کہنا چاہا کہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور راشد  
حسین کی چیخ سے ایک بار پھر کھڑہ گوشخ انھا۔ عمران کا دوسرا تھیر  
شاید پہلے سے زیادہ زوردار تھا۔

"صاحب۔ صاحب کیا بات ہے"۔ اچانک کھڑے  
کے باہر سے اس ملازم کی چیختی ہوئی آوانہ سنائی دی۔  
لیکن دوسرا ملھے وہ ملازم کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا سلنے

"نم — نم، بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں۔ داقتی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ کاش! میں بیکم کی باتوں میں نہ آ جاتا۔" — راشد حسین نے امرت بھرے ہے میں کہا۔ اب اس کی آنکھوں سے آنسو ٹکنے لگے تھے۔

"کیا تمہاری بیکم نے تمہیں بیک میل کیا ہے؟" — عمران نے چونک کہ پوچھا۔

"نہیں، وہ ہر وقت کہتی تھی کہ تنخواہ میں سے ہم کچھ بچا نہیں سکتے۔ اسے چار کنال کا ذاتی بیکھ بنا نے کی شریدہ خواہش تھی۔ اور میں تنخواہ میں سے چار کنال کا بیکھ تو ایک طرف۔ چار کنال زمین بھی نہ فریڈ سکتا تھا۔ اور کاش! میں نے ایسا نہ کیا ہوتا۔" — راشد حسین نے کہا۔ اور کاش! میں ایک جگہ تو ایک کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ دیکھا چار کنال کے بیکھے کس طرح بنتے ہیں۔

"وقت متضائع کر دی جلدی بتا دیک ایک ایک لمحہ قیمتی ہے،" میان نے خشک ہے میں کہا۔

"میں نے انہیں ایکس تھرٹی تھری کی فوٹو کاپی دی ہے۔" راشد حسین نے کہا۔

"ایکس تھرٹی تھری فائل۔ اس میں کیا ہے؟" — عمران نے کہا۔

"فائل ہماری بحریہ میں شامل ہونے والی نئی ایمک آبادنے کے متعلق ہے۔ جو ہم نے حکومت شوگران سے خیلہ طور پر حاصل کی ہے۔"

"عمران صاحب رقم کی موجودگی بتاری ہے کہ فائل شاہگل کے پاس پہنچنے پڑی ہے۔ اس لئے اب جتنا بھی وقت گزدے گا اتنا ہی بلے لئے اقصان ۱۵ ہو گا۔" — صفر رنے انتہائی سنجیدہ ہے میں کہا۔

"۱۵ ہیکا ہے۔ تم درست کہہ رہے ہو۔" — عمران نے پونکتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے صوفی پربے ہوش پڑے ہوئے راشد حسین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے یلو اور تو ایک طرف رکھا اور پھر بھک کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے منہ اور ناک کو بیضو طی سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی نتیجہ نکل آیا اور سانس کھمل طور پر بند ہو جانے کی وجہ سے راشد حسین کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔ دوسرے لمبے راشد حسین کی آنکھیں ایک بچکے سے کھلیں اور ساٹھ ہی اس کے منہ سے کہا بھی نکل گئی۔

"سوند راشد حسین۔ تم نے ملک سے غداری کی ہے۔ اس نے تمہاری سزا موت ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تم نے کسی خاص مجبوری کی بتا پہ ایسا کیا ہو گا۔ درستہ اس سے چلے تمہاری شکایت تک فرو رہنچی۔ اس لئے اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ تفصیل سے فوڑا بتا دو۔ تاکہ ہم وہ فائل ملک سے باہر جانے سے روک سکیں۔ اس صورت میں تمہارے سلے گنجائش نکل سکتی ہے۔ یہ سیرا وعدہ رہا۔" — عمران نے یلو اور کی نال کا رخ راشد حسین کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت ہے میں کہا۔

اُن نے بتایا کہ وہ اس آدمی کا بارہ ہے۔ یہ میں نے اسے بھی ادا کر دیا۔ یکن پھر اس آدمی نے مجھے مجبور کر دیا۔ اس نے میری ایک لامبی جان لی تھی۔ — راشد حسین نے ہونٹ کا شتہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا مطلب ہے تم پہلے سے اس پر راضی ہو گئے تھے۔ یکن تم اس کی زیادتی سے زیادہ قیمت و صول کرنا چاہتے تھے۔ پہلے میں سمجھتا تھا راشد تم نے کسی خاص مجبوری کی بناء پر ایسا کیا ہے۔ یکن اب پتہ لالا ہے کہ تم انہما فی لا پھی آدمی ہو۔ اس نے تم پھیٹ کر دی۔ — عمران نے غرائی ہوئے کہا اور دوسرا رے مجھے اس نے ٹوپکرو دیا۔ ہم کے کی آواز کے ساتھی راشد حسین کے ہلنے سے چخ نکلی اور ہونے پر گر کر تڑپنے لگا۔ پنڈ لمほں بعد سی وہ ساکت ہو گیا۔ آؤ۔ ہمیں اب فوری کارروائی کرنی ہو گی۔ — عمران نے یلوالور بیب میں ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس ملازم کا کیا کرنا ہے۔ یہ تو ہمیں پہچانتا ہے۔ — جو لیا نے کہا۔ پہچانتا رہے۔ ایک ٹوپ خود ہی سنبھال لے گا۔ — عمران نے نہ ہجے میں کہا۔ اور ڈرائیور دم سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا۔ جو لیا اور صقدر بھی اس کے پیچے رکھے۔ براہنہ کیس جو لیا کے اُنہیں تھا۔

اس فائل میں اس آبدوز کی جگلی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ قائم منصوبے میں اس کے دوک کی پوری تفصیل درج ہے۔ یعنی وہ کہاں موجود ہوتی ہے کہاں کہاں گشت کرتی ہے۔ اور جگ یا ایم ٹیکسی کی صورت میں اس کے ذمہ کیا کیا فرائض ہوں گے۔ — راشد حسین نے جلدی جلدی بتانا شروع کر دیا۔

"تم نے اس فائل کی کاپی کے دی ہے اور کہا پوچھی جسے عمران نے ہونٹ پہلتے ہوئے چوچھا۔

"میں نے تورابرٹ کو یکسر انکار کر دیا تھا۔ اس نے مجھے ہوٹل گولڈن میں بلا یا تھا ایک دوست بن کر۔ یکن پھر اس کا آدمی مجھے ملا۔ اور اس نے مجھے اس پر آمادہ کر لیا۔ کاش میں ایسا نہ کہتا۔ — راشد حسین نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ فائل کہاں دی ہے تھا نے ان لوگوں کو عمران کا ہجھ بے حد کرخت ہو گیا۔

"نیدر پارک میں۔ — راشد حسین نے جواب دیا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے۔ — عمران نے چوچھا۔

"میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں۔ — راشد حسین نے جواب دیا۔ یکن رایبرٹ سے کہا رہی ملاقات کو زیادہ وقت تو نہیں کردا۔ اتنے میں تم نے فائل کی فوٹو کاپی کیسے حاصل کر لی۔ — عمران لمحہ پسپر یہاں جساتھا۔

وہ آدمی کسی دنوں سے میرے پیچے پڑا ہوا تھا۔ یکن میں انکار کر تارہ۔ نعم۔ مگر میں نے فوٹو کاپی بنوالی لھتی پھر رایبرٹ ملا۔

پونک کر اسے منا طب کرنے کے لئے ہاتھ اٹھا دیا۔ سشمنک بھی اس کا اٹھا ہوا ہاتھ دیکھ کر پونکا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس میز کی طرف بڑھ آیا جس پر شاگل اکیلاہ بیٹھا تھا۔

"کیا چوڑا۔" — شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کامیابی پاس۔" — سشمنک نے ساٹھ والی کمری پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور شاگل نے الہمیت ان کی ایک طویل سانس لی۔

"کہاں ہے مال۔" — شاگل نے پوچھا۔

"میری جیب میں ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ ٹھیک ہے۔"

سشمنک نے جواب دیا۔

"کوئی تعاقب کوئی مسئلہ۔" — شاگل نے بے اختیار دیشورنٹ کی ایک کمری پر بیٹھا ہوا بھقا۔ وہ بار بار کلامی کی گھڑی میں وقت دیکھتا۔ اور پھر سامنے رکھنے والے شراب کے جام کو اٹھا کر منہ سے لگایتا۔ اسے یہاں آئے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا۔

"نہیں۔ میں نے پوری طرح ختم رکھا ہے۔ جوئی اس آدمی کے پیچھے گیا ہے۔ تاکہ جب آپ کا کاش ملے تو اس سے رقم حاصل کی جاسکے۔" — سشمنک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آد۔" — شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیب سے ایک بڑا نوت نکال کر اس نے میز پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا در دارے کی طرف بڑھ گیا۔ سشمنک اس سے پیچے چھپے تھا۔ دیشورنٹ کا فتحی آدمی تھے اور وہ سب تقریباً مختلف قومیتوں اور ملکوں سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سب غیر ملکی بحری جہازوں سے متعلق تھے۔ چونکہ یہاں ایسے افراد کا زیادہ بھیجکر رہتا تھا۔ اسی لئے شاگل نے اس دیشورنٹ کو مفتیز کیا تھا۔ تاکہ کوئی اس پر شک کر سکے۔ اور پھر اس نے دیہ کو چھپتے جام کا آرد رہنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا۔ کہ در دارے پر سشمنک رخودار ہوا۔ اور شاگل نے

"موجود ہے۔ آخری حصے میں۔" — سشمنک نے جواب دیا۔  
"ٹھیک ہے۔ وہیں چلتے ہیں۔ میں تو سیکسی پر آیا ہوں۔" — شاگل

نے کہا۔ اور شنکر نے سر ٹاہتے ہوئے کار کا انجن اسٹارٹ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک شنکر کی جیب سے ملکی ہمکی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ شنکر کے ساتھ ساتھ شاگل بھی یہ آوازیں سن کر چونک پڑا۔ شنکر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب میں موجود ایک چھوٹا یکن خاصاً چدید ٹرانسپرٹ نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں اس سے نکل رہی تھیں۔ شنکر نے جملہ میں سے اس کا ایک بٹن دبادیا۔

”ہیلو ہیلو۔ جو نی کانگ اور۔۔۔ بٹن دبتے ہی جو نی کی آواز ٹرانسپرٹ سے بدآمد ہوئی۔۔۔“ شنکر نے تیز ہجے میں کہا۔

”فرم کا منجر اپنی رہائش گاہ پہنچیک پہنچ گیا تھا۔ اور میں وہیں آپ کی طرف سے کال کے انتظار میں رک گیا۔ یکن ابھی منجر کی رہائش گاہ سے دو کاریں باہر آئی ہیں۔ دہ شامہ چلے سے اندر رہیں اور ان میں سے ایک کار میں عمران موجود تھا۔ جبکہ دوسرا کار میں ایک غیر ملکی عورت اور ایک مقامی آدمی تھا اور۔۔۔ جو نی کی آواز سنائی دی۔۔۔“

”جو نی۔ میں را بہت بول رہا ہوں۔ یہ کہاں ہیں اب اور۔۔۔“ شاگل نے شنکر کے ہاتھ سے ٹرانسپرٹ جھپٹتے ہوئے پہنچ کر کہا۔

”میں نے ان کے تعاقب کی کوشش کی۔ یکن میں اپنی کار کا لون سے باہر پارک کر کے گیا تھا۔ کیونکہ کار چکی ہو سکتی تھی۔ اس لئے

”آئیے ادھر۔۔۔“ شنکر نے سر ٹاہتے ہوئے کہا۔ اور پارکنگ کے آخری حصے کی طرف بڑھ گیا۔ شاگل اس کے ساتھ ساتھ تھہ توڑی دیہ بعد وہ دونوں سیاہ رنگ کی ایک کار کے پاس پہنچ گئے۔ یہ کار باتی کاروں سے خاصی بہت کر پارک کی گئی تھی۔ شنکر نے جیب سے چانپی نکال کر دروازے کا لاک کھولا اور پھر دردازہ کھول کر دہ شیرنگ پہ بیٹھ گیا۔ اور اس نے دوسرا سائیڈ کا دروازہ اندر سے کھول دیا اور دوسرا سائیڈ پہ شاگل بیٹھ گیا۔

”لا دے مجھے دو۔۔۔“ شاگل نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ اور شنکر نے کوٹ کی اندر ونی جیب سے تہہ شدہ چند کاغذات نکالے۔ اور شاگل کی طرف بڑھا دیئے۔ شاگل ان کا غذہ دیں کو کھول کر ان پر نظریں دوڑانے لگا۔ اور جیسے جیسے دہ کاغذوں پر نظریں دوڑاتا جاتا اس کے پھر پور ہجے میں کہا اور کاغذات کو تہہ کر کے رہے تھے۔

”دیہی گڑ۔۔۔ یہ بالکل درست فاصل ہے۔ گڑ۔۔۔“ شاگل نے مسافت سے بھر پور ہجے میں کہا اور کاغذات کو تہہ کر کے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

”اب آپ کا کیا پیداگرام ہے۔۔۔“ شنکر نے کہا۔

”تم مجھے بتتی کے قریب آتا رکر داپس چھے جاؤ دہاں آدمی موجود ہے۔ میں اس کے ساتھ لاپنچ میں بیٹھ کر جہاں میں ہنج جاؤں گا اور جہاں آج ہی پاکیشیا کی سرحد سے نکل جائے چکا۔۔۔“ شاگل

انسان ہیں کوئی جن تو نہیں کہ فوراً ہی ہمارے سردار پر پہنچ جائیں گے۔  
شنکرنے کا رپارکنگ سے باہر نکلتے ہوتے کہا۔

”تم ابھی اسے پوری طرح نہیں جانتے شنکر۔ تم ابھی نئے شامل ہوئے ہو سیکرٹ سردار میں۔ اس لئے تو میں تمہیں صالحتے مطابق واپسی کا پر وگہ ام بناو۔ میں ایس کو بھی واپس پہنچ رہا ہوں۔  
ایسا تھا تاک تھیں وہ لوگ پہچان نہ سکیں۔ تم مجھے چھوڑ کر جس قدر جلد ہو سکے واپس آنے کی کہنا۔“ — شاگل نے سرملاتی ہوئے جواب دیا اور شنکرنے اثبات میں سر بلدا دیا۔

کارپارکنگ سے نکل کر تیزی سے گھاٹ کی طرف بڑھتی گئی۔  
گھاٹ پر لوگوں کا خاصا بڑا ہجوم تھا۔ اور پھر شاگل کے اشارے پر شنکرنے کا رونکی اور شاگل بجلی کی سی تیزی سے دردازہ کھول کر نیچے اترा۔ اور تیزی سے چلتا ہوا ہجوم میں شامل ہو گیا۔ چند لمحوں تک وہ ہجوم میں شامل ہو کر ادھر ادھر گھومنتار ہا۔ اس کی تیز نظریں لوگوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ شنکر کا رونک کر واپس جا چکا تھا۔ جب شاگل کو قدرے الہمیناں ہو گیا کہ اسے چیک نہیں کیا جا رہا۔ تو وہ ہجوم سے نکلا اور اس طرف بڑھ گیا جہاں ایک مخصوص لاپنچ ہر وقت اس کے انتظار میں موجود رہتی تھی۔

جب میں واپس اپنی کار تک پہنچا اور انہیں تلاش کرنے لگا۔ لیکن وہ غائب ہو چکے تھے اور ” جو نئے جواب دیا،  
ادھر۔ تم فوراً دہاں سے نکل جاؤ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا سراغ لگا لیا گیا ہے۔ اب رقم کی پرواہ مت کرو، اور منصوبے کے مطابق واپسی کا پر وگہ ام بناو۔ میں ایس کو بھی واپس پہنچ رہا ہوں۔  
ادور اینڈ آل۔“ — شاگل نے پہنچتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسیور آف کر کے سیٹ پر پہنچنے کا دیا۔  
” عمران راشد حسین تک پہنچ گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس فائل کے ہم تک پہنچنے کا یقینا علم ہو گیا ہو گا۔ اور اب مجھے فوراً ٹلوپریہاں سے نکلتا چاہیے۔ وہ آب پا گل کتوں کی طرح ہر طرف دوڑ پڑیں گے۔“ — شاگل نے پڑے بے چین ہجھی میں کہا۔  
” لیکن باس۔ اسے معلوم کیسے ہوا؟“ — شنکرنے چرت بھرے ہجھی میں کہا۔

” وہ شیطان ہے شیطان۔ اس کی بزار آنکھیں ہیں۔ اور بس پھوڑ اس اسافر ق پڑ گیا ہے۔ درنہ شامہ یہ فائل بھی ہمیں کبھی نہ ملتی جلدی کرو کار چلا دا اور مجھے لایخ تک لے چاو۔ بلکہ نہ ہو۔ مجھے گھاٹ پر آتا رہو۔ میں پیدل چلا جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے وہ کار کو بستی کی طرف جاتے دیکھ کر چونک پڑیں۔ جلدی کرو۔“ — شاگل نے یا گھوں کے سے انداز میں پہنچتے ہوئے کہا۔ اور شنکر اس کی یہ حالت دیکھ کر ہیران رہ گیا اور اس نے کار اسٹارٹ کر کے آجے بڑھا دی۔  
” باس۔ آخر اس میں اتنے گھرا نے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ

ہے صادر اور بولیا کی کار اس کے تعاقب میں بھی۔ ابھی عمران کی کار آفسرز کا لوٹی کے میں گیٹ سے نکلی ہی بھی کہ کار میں موجود ٹرائیکسٹر کا جب تیزی سے جلنے بخشنے لگا اور عمران نے کار کی رفتار آہستہ گھوٹتے ہوئے پاٹھ بڑھا کر ٹرائیکسٹر آن کر دیا۔

”یہ اور“ — عمران نے بغیر اپنا نام لئے ہوئے کہا۔

”عمران، میں جو لیا بول رہی ہوں۔ میرا اور صادر کا خیال ہے کہ ایک آدمی راشد حسین کی کوٹھی کے باہر موجود تھا۔ جس نے ہمیں چیک کیا اور بجا کتا ہوا سائیڈ گھلی میں چلا گیا۔ پہلے تو میں نے اس کا خیال نہ کیا۔ لیکن ابھی وہ آدمی کا لوٹی گیٹ سے ذرا پہلے ایک سائیڈ گھلی کر اس کرتا ہوا نظر آیا ہے۔ اس کا انداز یوں لگتا ہے جیسے گھیوں میں پیدل دوڑتا ہوا ہمارا تعاقب کر رہا ہوا اور“ — جو لیں نے تیز تیز بیجے میں کہا۔

”اوہ، ایسا بھی ممکن ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوراً پائیں پاٹھ کی طرف موجود ذیترے میں کار چھپا لو۔ میں دائیں طرف کی سائیڈ روڈ پر گھوم کر چکر کاٹتا ہوا زید دپارک کی طرف جاؤں گا۔ اگر یہ شخص دوبارہ نظر آئے تو مجھے کال کر لینا اور“ — عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن کوئی شدید غصے کی وجہ سے اس کا ذہن ہی اس طرف مڑ گیا تھا۔

”ٹھیک ہے اور ایسہ آل“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے پاٹھ بڑھا کر ٹرائیکسٹر آف کر دیا۔ اور پھر کار کی رفتار بڑھا کر اس نے کار کو دائیں پاٹھ جانے والے ایک تنگ سے راستے پر موڑ دیا۔ اس کا پردگام تو فوراً زید دپارک جانے کا تھا۔ لیکن پھر

**عمران** آندھی اور طوفان کی طرح راشد حسین کی کوٹھی سے نکلا اور انتہائی تیز رفتار میں سے آفسرز کا لوٹی کے بیرونی گیٹ کی طرف کار بڑھائے یہے گیا۔ اس کے ذہن میں بھونپھال سا آیا ہوا تھا۔ کیونکہ جس فائل کے متعلق راشد حسین نے بتایا تھا وہ فائل اس قدر اہم بھی کہ عمران سوچ رہا تھا کہ اگر یہ فائل شاہی کے نکل گیا تو پاکیشیا کا تمام ترجیحی دفاعی نظام شدید خطرے میں پڑ جائے گا۔ اور اُسے اس بات پر بھی غصہ لقا۔ کہ اس قدر اہم دفاعی فائل دزارٹ دفاع نے اپنے شہوں میں کیوں رکھی ہوئی تھی۔ حالانکہ یہ قانون بن چکا تھا کہ انتہائی اہمیت کی فائل متعلقہ دزارٹوں کی تحویل میں رہنے کی بجائے ایک ٹپ کی تحویل میں رہتی تھیں۔ وہ اب فوری طور پر زید دپارک پہنچنا چاہتا تھا۔ لیکن کوئی آئندہ ٹھیک اگمل سے تو وہیں سے ہی مل سکتا تھا۔ ظاہر

"صندل بول رہا ہوں عمران صاحب — دہ آدمی ہمارے تعاقب میں تھا۔ اس کی کار میں گیٹ سے باہر موجود تھی دہ روڑتا ہوا باہر آیا۔ اور پھر کار میں جیٹھ کو اسی طرف گیا ہے۔ جدھر آپ کی کار گئی ہے۔ تم اس کے پیچھے ہیں اور" — صندل نے کہا۔  
"اس کا حلیہ، لباس اور کار کارنگ، ماڈل وغیرہ اور" — عمران نے پوچھا اور جواب میں صندل نے ساری تفصیل بتادی۔

"ٹھیک ہے۔ میں دائیں ٹالکہ والی سائیڈ روڈ پر موجود ہوں جب اس کی کار یہاں سے گزور جائے تو مجھے کال کر دینا۔ یہ آدمی یقیناً شاگل کا آدمی ہے اور" — عمران نے کہا۔  
"اگر آپ کہیں تو اسے روک لیا جائے اور" — صندل نے کہا۔

"نہیں — یہ لازماً کسی کو کال کمرے گایا کسی کو روپڑ دے گا۔ اس طرح ہم آگے بڑھ سکتے ہیں اور داینہ آں" — عمران نے کہا اور ٹرانسیمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اسی لمحے اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے جلد ہی سے ڈریش بورڈ کے نیچے ٹالکہ ڈالا اور ایک بٹن آن کر کے اس نے ٹرانسیمیٹر کی فریکننسی ناپ لگھا کر اسے زینہ و پیہ کر دیا۔

اب یہ ٹرانسیمیٹر جز لفڑیونسی کا ہو گیا تھا۔ اور حکم از کم دکھو میر کی ریخ میں ہونے والی تمام ٹرانسیمیٹر کا لیں وہ پسخ کر سکتا تھا۔

ابھی عمران کو جز لفڑیونسی اور کئے چند ہی لمحے گزورے ہوں گے کہ اچانک ٹرانسیمیٹر کا بلب جل اٹھا۔ اور اس کے ساتھی ایک

اسے خیال آیا کہ زینہ و پارک میں تو ٹکیو تلاش کرنے میں خاصاً وقت لگ جائے گا۔ اگر یہ آدمی راشد حسین کے پیچھے آیا ہے تو اس کا تعلق شاگل سے ہو گا۔ اور اگر یہ آدمی ہاتھ آجائے تو پھر شاگل تک بڑی آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔ پھر اس نے کار کو ذرا سا آگے بڑھایا اور پھر اسے سائیڈ میں موجود درخنوں کے ایک جھنڈ کی طرف نے جاتا چلا گیا۔

اسنے کار کو واپس میں روڈ کی طرف موڑ کر روک دیا۔ اور جو لیا کی کال کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اس کے پیچے پر تذبذب کے آثار لختے رکھو تکہ اس کا ذہن اس بات کو تسلیم نہ کر رہا تھا کہ جب شاگل نے رقم دے دی اور فائل حاصل کر لی تو پھر راشد حسین کی بگرانی کرنے کا کوئی مقصد باقی نہ رہا تھا۔ لیکن وہ سرے لمجھے اس کے ذہن میں ایک بھٹکا کا سا ہوا اور اس کے ساتھی اس کے بیوی پیر ملکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اسے خیال آگیا کہ کافستان بنیتامیں لوگوں کا ملک ہے۔ یعنی انتہائی بخوبی لوگوں کا ہو سکتا ہے شاگل نے بخاری رقم دے کر فائل کی کاپی تو حاصل کر لی ہو۔ لیکن اس کے بعد اس کا یہ پیداگہ اہم بھی ہو۔ کہ راشد حسین کا خاتمه کوئے رقم بھی واپس حاصل کر لی جاتے۔ اس طرح ایک بیٹھ دو کاچ والا کام ہو جائے گا۔ ابھی عمران یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ٹرانسیمیٹر کا بلب ایک بار پھر جلنے لگا۔

"یہ — عمران سپیکنگ اور" — عمران نے بٹن ڈالتے ہوئے کہا۔

نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
گواں نے اپنی طرف سے کوڈ میں بات کی تھی لیکن اس کا کوڈ ہی اس قدر واضح تھا کہ عمران کو اس بچپنا نہ کوڈ پر بے اختیار نہیں آ جائی۔

”جو فی۔ میں رابڑ بول رہا ہوں۔ یہ کہاں ہیں اب اور“ — اچانک شاگل کی آواز تمہاری سیڑھے سے نکلی۔ اور عمران یہ آواز سنتے ہی مبہمی طرح اچھل ٹیا۔  
”میں نے ان کے تعاقب کی کوشش کی لیکن میں اپنی کار کا لوٹی سے باہر پار کر کے گیا تھا۔ کیونکہ کار پیک ہو سکتی تھی۔ اس لئے جب میں واپس اپنی کار تک پہنچا اور انہیں تلاش کرنے لگا لیکن وہ غائب ہو چکے تھے اور“ — جو فی کی آواز سنا تھی دی۔

”اوہ۔ تم فوراً دیاں سے نکل جاؤ۔ اسی کا مطلب ہے۔ ہمارا سراغ لگایا گیا ہے۔ اب رقم کی پرواہ مدت کرو اور منصوبے کے مطابق واپسی کا پروگرام بناؤ۔ میں ایس کو بھی واپس بھج رہا ہوں۔ اور اینہاں آل“ — شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنا تھی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹھانسیہ کا بلب بجھ گیا۔ عمران نے جلدی سے ہاتھ پڑھا کر وہ بیٹھ آف کیا۔ جس کی حد سے اس نے جنرل فرکونسی اپنی کی تھی۔ اور پھر جلدی سے ٹھانسیہ کی دہ فرکونسی سیٹ کرنے دیج۔ جو جو لیا کی کار کے ٹھانسیہ کی تھی۔ ابھی اس نے فرکونسی سیٹ کی تھی کہ بلب ایک بار پھر حل الٹا۔  
”یہ۔ اور“ — عمران نے تیز پہنچے میں ٹھانسیہ آن

بھاد می سی آواز سنا تھی دی۔

”ہیلو ہیلو۔ جو فی کا نگاہ اور“ — بولنے والے کے ہیچے میں تیزی کے ساتھ ساٹھ عجیب ساجوںش تھا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی عمران بُری طرح چونکہ پڑا۔ کیونکہ عمران نہ صرف آواز پہنچاں گیا تھا بلکہ اب وہ اس آدمی کو بھی پہنچاں گیا تھا۔ اس کا نام واقعی جو فی تھا۔ اور یہ شاگل کے ساتھیوں میں سے تھا۔ اور کافتران میں ایک مشن کے دوران عمران کا اس سے سابقہ پڑھکا تھا۔ اور یہ کمال سنتے ہی عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ کیونکہ عمران کا آئندہ درست نکلا تھا۔ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ تعاقب کرنے والا انہیں نہ پا کر کسی کوٹھانسیہ کاں کرے اس لئے اس نے جنرل فرکونسی اپنی کی تھی۔

”یہ۔ ایس اشنڈنگ اور“ — دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز سنا تھی دی۔ اور عمران نے ہونٹ پھینگ لئے۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ شامہ شاگل دوسری طرف سے کمال اشنڈ کرے گا۔ اور گوکہ شاگل کا نام بھی ایس سے شروع ہوتا تھا لیکن دوسری طرف سے بولنے والے کا لمحہ اور آواز قطعاً اجنبی تھی۔

”فرم کا میغیر اپنی رہائش گاہ پر ٹھیک پہنچ گیا ہے اور میں وہی آپ کی طرف سے کمال کے انتظار میں رک گیا۔ لیکن ابھی میغیر کی رہائش گاہ سے دو کاریں باہر آئی ہیں۔ وہ شامہ پہلے سے انہیں۔ اور ان میں سے ایک کار میں عمران موجود تھا۔ جبکہ دوسری کار میں ایک غیر ملکی عورت اور ایک مقامی آدمی تھا اور“ — جو فی

”اسے انھا کہ ادھر جبندی میں لے آؤ۔ اور جو لیا۔ تم یہاں رک کر کرتے ہوئے کہا۔  
 خیال رکھو۔ کوئی مداخلت نہ ہو۔“ — عمران نے تیز لمحے میں کہا۔  
 اور درختوں کے جبندی کے اندر گھستا چلا گیا۔ صفر جوفی کو انھا کے  
 اس کے پیچھے تھا۔ ایک خالی جگہ پر عمران نے اسے لٹانے کا  
 اشارہ کیا۔ اور پھر اس نے جلدی سے اپنی بیلیٹ کھولی اور جوفی  
 کو انھا کہ اس کی ٹھلائیاں پشت پر کے بلیٹ سے باندھ دیں۔  
 صفر نے بھی اپنی بیلیٹ کھولی اور اس کی دونوں پنڈلیاں اکٹھی  
 کر کے باندھ دیں۔ اور عمران نے اسے سیدھا کم کے اس کامنے  
 اور ناک دونوں ٹھلقوں سے دبادی سے چند لمحوں بعد ہی دھادی  
 ہوشیں میں آگیا۔ عمران اب اس آدمی کے ساتھ ہی اکٹھوں میٹھی  
 تھا۔ اس آدمی کی آنکھیں کھلتے ہی جیسے ہی اس کی نظریں عمران کے  
 چہرے پر پڑیں وہ بُری طرح چونک پڑا۔

”جوفی۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ اس لئے اگر اپنی جان بچانے پڑتے  
 ہو تو فوراً بتا دو کہ شاگل کو تم نے کال کہاں کی تھی۔“ — عمران نے  
 سرد ہلخے میں کہا۔

”شاگل — کال — کیا مطلب۔ تم کون ہو؟“ — جوفی نے  
 اداکاری کرنے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر ایسے ہی سہی۔“ — عمران نے غرائے ہوئے  
 کہا۔ اور اس کے کان کی لوچنگی میں کچھی اور پھر اسے منقص انساز  
 میں مزروڑ نے لگا۔ دوسرے لمحے جوفی کے حلقوں سے اس قدر تیز اور  
 بھیانک پنج نکلی جیسے اسے ہزاروں کندھ پھریوں سے فتح کیا جا رہا ہو۔

کرتے ہوئے کہا۔  
 ”صفر بول رہا ہوں۔“ — وہ اب سایہ مدد دکر کہ اس کرنے والا  
 ہے۔ وہ راستے میں رک گیا تھا۔ اس لئے میں کال نہ کر سکا اور  
 دوسری طرف سے صفر کی آواز سنائی دی۔

”صفر۔“ — اسے فوراً رد کر کے قابو کرو۔ اور پھر اسے ادھ  
 میری طرف لے آؤ۔ اب یہ ضروری ہو گیا ہے۔ جلدی۔ فوراً۔  
 اور اینہاں آں۔“ — عمران نے کہا اور ٹرانسپرٹ آن کر کے اس  
 نے کار کا دروازہ کھولا اور پیچے اتر آیا۔

اسے اب کم از کم اتنا اطمینان ہو گیا تھا کہ شاگل ابھی دار الحکومت  
 میں ہی ہے۔ اور اب اسے فائل کی دایسی کی امید لگ گئی ہے۔  
 تھوڑی دیرے بعد اس نے دور سے جو لیسا کی کار آتی ہوئی دیکھی۔ اور  
 عمران نے آگے بڑھ کر ہاتھ کا اشارہ کیا اور جو لیسا کی کار عمران کی  
 طرف ہی مڑ آئی۔ عمران نے انہیں یہاں اس لئے بلوایا تھا کہ یہ جگہ  
 میں روڈ کی نسبت پوچھو چکھ کے لئے زیادہ مناسب تھی اور ٹریفک  
 نام کو بھی نہ تھی۔

جو لیسا کی کار اس کی کار کے قریب آ کر کی اور پھر جو لیا اور صفر  
 پیچے اتھا آئے۔ صفر نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر ایک نوجوان  
 کو باہر لکھیٹ لیا۔ وہ بے ہوش تھا۔ اور اس کے ہمراہ اچھرا ہوا  
 کو مژہ بتا رہا تھا کہ اسے سر پر ضرب لگا کہ بے ہوش کیا گیا ہے۔  
 یہ میک اپ میں تھا۔ کیونکہ یہ جوفی کی اصل شکل نہ تھی اور عمران کی  
 تیز نظروں نے میک اپ بھی چک کر لیا تھا۔

عمران نے پھر اسی طرح کان کی لوگو مخصوص انداز میں موڑا۔ اور اس بار جونی کے حق سے اس قدر خوف ناک پیچ نکلی کہ جولیا اور صفائد بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔

"مجھے نہیں معلوم۔ شنکر کو معلوم ہو گا مجھے نہیں معلوم۔" جونی نے ڈوبتے ہوئے ہی میں بار بار یہ فقرہ دو ہرا یا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ڈوب گئی۔ وہ تکلیف کی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے پہلی کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں ہڑ ڈیا۔ اور اس بار جونی کے حق سے پہلے سے علم ہے۔ پہنچنے میں ان کے استاد انہیں اس طرح کان سے پکڑ کر جوتے مارتے تھے۔ عمران نے زیادہ تیز اور خوف ناک پیچ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بُھی طرح پھر کرنے لگا۔ عمران اپنی حرکت مسلسل دو ہر انارہا اور جونی کے حلیت سے اب مسل جنین نکلنے لگیں۔ اس کا پورا جسم بُھی طرح پھر ڈک رہا تھا۔ اس کے جسم سے اور پھر اس قدر سخن ہو گیا تھا کہ پہچانا نہ جا رہا تھا۔ اس کے جسم سے پیشہ پانی کی طرح بہنے لگا تھا۔

"سخن۔ آخری بار کہہ رہا ہوں۔ کہ سب کچھ سچ پسح بتا دو۔" عمار نے غرتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ شنکر کو معلوم ہے۔" جونی نے بُھی طرح کراہتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے دہلا شوری طور پر بول رہا ہو۔ اور اس کے اس طرح بولنے سے عمران کو بھی یقین آ گیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"اچھا۔ وہ فریکونسی بتا دو۔ جس پورتمنے ابھی شنکر کو کال کیا تھا۔" عمران نے کہا۔ اور جواب میں جونی نے فریکونسی بتا دی۔ اور عمران کا یا تھا گھوما۔ اور جونی کی کپٹی پر اس کی انگلی کا ہک بوری قوت سے پٹا۔ اور جونی ایک بار پھر ہوش کی دادی سے نکل کر بے ہوشی کی دلدل میں دھستا چلا گیا۔ عمران تیزی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

اسی لمجھے جولیا بھی دوڑتی ہوئی ان کی طرف آئی۔ "کیا ہوا۔" جولیا نے بڑے متوجہ ہجئے میں کہا۔

"پکڑنا نہیں۔ ذرا جونی صاحب کے کان کی ماش کو رہا ہوں۔ مجھے ان کی کمزوری کا بہت پہلے سے علم ہے۔ پہنچنے میں ان کے استاد انہیں اس طرح کان سے پکڑ کر جوتے مارتے تھے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے پہلی کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں ہڑ ڈیا۔ اور اس بار جونی کے حق سے پہلے سے زیادہ تیز اور خوف ناک پیچ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بُھی طرح پھر کرنے لگا۔ عمران اپنی حرکت مسلسل دو ہر انارہا اور جونی کے حلیت سے اب مسل جنین نکلنے لگیں۔ اس کا پورا جسم بُھی طرح پھر ڈک رہا تھا۔ اس کے جسم سے پیشہ پانی کی طرح بہنے لگا تھا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔" چند ملحوظ بعد ہی جونی نے گھنگھیاٹے ہوئے ہجھے میں کہا۔ "بتاشا گل کہاں ہے۔" عمران نے اس کا کان چھوڑے بغیر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے تو شنکر کو کال کی تھی۔ اور باس رابڑ بول پڑا تھا۔" جونی نے پہلے کی طرح گھنگھیاٹے ہوئے ہجھے میں کہا۔

"میں شاگھی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ جلدی بتا دو۔ ورنہ۔"

”دنوں ٹانگیں زخمی ہیں اور میں کارڈر ایڈونیٹس کر سکتا۔ میں اس دقت  
تیفسز کا لوفی سے مشرق کی طرف پہلے سائیڈ روڈ پر موجود ہوں۔ یہاں  
ولیک بالکل نہیں ہے سے اودر“ — عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ وہیں رکو۔ میں خود آرہا ہوں۔ خیال رکھنا۔ عمران کو  
میرے آنے تک بہوش میں نہ آنے دینا۔ باس شاگل اس سے  
انہماں خوفزدہ رہتا ہے۔ اب اس کا خاتمه کہ کے میں اسے بتا دوں  
گا کہ ہم میں کتنی صلاحیتیں ہیں اور“ — شنکر نے مسٹر سے  
بھرپور ہجھے میں کہا۔  
”باس شاگل بھی تو نظر ہر بے آپ کے ساتھ ہیں پھر اودر“ —

عمران نے جان بوجھ کو فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

”جب تھا ری ہلی کال آئی تھی۔ اس دقت تو تھے۔ میکن اب نہیں  
ہیں۔ وہ مال لے کر فوراً نکل گئے ہیں۔ اور اب تک تو ان کا بھری جہاز  
پاکیشیا کی حدود سے نکل کر بین الاقوامی حدود میں پہنچ چکا ہو گا۔ اور  
اب ان کا مخصوص ہیلی کا پیڑا انہیں آسانی سے واپس لے جائے گا۔  
اور شائد وہ اب تک واپس ہمیٹ کوارٹر پہنچ بھی پکے ہیں۔ میرا انتظار  
کر دیں آرہا ہوں۔ اور اینڈ آل“ — دوسری طرف سے

شنکر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسیمیٹر کا بلب بجھ گیا۔ عمران  
نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسیمیٹر آف کر دیا۔ میکن اس کے ہونٹ سختی  
سے بچنے ہوئے تھے۔ شنکر کی بات سن کر اسے معلوم ہو گیا تھا کہ  
کال پاکیشیا سے نکل کر کافرستان پہنچ چکی ہے۔ عمران کے  
لطف نظر سے یہ انہماں خطرناک بات تھی۔ اس نے کارستے باہر

کار میں بیٹھ کر اس نے بھلی کی سی تیزی سے کار کے ٹرانسیمیٹر پر  
دہی فریکونسی سیٹ کی۔ جو جو نی نے بتائی تھی۔ اور پھر ٹرانسیمیٹر  
آن کر دیا۔

”جو نی کا لٹگ اور“ — عمران نے جو نی کی آداز اور ہجھے  
بناتے ہوئے بار بار دوسرانہ شروع کر دیا۔

”ایس — ایس اٹھنگ اور“ — چند لمحوں بعد وہی  
اجنبی آداز ٹرانسیمیٹر سے بہ آمد ہوئی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ہی شنکر  
ہے۔ کیونکہ ایس شنکر کے لفظ کا بھی پہلا حرف بتا تھا اور شاگل کا  
بھی۔ میکن شاگل کی آداز وہ پہچانتا تھا۔

”باس۔ میں نے عمران کو تلاش بھی کریا ہے اور اسے بہوش  
بھی کر دیا ہے۔ میکن میں خود بھی شدید نہ خمی ہو گیا ہوں مجھ سے تکار  
ڈرا یو نہیں ہو سکتی۔ آپ فوراً آجائیں باس اور“ — عمران نے  
کہا۔ اس کے پچھے میں ہلکی ہلکی کہا ہیں بھی شامل بھیں وہ دراصل اس  
طرح شنکر کو اپنے نہ خمی ہونے کا تاثر دینا چاہتا تھا۔

”اوہ۔ کہاں سے بول رہے ہو۔ جلد می بتاؤ اور“ — عمران کی  
تو ق کے عین مطابق دوسری طرف سے شنکر نے پیچ کر جو ششی  
بھرے بچھے میں پوچھا۔

”باس۔ میں ایک بائی روڈ پر مڑا تو مجھے عمران کی کا رناظر آگئی۔ اور  
پھر شدید جدوجہد کے بعد میں اسے دکنے میں کامیاب ہو گیا۔ میکن  
عمران نے مجھ پر چمکہ کر دیا اور شائد وہ مجھے مار گر آتا کہ آفاق سے اس کا  
پیڑ پیش گیا۔ اور میں اسے مار لینے میں کامیاب ہو گیا۔ میکن میری

نے جو لیا کوہہ ایت کر دی ہے۔ وہ انہیں دانش منزل پہنچا دے گی۔ میں اس فائل کے سلے یہی چند وضاحتیں کے لئے سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ ٹیم کو کافرستان میں ہنگامی مش کے لئے سگنل دے دیں۔ بعد میں تفصیلی بات ہو گی اور اینڈ آل۔ عمران نے کہا اور ٹرانسیمیٹر آف کر دیا۔ اس نے تو ہی سمجھا جائے کہ عمران ایک ٹوکر پورٹ دے رہا ہے کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ جو لیا کی کار میں وہی فریکونسی نہ ایڈ بیٹ ہو۔ اس طرح کال وہاں بھی رسپوہ سکتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کام مختلف سڑکوں پر گھومتی ہوئی سر سلطان کی رہائش گاہ کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ گیٹ پر موجود حفاظتی پولیس گارڈ پوچنکہ اسے اچھی طرح پہنچانی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً بھی پہاڑک کھول دیا۔ اور عمران نے کار پورچ میں رد کی اور پھر نیچے اتر کر دوڑتا ہوا عمارت میں داخل ہو گیا۔

اسی لمبے گیلہ می کا دروازہ کھول کر ملازم باہر نکلا۔ دہ حرمت سے عمران کو اس طرح دوڑتے ہوئے انہر آٹا دیکھنے لگا۔

”سر سلطان کہاں ہیں“ — عمران نے انتہائی تیز بچے میں پوچھا۔

”اپنے کمرے میں ہیں۔ میں انہیں اطلاع کر دیں“ — ملازم نے بوكھلاتے ہوئے بچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران اسے ایک طرف دھکیلتا ہوا تیزی سے گیلہ میں داخل ہوا۔ اور

نکلنے کی بجائے کار پورٹ کی اور اسے گھما کر تیزی سے اس طرف لے جانے لگا جہاں جو نی کے ساتھ صدر اور جو لیا کھڑے ہوئے تھے۔

”جو لیا۔“ — اس کا باس شنکر کار میں آ رہا ہے۔ اس سے مجھے انتہائی اہم اطلاع ملی ہے۔ اس لئے میں جا رہا ہوں۔ تم اس شنکر کو بھی کوئی کر لیتنا۔ اور پھر ان دونوں کو دانش منزل پہنچا کر چیف کو پورٹ دے دینا۔ — عمران نے کھڑکی سے سر باہر لکھنے ہوئے تیز ہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی جواب دیتا عمران نے زور دار جھٹکے سے کار موزڈی اور دوسرا لے لمحے اس کی کار ہوا سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے سرک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس نے آفیسرز کا لوٹی والی سرک کی طرف جانے کی بجائے مخالف راستہ اختیار کیا۔ اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا سر سلطان کی رہائش گاہ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسیمیٹر پر بلیک زیر و کی فریکونسی سیدٹ کی اور بیٹن دبادیا۔

”ہیلو ہیلو۔“ — عمران کا لٹگ ادوار۔ — عمران نے تیز بچے میں کہنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد بلیک زیر و کی آدا ن سخنی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جناب۔“ — شاگلی دذارتِ دفاع سے انتہائی اہم ترین فائل کے کر پا کر شیا سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس کے دو آدمی البتہ قابو میں آگئے ہیں۔ میں

ہاتھا سرسلطان کی آنکھیں بھی حیرت سے چھپتی جا رہی تھیں۔  
”ادھ۔ تو یہ فائل داشش منزل میں جمع نہیں کرائی گئی تھی۔“  
سرسلطان نے پوچھا۔

”اگر کہ اتنی گئی ہوتی تو شاگل اتنی آسانی سے اسے کیسے حاصل کر لیتا۔ یہ تو الفاق سے جو لیا نے اسے پہچان لیا اور بات صاف ہو گئی درد نہ تو ہمیں علم ہی نہ ہوتا۔ اور شاگل دار دادت کر کے نکل جاتا۔“  
 عمران نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔  
”یکن اس فائل کے نکل جانے پر تمہیں یہ فائل واپس حاصل کرنی چاہیئے۔ آبدوز کی لوکیشن پوچھنے کا اس سے کیا تعلق۔“ سرسلطان نے ایک اور نقطے پر بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت گھری سازش ہے سر۔ اگر مسئلہ صرف فائل تک محدود نہ ہتا۔ تو یہ کام کوئی بھی ایکٹنٹ کر سکتا تھا۔ میرا آئندہ یا ہے کہ وہ اس فائل سے صرف اس آبدوز کی جنگی صلاحیتیں معلوم کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس کے مقابلی دہ اپنے اہم ترین مشن کو ایڈجسٹ کر سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس ایسی آبدوز کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ یا کم انہم اسے پول عرصے کے لئے بے کار کرنے والے یہیں کیونکہ یہ آبدوز وہ روان نے ہمیں دی ہے۔ اور اب شوگران کے حصہ۔ اہم ترین اعلیٰ معاملہ کرنے پاکیزہ یا آہد ہے ہیں۔ ان حالات میں اگر ان کی ای ہوتی آبدوز تباہ کر دی جاتی ہے۔ یا اسے بے کار کر دیا جاتا ہے۔ اداس کی خبریں عالمی پریس میں دے دی جاتی ہیں تو یقیناً حکومت اور ان کو پاکیزہ کر دی رحمانی میں دے دی جاتی ہیں۔“

وہ خود سرسلطان کے گھرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ اندر سے بندہ بھا۔ اس لئے عمران نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اجازت لینے یاد تک دینے کا بھی مکلف نہ کیا تھا۔

سرسلطان اپنی میز کے پیچھے رکھی ہوئی مخصوص کرسی پر بیٹھنے کی فائل کے مطابق یہی مصروف تھے۔ اس طرح دروازہ بھٹکنے کی آداز سن کرو وہ بُری طرح چونکے۔ اور پھر عمران کو اس طرح اندر داخل ہوتے دیکھ کر ان کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔

”خیریت، عمران بیٹے۔“ سرسلطان نے پوکھلانے ہوئے انداز میں پوچھا۔

”خیریت بالکل نہیں سر۔ بلکہ خیریت غائب سمجھو لیجئے۔ آپ فوراً مجھے معلوم کر کے بتائیے کہ شوگران نے ہمیں چاہیمک اسلجے سے لیس آبدوز دی ہوئی ہے۔ وہ اس وقت کہاں موجود ہے۔ اور کس پوزیشن میں ہے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ایسی آبدوز کیا مطلب۔“ میں تمہاری بات نہیں سمجھتا۔ سرسلطان ایسی آبدوز کی بات سن کر اور زیادہ بوکھلا گئے۔ اور مجھوڑا عمران کو مخفف لفظوں میں شاگل کی یہاں آمد سے لے کر راشد حسین سے فائل کی کامی حاصل کرنے اور میک سے نکل جانے کی تفصیل بتانی پڑی۔ اور جیسے جیسے عمران بتاتا جا

"یکن صدرِ حملہ تو غیر ملکی دورے پر ہیں" — عمران نے کہا۔ اور سر سلطان نے چونکہ کہ ڈائل کی طرف بڑھتا ہوا کہ کچھ لیا۔ ان کے پڑھے پر شدید پریشانی کے آثار ابھر آئے۔ ایسی پریشانی بس میں بے بی بھی شامل تھی۔

"اوہ اوہ۔ واقعی مجھے خیال نہ آیا تھا۔ یکن اب کیا کیا جائے" — سر سلطان نے انتہائی بے بس سے ہجھ میں کہا۔

"آپ ایڈ مرل صاحب کا نمبر دو بارہ ٹلائیے اور رسیور مجھے د دیجیے۔ اب ایکسٹو اس سے بات کرے گا" — عمران نے لکھ ہجھ میں کہا۔

اور سر سلطان نے چونکہ اثبات میں سر بلادیا۔ اور بھر تیزی سے نمبر لگھانے لگے۔ اور دوسری طرف سے لفڑی بجھنے کی آواز سننے لگی انہوں نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"پی۔ اے۔ ٹو۔ ایڈ مرل" — دوسری طرف سے ایک بھاری گی آواز سننی دی۔

"ایکسٹو — ایڈ مرل سے بات کراؤ" — عمران نے شخص ہجھ میں کہا۔

"اوہ یہ سر۔ ہولڈ آن کوئی سر" — دوسری طرف سے لی، اے کی بوكھلائی ہوئی آواز سننی دی۔

"یہ ایڈ مرل۔ شیرازی اشنڈنگ" — چند لمحوں بعد ایڈ مرل کی بھاری اور باوقار آواز رسیور پر سننی دی۔

"ایکسٹو سچیکنگ" — عمران کا ہجھ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

اور پھر وہ کسی کھلی صورت میں انتہائی اعلیٰ اور خفینہ ٹیکنا بوجی کا حامل دفاعی اسلو ہمیں دینے کا معاملہ قطعاً نہیں کریں گے۔ کیونکہ میری معلومات کے مطابق حکومت شوگران ہونے والے معاملے کے تحت ایسا دفاعی اسلحہ حکومت پاکیشیا کے حوالے کرنے والی ہے۔ جو انتہائی اہم ترین اور خفینہ ٹیکنا بوجی ہے۔ اور جسے وہ کسی بھی قیمت پر ایکریباً اور رو سیدہ کو رد شناس نہیں ہونے دیتا چاہتے۔ کیونکہ اس طرح شوگران کا اپناد فارع بھی خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ — عمران کو پوری تقریب کرنا پڑتی تاکہ سر سلطان کو حالات کی سنگینی کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی مجھے اس بات کا خیال بھی نہ آیا تھا۔ اوہ واقعی تمہارا ذہن انتہائی بھرائی میں سوچتا ہے" — سر سلطان عمران کی بات سن کر بھری طرح بوکھلا گئے۔ اور انہوں نے جلدی سے ٹیکن کار رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ وزارت دفاع کے سیکرٹری سے بات کرنا چاہتے تھے تاکہ ان سے عمران کی مطلوبہ معلومات حاصل کر سکیں۔ یکن سیکرٹری دفاع موجود نہ تھے۔ اور نہ صرف موجود نہ تھے بلکہ وہ سنجی بھی پر تھے۔ اور اپنی زمینوں پر گئے ہوئے تھے۔

سر سلطان نے بھری کے ایڈ مرل سے بات کی۔ یکن بھری کے ایڈ مرل نے انہیں بغیر سیکرٹری کی اجازت کے معلومات نہ سے انکار کر دیا۔ "اوہ۔ مجھے صدرِ حملہ سے بات کرنا پڑے گی" — سر سلطان نے انتہائی غصے سے ہوش چباتے ہوئے کہا۔

”لیں سر“ — عمران نے سرد ہجے میں کہا۔

”لیں سر۔ میں جانتا ہوں سر۔ تھینک یوسر“ — ایڈمrl  
کی آواز میں لہذاش اب پوری طرح نمایاں ہو گئی تھی۔

”ہماری بحریہ کے پاس کتنی ایسٹی آباد زیں ہیں“ — عمران نے  
اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

”صرف دو ہیں سر۔ ان میں سے ایک تو ایک بیما سے حاصل کی  
گئی ہے اور دوسرا شوگران سے سر۔“ — ایڈمrl نے فوراً  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایکس تھرٹی بھری شوگران والی آباد زکا کوڈ نمبر ہے“ — عمران  
نے کہا۔

”ادہ۔ لیں سر۔ بالکل عمر۔ یہیں سریہ کوڈ تو انہتائی خفیہ ہے۔  
پھر آپ کو“ — ایڈمrl حیرت اور بوکھلا ہٹ میں کہہ تو گیا  
یہیں پھر شامہ اسے خیال آگیا کہ وہ بات سیکرٹ سردوں کے  
پیغت سے کہ رہا ہے اس لئے وہ فقرہ مکمل کئے بغیر ہی خاموش  
ہو گیا۔

”سوچ سمجھ کر بات کیا کیجئے۔ میرے لئے ایسی بات خفیہ نہیں  
ہتی۔ بھر حال یہ بتائیں کہ ایکس تھرٹی بھری اس وقت کہاں موجود  
ہے۔ اور کس پوزیشن میں ہے“ — عمران نے اس بار پہلے سے  
بیادہ سخت ہجے میں کہا۔

”ایکس تھرٹی بھری سراس وقت کا فرستان کی سرحد کے قریب  
ہے۔ وہ دنماں ایک مخصوص جنگی مشق میں حصہ لے رہی

”لیں سر“ — ایڈمrl شیرازی نے اس بار قدرے نہم  
اور مودبانتا ہجے میں کہا۔

”سیکرٹی دزادت خارجہ سرسلطان نے ابھی مجھے روپورٹ  
دی ہے کہ آپ نے انہیں ایسٹی آباد ز کے بارے میں تفصیلات  
دینے سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ نے انہیں یہہ ایات حاصل  
کرنے کی ہدایت کی تھی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ میں براہ راست بات  
کر دو“ — عمران نے غارتے ہوئے کہا۔

”ادہ سر۔ دراصل ضبلطے کے مطابق میں سرکاری طور پر ایسی  
معلومات دزادت دفاع کے سیکرٹی صاحب کے علاوہ کسی کو  
برادرست ہیما نہیں سکتا سر۔ اس لئے مجبوری تھی۔ دیلے جناب  
سرسلطان صاحب نے آپ کا حوالہ نہ دیا تھا۔ کیونکہ آپ کے  
معاملے میں تو سرکاری ضبلطے خود بخود معطل ہو جاتے ہیں سر۔  
آنی۔ ایم۔ سوری سر“ — ایڈمrl نے انہتائی معدودت خواہ  
ہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو سرسلطان صاحب نے آپ کو میرا حوالہ نہ دیا تھا۔“

عمران نے سامنے بیٹھے ہوئے سرسلطان کو آنکھ مارتے ہوئے کہا  
”نہیں سر۔ درنہ سر۔ کیا بھال تھی کہ میں انکار کر سکتا سر“ —  
ایڈمrl نے جواب دیا۔

”ادہ کے — آپ کی معدودت قبول کر لیتا ہوں۔ درنہ آپ کو  
معلومات ہے کہ میں ایسے معاملات میں معدود تیں قبول کرنے کا عادی  
نہیں ہوں اور آپ کو اس انکار کی انہتائی سخت سڑادی جا سکتی

سرنگوں کی جنگی صلاحیتوں اور ان کی کارکردگی کو چیک کرنے کے لئے  
یہ ستر تحریٹی تحری کو دہاں خفیہ طور پر بھیجا ہے۔ کیونکہ ایکس تحریٹی تحری  
تین ایسی مشینزی موجود ہے جو اس قسم کی بارودی سرنگوں کی صلاحیتوں  
کو چیک کر سکتی ہے۔ اور میرے پاس تازہ ترین جو روپورٹ ایکس تحریٹی  
تحری سے پہنچی ہے۔ اس کے مطابق ایکس تحریٹی تحری کا میانی سے  
پیامشن مکمل کر رہی ہے۔ بلکہ میش تحریٹیا نکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے  
وہ کل رات واپس آجائے گی۔ — ایڈمزل نے تفصیل بتاتے  
ہوئے کہا۔

”ایکس تحریٹی تحری کی کافرستان کی حدود کے قریب موجودگی  
کا کس کو علم ہے۔“ — عمران نے پوچھا۔

”سوائے چند خاص لوگوں کے اور کسی کو علم نہیں ہے۔ یہ ثابت  
سیکرٹ میشن ہے۔“ — ایڈمزل نے جواب دیا۔

”کی ایسا ممکن ہے کہ کافرستان بھریہ کو اس کی موجودگی کا علم ہو  
جائے اور وہ اسے تباہ کر دیں یا بے کار کر دیں۔“ — عمران نے پوچھا۔

”نوسرا، موجودگی کا تو علم ہو سکتا ہے۔ لیکن اس آباد زیں ایسی  
چدید ترین لیکننا لو جی موجود ہے کہ اسے تباہ کرنے یا بیکار کرنے کی  
صلاحیت ابھی کافرستان بھریہ کے پاس موجود نہیں ہے۔“

ایڈمزل نے جواب دیا۔

”یہیک ہے۔ تھیک یو۔“ — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ  
ہی اس نے باہت بڑھا کر رسیور کر کر دیا۔

”اس کی فائل یہاں سے اڈانے سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ انہیں  
یکن ہمیں بہرہ حاصل اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ہم نے ان بارودی

ہے۔“ — ایڈمزل نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بڑی  
طرح چونک پڑا۔

”وہ کب سے وہاں موجود ہے۔“ — عمران نے پوچھا۔  
”سر۔ گذشتہ تین دنوں سے۔ وہ کل واپس آجائے گی۔“ —  
ایڈمزل نے جواب دیا۔

”اس جنگی مشق میں آباد ہے کے ساتھ اور کون کون سی چیز شامل  
ہے۔“ — عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

”سر۔ صرف آباد ہے۔ یہ انتہائی خفیہ جنگی مشق ہے۔ اور  
اس کے لئے صدر مملکت سے خصوصی اجازت حاصل کی گئی ہے۔  
ایڈمزل نے جواب دیا۔

”پوری تفصیل بتائیے کہ یہ کیا میشن ہے۔ میں نے پوری تفصیل  
کے الفاظ کہے ہیں۔“ — عمران کا لمحہ انتہائی سخت ہو گیا۔

”اوہ سر۔ آپ کو تو تفصیل بتانی پڑے گی۔ کافرستان نے  
حال ہی میں اپنے دفاع کے لئے گریٹ لینڈ کی مدد سے انتہائی  
خفیہ طور پر انتہائی جدید ترین لیکننا لو جی کی حامل بارودی سرنگیں اپنی  
حدود میں سمندر کی تھیں میں سمجھائی ہیں۔ یہ بارودی سرنگیں نہ صرف  
کافرستان کے لئے انتہائی مضبوط دفاعی حصاء ہیں بلکہ ان کی مدد

سے دہ اپنی حدود میں رہتے ہوئے جماری بھریہ کے جنگی جہاڑوں  
اور آباد ہڈوں کو بھی ہٹ کر کے بھارے بھری دفاع کو قطعاً مغلوق  
کر سکتا ہے۔ گو کافرستان نے یہ منصوبہ انتہائی خفیہ رکھا تھا۔

یکن ہمیں بہرہ حاصل اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ہم نے ان بارودی

قیاس لگتی ہے۔ اس طرح وہ نہ صرف اپنی بارودی سرجنگوں کی صلاحیتوں کو بھی اوپن ہونے سے بچالیں گے۔ بلکہ روسیاہ یا ایکرومیسا کو یہ لیکننا لوچی دے کہ ان سے کوئی پڑا فائدہ اٹھالیں گے۔ اور پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ہونے والے آئندہ دفاعی معاہدے کے کوئی ختم کرنے کے پاکیشیا کو شدید ترین نقصان پہنچا سکیں گے۔ — عمران نے سر بلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی تمہارا استحجزیہ درست ہے۔ تواب کیا کیا جائے"

سرسلطان نے انتہائی پویشان ہجے میں کہا۔

"اس کا فوری طور پر تو یہی حل ہے کہ اس آبدوز کو فوری طور پر واپس منگوایا جائے۔ اس طرح وہ ان غواہوں سے بچ جائے گی۔ اور پھر اس فائل کو بھی فوری طور پر واپس حاصل کیا جائے۔ اس سے پہلے کہ یہ فائل جنگی ماہرین کے پاہت آئے" — عمران نے کہا۔

"اچھا تو میں صدر مملکت سے بات کروں۔ کیونکہ آبدوز کی فوری بعد کہا۔

"اوہ ہاں۔ بنجانے میرے دماغ کو کیا ہو گیا ہے۔ اب کیا ہو گا"

سرسلطان واقعی بھی طرح پویشان ہو گئے۔

"اس قدر پویشانی کی ضرورت نہیں۔ ایکشو تو امرت دھارا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں سہر مرض کی دوا۔ آپ ایسا کہیں کہ پہنچہ ڈینٹ ہاؤس فون کر کے انہیں کہیں کہ ایک انتہائی اہم ترین منسلکے پر ایکسو

اس کی موجودگی کا علم ہو چکا ہے" — سرسلطان نے عمران کے سیور کھتے ہی کہا۔ کیونکہ لاودر کی مدد سے وہ عمران اور ایٹھرل کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن رہے تھے۔

"جی ہاں۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ان کا فائل حاصل کرنے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ اور فائل بھی وہ فوری طور پر حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے شاہی خود آیا ہے۔ اس فائل میں تو اسی آبدوز کی جنگی صلاحیتوں کی تفصیلات ہی ہو سکتی ہیں۔ اس کی جدید ترین لیکننا لوچی کی تفصیلات تو نہیں ہو سکتیں" — عمران نے ہونٹ دلتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں وہ یہ چیک کرنا چاہتے ہوں گے کہ کیا یہ آبدوز ان کی ان بارودی سرجنگوں کی کارکردگی اور جنگی صلاحیتوں کو چیک بھی کو سکتی ہے یا نہیں" — سرسلطان نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ ایٹھر صاحب کی باتوں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن مجھے خدا شدہ ہے کہ معاملہ اتنا سیدھا سادھا نہ ہو گا۔ اب دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ لوگ اس آبدوز کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور آگرہ واقعی وہ تباہ یا بیکارانہ کر کے تو پھر لیقیناً وہ اسے ان غواکر لیں گے اور اس کے بعد اس کی جدید ترین لیکننا لوچی حاصل کر کے اسے ایکرومیسا یا روسیاہ کو پلاٹی کر کے شوگران اور پاکیشیا کے درمیان سہیش کر لئے ایسی لیکننا لوچی کے معاہدے لے کی راہ مسدود کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور مجھے ان غواہوں والی بات زیادہ قرین

دلے ہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ یہ سر ہولہ کمیں سر۔ میں کو شش کرتا ہوں تھا"

دوسری طرف سے بولنے والے نے جگہ ائے ہوئے ہجے میں کہا۔

اور تقریباً پانچ منٹ تک لائن پر خاموشی طاری ہی۔

"ہیلو سر۔ صدر صاحب پیش لائن پر موجود ہیں۔ بات کیجیے"

پانچ منٹ بعد دوسری طرف سے وہی آذان سنائی دی۔

"بات کراؤ" — عمران نے خنک ہجے میں کہا۔

"ہیلو" — دوسرے لمحے صدر مملکت کی بادقاڑ آذان سنائی دی۔

"ایک ٹوبول رہا ہوں جناب" — عمران نے بھی بادقاڑ

ہجے میں جواب دیا۔

"یہ سر ایک ٹوبنیریت۔ آپ نے اس قدر ایم جنپی کال کی

ہے۔ میں حکومت رامن کے صدر صاحب سے انتہائی اہم بات چیت

میں مصروف تھا۔ یکن آپ کی کال کی وجہ سے مجھے ان سے معذت

کرنا پڑھی۔ فرمائیے" — صدر مملکت کے ہجے میں ملکی ناظرگواری

کی لہر موجود تھی۔ اور جواب میں عمران نے انہیں مختصر فائل کے چوری

ہونے سے لے کر ایڈیٹر مل صاحب سے بات چیت اور پھر اپنا اندازہ

بتایا۔ خاص طور پر شوگران سے آئندہ دفاعی معاهدے کے سلے

یہ اس نے اپنا آئیڈیا ذرا تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ۔ ادھ جناب ایک ٹوب۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے۔

تینیں یو۔ اگر آپ ۲ نکھیں کھلی نہ رکھیں تو سنجانے پا کیشا پر کیا نہ

گز رہ جائے۔ میں فوراً ایڈیٹر مل صاحب کو کال کر کے آرڈر زکر دیتا

صدر مملکت سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یقیناً رابطہ قائم کر لیں گے" — عمران نے مسکرا تے ہوئے کہا۔

"بہت مشکل ہے۔ سنجانے اس وقت صدر مملکت کی مصروفیات کیا ہوں" — سرسلطان نے کہا۔

"آپ نمبر تو ملائیں" — عمران نے کہا۔ اور سرسلطان نے

اس طرح رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے جیسے ہے امر

مجبوڑی وہ ایسا کرد ہے ہوں۔ نمبر ملانے کے بعد انہوں نے رسیور

عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ — پہنچنے کا ہوا س" — دوسری طرف سے آذان

سنائی دی۔

"ایک ٹوبینگ" — عمران نے پھر اپنے مخصوص ہجے میں کہا۔

"یہ سر" — دوسری طرف سے بولنے والے نے مودبانہ

ہجے میں کہا۔

سنو۔ میں فوری طور پر جناب صدر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

انتہائی اہم اور سیریس مسئلہ ہے۔ میری ان سے بات کرائیں"

عمران نے انتہائی سر دیجے میں کہا۔

"سر وہ تو غیر ملکی دورے پر ہیں اور سر وہاں تو" — دوسری

طرف سے بولنے والے نے جواب دینا چاہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ آپ وقت مت ضائع کریں۔ ان سے رابطہ قائم کریں اور انہیں میری طرف سے کہہ دیں کہ ان کی جو بھی مصروفیات

ہوں وہ چھوڑ کر مجھے سے فوری بات کریں" — عمران نے پھاٹ کھلنے

"کافی بنا لاؤ" — سرسلطان نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا اور ملازم سر ملتا ہوا اپس چلا گیا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر شیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیداٹھا کر اس نے ایڈھرل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ سرسلطان نے جب اس کے نمبر لگھائے تھے تو وہ نمبر حکیم کو چکا تھا۔

"پی۔ اے۔ ٹو ایڈھرل" — دوسری طرف سے پی۔ اے کی آداز سنائی دی۔

"ایکسٹو" — بات کراؤ" — عمران نے انتہائی باوقار ہجھے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن سر" — پی۔ اے نے گھرائے ہوئے ہجھے میں کہا۔

"یس سر۔ میں شیرازی بول رہا ہوں سر" — چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایڈھرل کی آداز سنائی دی۔ لیکن عمران اس کا ہجھے سن کر بُرہی طرح چونک پڑا۔ کیونکہ ایڈھرل کے ہجھے میں شدید پریشانی اور ذہنی الجھن ملایاں تھی۔ جسے وہ شامئہ نہ بددستی دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جناب صدر نے آپ کو ایکس تھرٹی تھری کے ہادے میں کوئی حکم دیا ہے" — عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے یوچھا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے آثار ملایاں ہو گئے تھے۔ کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ایڈھرل کے پاس کوئی بُری خبر موجود ہے۔

ہوں۔ آپ ان سے مزید بات کر لیں" — صدرِ مملکت نے انتہائی پریشانی سے کہا۔

"جناب یہ میرا فرض ہے کہ میں پاکیشیا کے مقابلات کے لئے ہر ہلپو پر نظر رکھوں۔ آپ آرڈر زدے دین تاکہ ادھر سے اطمینان ہونے پر میں فائل کی واپسی کا مشین شروع کروں" — عمران نے کہا۔

پھر صدرِ مملکت کے او۔ کے کہنے پر رسیدر کھد دیا۔ "ایکسٹو کا عہدہ تو واقعی امرت دھارا ہے۔ ورنہ صدرِ مملکت تو قیامت آجائی تب بھی ان حالات میں کال رسیدن کرنے" — سرسلطان نے مکراتے ہوئے کہا۔

"بس یہ امرت دھارا اھر" آپ پر اثر نہیں کرتا۔ یہاں پہنچ کر اس کی ساری خصوصیات فیل ہو جاتی ہیں" — عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا۔ اور سرسلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اب آپ امرت دھارے کو چلتے کے دھارے میں بہائی گئے یا امرت دھارا بے چارہ لبس امرت ہی ٹپکاتا رہ جائے گا" — عمران نے مکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ دراصل ایک تو ہماری اچانک آمد دھماکہ خیز تھی۔ دوسرے تھم نے آتے ہی ایسی خبری سنائیں کہ مجھے خیال ہی شدہ" — سرسلطان نے کہا اور تیزی سے میز کے کنارے پر موجود بین دیا۔ دوسرے لمحے دہ داڑھا اور ملازم اندر دا خل ہوا۔

مرسلان کا چہرہ شدید تمیں پیشانی کی وجہ سے منع ہونے کے قریب ہو گیا تھا۔

"ہمیلو سر۔ روپورٹ مل گئی ہے۔ ایکس تھرٹی تھری انوانہیں ہوئی سر۔ اس کے اندر لیک فنی خرابی ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ سمندر کی تہہ میں بیٹھ گئی ہے۔ اب وہ اوپر نہیں اٹھ رہی۔ اور ساتھ ہی مخصوص مواصلاتی رابطہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ لیکن ہمیڈ کو ارتھ تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ شاید یہ کسی فنی خرابی کی وجہ سے ہوا ہے۔" ایڈ مرل نے گھبراٹے ہوئے ہجے میں کہا۔

"اوہ۔ فوری معلوم کرو۔ میں ہولڈ کر رہا ہوں۔" عمران نے انتہائی تیز ہجے میں کہا۔

"بھی روپورٹ مل جاتی ہے جناب۔ لیکن جناب ایکس تھرٹی تھری کی صورت انوانہیں ہو سکتی۔ اس پر باہر سے قابو ہی نہیں پایا جاسکتا۔" ایڈ مرل نے جواب دیا۔

"باہر سے نہیں تو اندر سے تو ہو سکتا ہے۔" عمران نے غرانتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ روپورٹ آرہی ہے سر۔ ایک منٹ ہولڈ آن کریں سر۔" ایڈ مرل نے اچانک تیز ہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی لائن پر سکوت چھاگی۔ شامہ ایڈ مرل رسیور رکھ کر خود کہیں چلا گیا تھا۔

"میرا خدشہ درست نکلا۔" عمران نے رسیور کے مادھپیں پر ہاتھ دکھتے ہوئے مرسلان نے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہو گیا ہے تو یہ تو انتہائی خوف ناک صورت حال ہے۔"

"اچھا۔ جس جگہ یہ آبدوز موجود ہے۔ اس کی تفصیلی لوکیشن بتائیں۔"

"اوہ۔ دوسرا آبدوز تو جزل اور ہالنگ کے لئے خصوصی

ورکشاپ میں ہے۔ وہ تو دو تین روڑ بعدهی کام کر سکے گی۔" ایڈ مرل

نے جواب دیا۔

"اچھا۔ جس جگہ یہ آبدوز موجود ہے۔ اس کی تفصیلی لوکیشن بتائیں۔"

اور ظاہر ہے یہ بھی خبر آبدوز کے بارے میں ہی ہو سکتی ہے۔

"یہ سر۔" اور میں نے ایکس تھرٹی تھری کے کپتان آصف کو فوری واپسی کا حکم دے دیا تھا۔ لیکن ابھی آپ کے ذمہ آنے سے ایک لمحہ قبل روپورٹ آتی ہے کہ ایکس تھرٹی تھری سے ہمیڈ کو ارتھ کار رابطہ اچانک ختم ہو گیا ہے۔ میں نے ہمیڈ کو ارتھ کو فوری تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ شاید یہ کسی فنی خرابی کی وجہ سے ہوا ہے۔" ایڈ مرل نے گھبراٹے ہوئے ہجے میں کہا۔

"اوہ۔ فوری معلوم کرو۔ میں ہولڈ کر رہا ہوں۔" عمران نے انتہائی تیز ہجے میں کہا۔

"بھی روپورٹ مل جاتی ہے جناب۔ لیکن جناب ایکس تھرٹی تھری کی صورت انوانہیں ہو سکتی۔ اس پر باہر سے قابو ہی نہیں پایا جاسکتا۔" ایڈ مرل نے جواب دیا۔

"باہر سے نہیں تو اندر سے تو ہو سکتا ہے۔" عمران نے غرانتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ روپورٹ آرہی ہے سر۔ ایک منٹ ہولڈ آن کریں سر۔" ایڈ مرل نے اچانک تیز ہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی لائن پر سکوت چھاگی۔ شامہ ایڈ مرل رسیور رکھ کر خود کہیں چلا گیا تھا۔

"میرا خدشہ درست نکلا۔" عمران نے رسیور کے مادھپیں پر ہاتھ دکھتے ہوئے مرسلان نے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہو گیا ہے تو یہ تو انتہائی خوف ناک صورت حال ہے۔"

تو عمران نے اور کے کہہ کر کہ یہ ل د بادیا۔  
”کیا تم خود جاؤ گے“ — سر سلطان نے کہا۔  
”دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ ویسے مجھے خدا شہ ہے کہ یہ اچانک  
فی خرابی جان بوجہ کر پیدا کی گئی ہے“ — عمران نے کہا۔  
اوہ ساتھی اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔  
”ایک ٹوٹو“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسرا طرف سے  
بلیک زیر و کی آواز سنائی دی۔

”میں عمران بول رہا ہوں ظاہر دہ دونوں آدمی پہنچ گئے“ —  
عمران نے نشک بجھے میں پوچھا۔

”پہنچ تو گئے عمران صاحب۔ لیکن ان میں سے ایک ختم ہو گیا۔  
وہ شدید رنجی تھا۔ صفرہ بھی رنجی ہوا ہے۔ لیکن زیادہ نہیں۔ جب کہ  
دوسرا ٹھیک ہے“ — بلیک زیر و نے اس بار اپنے اصل  
لہجے میں جواب دیا۔

”وہ تو ویسے ہی بے کار ہے۔ بہر حال میں خود آر رہا ہوں“ —  
عمران نے کہا۔ اور رسمیور رکھ دیا۔ اس درد ان دہ چائے بھی پیتا رہا تھا۔

”کیونکہ ملازم درمیان میں چائے رکھ گیا تھا۔  
اب مجھے اجازت چائے کا بہت شکریہ“ — عمران نے  
کوئی سے اٹھتے ہوئے کہا۔  
”مجھے کچھ تفصیل تو اپنے پر دگام کی بتا دو۔ شانہ صدرِ مملکت  
اس بارے میں کوئی بات پوچھیں“ — سر سلطان نے  
کہا۔

اور اپیشل دائر لیس کوڈ نمبر بھی بتائیں۔ میرا نمائندہ کیپشن آصف سے  
خدبات کرے گا، اور میں۔ آپ کیپشن آصف کو کاش دے دیں۔  
کہ جب بھی میرا نمائندہ اس سے رابطہ کرے۔ اس نے اس  
کے حکم کی تعییں کرنی ہے۔ یہ انتہائی ضروری ہے“ — عمران  
نے تیز اور تکمما نہ لمحے میں کہا۔  
”سر، آپ کا نمائندہ کیا دہال جائے گا، لیکن سر“ —

ایڈ مرل نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔  
”سوالات مرت کریں۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کہیں“ — عمران  
نے جواب میں اسے بڑی طرح جھوک دیا۔

”اوہ، سورہ سر وہ“ — ایڈ مرل نے فوراً ہی معدودت  
بھرے لمحے میں کہا۔ حالانکہ پاکیشیاں بھریہ کا سب سے اعلیٰ عہدہ میدار  
تھا۔ لیکن ظاہر ہے ایک ٹوٹو کے سامنے اس کی پیشیت ایک عام  
ملازم کی سی بھتی۔ اور بھر ایڈ مرل نے تفصیل سے تمام لوکیش بتانے  
کے ساتھ اپیشل دائر لیس کوڈ بھی بتا دیا۔

”کیپشن آصف کے ساتھ میرے نمائندے کے مخصوص کوڈ  
برلنگ لینندہ ہو گا۔ برلنگ میرا نمائندہ کہے گا اور جواب میں لینندہ  
کیپشن کہے گا۔ اور کیپشن آصف اور آپ کے علاوہ اس کوڈ کا  
یسرے آدمی کو علم نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کے ہیئت کوارٹر کو بھی  
نہیں۔ اس لئے آپ نے خود کیپشن آصف سے یہ بات کرنی  
تھے۔ — عمران نے سخت لمحے میں کہا۔  
”یہ سر۔ ٹھیک ہے سر“ — ایڈ مرل نے جواب دیا۔

”آپ انہیں بتا دیں کہ ایک ٹو اس میں پر کام کر رہا ہے۔ اور  
ہاں آپ اب ڈیڑھ می کو گہہ دیں کہ ایک ٹو نے اپنا نمائندہ اس  
مینڈنگ میں بیٹھنے کا فیصلہ مفسوخ کر دیا ہے۔ اب وہ بے شک  
چلے جائیں۔“ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دردوانے  
کی طرف پڑھتا چلا گیا۔

**ہیلوے** کا پیٹھ جیسے ہی ایک وسیع عمارت کے صحن میں  
پینڈھوا اس میں سوار شاگل اچھل کر نئے اتواء اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا  
ایک سائیڈ پر کھڑی سیاہ رنگ کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار کے  
ساکھ بھریہ کی دردھی پہنے ایک مسلح گارڈ بڑے چونے انداز  
میں کھڑا تھا۔ اس نے شاگل کے قریب آتے ہی تیزی سے  
ڈرائیور نگ سیٹ والی دردمازہ کھول دیا۔  
”کار ریڈی ہے۔ کوئی پر ابلم تو نہیں۔“ شاگل نے کہت

لبھے میں کہا۔  
”نو سہ۔“ بالکل ریڈی ہے۔“ گارڈ نے موڈ بانہ

لبھے میں کہا۔  
اور شاگل سر ہلاتا ہوا ڈرائیور نگ سیٹ پر بیٹھا۔ دوسرا ہے لمحے  
کا رائیک جھکے سے آگے بڑھی اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ اس

"شامل بول رہا ہوں۔ چھیت آپ سیکرٹ سر دس پر ائم منسٹر صاحب سے بات کہائیں" — شامل نے سخت لہجے میں کہا۔  
 "یہ سہ — ہولہ آن کریں" — دوسری طرف سے موڈبائی ہجے میں کہا گیا اور شامل خاموش ہو گیا۔  
 "ہیلو" — چند لمحوں بعد ہی رسیور پر دزیہ اعظم کا فرستان کی باد قار آداز سنائی دی۔  
 "سر، شامل بول رہا ہوں اپنے ہمیڈ کوارٹر سے" — شامل نے فوراً ہی موڈبائی ہجے میں کہا۔  
 "میں نے کئی بار آپ کو کال کیا۔ لیکن آپ سے بات نہیں ہو سکی۔ ہر بار ہی بتایا گیا کہ آپ کسی خفیہ مشن پر ہیں۔ اور کسی کو کچھ بتا کر نہیں سمجھتے۔ بہر حال ایکس تھرٹی تھری فائل کے بارے میں آپ نے آدمیوں نے کوئی روپرٹ دی ہے" — دزیہ اعظم نے قدرے ناخوش گوار ہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔  
 "اوہ سر۔ وہ فائل اس وقت میرے پاس موجود ہے" — شامل نے فاتحہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "کیا مطلب — آپ کے پاس موجود ہے۔ میں سمجھتا نہیں" دشت دہ اپنی اصل شکل میں تھا۔  
 دزیہ اعظم نے چونک کہ پوچھا۔

"جناب۔ فائل کی اہمیت اور اس کے فوری حصوں کا مسئلہ تھا۔ اس لئے خفیہ طور پر میں خود اپنے ہمہ زمینیت پاکیزہ شیا چلا گیا سر، اور سر۔ میں نے دنماں سے فائل کی کافی حاصل کی۔ اور پھر اپنے ہنگامی انتظامات کے تحت میں فوراً ایک مخصوص لائن کے ذریعے بین الاقوامی سے کہا گیا۔"

umarat کے پھاٹک کی طرف بڑھنے لگی۔ پھاٹک پر موجود مسلح افراد نے تیزی سے پھاٹک کھولا۔ اور باقاعدہ شامل کو سیلوٹ کیا۔ شامل نے ذرا سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور کار کو تیزی سے نکال کر میں روڈ پر پنج کو دائیں طرف مڑ گیا۔ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار سیکرٹ سروس کے ہمیڈ کوارٹر کے میں گیٹ پر پنج کر رک گئی۔ اور شامل نے مخصوص انداز میں مارن دیا۔ ددسر لئے پھاٹک کھل گیا۔ اور شامل کار لئے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کار پورچ میں رد کی اور پھر نیچے آتھ آیا۔

"سر — پر ائم منسٹر صاحب، کئی بار کال کمر کے آپ کے متعلق پوچھے چکے ہیں" — بہ آمد میں میں موجود ایک نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے موڈبائی ہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کر لیتا ہوں" — شامل نے سر پلاتے ہوئے کہا اور عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ ٹھیک اپ کا خاتمه تو وہ ہیلی کا پیٹر کے سفر کے دوران ہی کو چکا تھا۔ اس نے اس وقت دہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

مختلف راہداریوں سے گزر کر دہ اپنے مخصوص دفتر میں داخل ہوا اور اس نے کہیں سنبھالتے ہی میز پر پڑا ہوا ٹھیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ "پر ائم منسٹر آفس" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔

نے اُسی طرح میٹنگ میں شرکیک ہونے کے لئے آنے والے  
وفد کے سربراہ کو کوہ کرنا ہے۔ — پرائم منسٹر نے کہا۔  
”یکن سر۔ وفد تو نہیں آ رہا سر۔ صرف دادمی آ رہے ہے یہ“  
شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

”وفد چاہے دوآدمیوں پر مشتمل ہو یا ایک ہزار پر۔ وفد ہی  
ہوتا ہے اور نہیں صرف سربراہ ہی مطلوب ہے۔ چلے ہے وہ  
کوئی بھی ہو۔ — پرائم منسٹر نے کہا۔  
”یہ سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں انتظامات کر لوں گا۔ —  
شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ فائل بھجوادی۔ گھڑبائی۔ — پرائم منسٹر نے کہا  
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل نے بڑے فخر یہ انداز میں سیورہ کھا۔ اور پھر اس نے  
کوٹ کی اندر ورنی جیب میں رکھی ہوئی فائل نکالی اور اسے ایک  
بار پھر غور سے دیکھنے لگا۔ عمران کے ملک سے اس طرح فائل  
نکال کر لے ۲ تا ۳ دقیقے ایک کارنامے کی بات تھی۔ اور اسے یقین  
تفاکہ اب عمران سرچوتا ہی رہ جائے گا۔ کیونکہ اسے بھر حال  
فائل اڑاتے جانے کی خبر تو معلوم ہو ہی گئی ہے۔ اب دو دن  
فائل ڈھونڈھتا پھرے گا۔ اسی لمحے اسے سشکر اور جوئی کا نیال  
آیا تو اس نے فائل ایک طرف رکھی اور دوبارہ سیورا لٹا کر  
تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

”یہ سنگھ سپیکنگ“ — دوسرا طرف سے ایک بھاری

سمندر میں موجود ایک مخصوص بھری جہاز تک پہنچ گیا۔ اور جب وہ  
بھری جہاز پاکیشیا کی راڈار چکنگ محدود سے باہر آ گیا۔ تو میں  
ایک بھری ہیلی کا پٹر کے ذریعے سیدھا داپس پہنچا۔ اور ابھی  
ہیلی کا پٹر سے اتوکر اپنے ہیٹہ کو امٹ پہنچا ہوں تاکہ آپ سے پوچھ  
سکوں کہ یہ فائل کہاں پہنچانی ہے۔ — شاگل نے کہا۔  
”اس قدر تیز رفتار میں کا تو میں نے سوچا بھی نہ تھا۔ دیل۔ ڈن  
منسٹر شاگل۔ آپ کی صلاحیتیں واقعی حرمت انگریز ہیں۔ آپ یہ  
فائل فوری طور پر رامپ ٹاؤن پس پہنچا دیں۔ رامپ ٹاؤن جب  
آپ کا نہائیہ پہنچ گا تو وہ دنیا چیز۔ ایم کا کوڈ دوھرائے گا۔  
اسے متعلقہ آدمی تک پہنچا دیا جائے گا۔ اور وہ اس آدمی سے  
کوڈ پوچھ کر فائل اس کے حوالے کر دے گا۔ وہ آدمی اسے اپنا  
نام ریڈ روڈ بتائے گا۔ — پرائم منسٹر نے تفصیلی مہایات  
دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی بھجوادیتا ہوں۔ اور سر میں نے  
آپ کی ہدایات کے مطابق دنیا معلومات حاصل کی ہیں۔ انشیلی جنس  
میٹنگ میں پاکیشیا دالے اپنا ایک سپر مٹھٹٹ بھیج رہے ہیں۔  
صرف ایک ماتحت کے ساتھ۔ حالانکہ پہلے یہ اطلاع تھی کہ  
انشیلی جنس کے ڈائریکٹ جنرل سر رحمان پورے وفد کے ساتھ  
اہ ہے ہیں۔ — شاگل نے کہا۔

”یہ سبھی اطلاع مل چکی ہے۔ یکن اس سے ہمیں کوئی  
فرق نہیں پڑتا۔ ہمارا مقصد بھر حال پورا ہو جائے گا۔ یکن آپ نے

"یس کم ان" — شاگل نے سخت ہجھے میں کہا۔ دردابہ کھلا اور ایک سمارٹ سانوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ رام چند کھا۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا انتہائی ہوشیار اور تیز ایجنٹ۔ "رام چند، میں تمہارے ذمہ انتہائی اہم ترین کام لگا رہا ہوں۔ پہلے میری ہدایات تفصیل سے سن لو" — شاگل نے سخت ہجھے میں کہا۔

"یس بس" — رام چند نے موڈبناہ اندانہ میں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ یہ لفافہ لے کر تم نے رامپ ہاؤس جانا ہے۔ جانتے ہو رامپ ہاؤس — شاگل نے لفافہ اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ نیول انجینئرنگ کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ جانتا ہوں سر" — رام چند نے لفافہ اٹھا کر اسے اٹھنے پڑتے ہوئے جواب دیا۔

"اس لفافہ میں انتہائی اہم ترین فائل بند ہے۔ اور اس کی اہمیت کا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتے ہو کہ اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے مجھے خود پاکیشی جانا پڑتا۔ اور ساتھ یہ بھی کہ پاکم منہٹر صاحب ذاتی طور پر اس فائل میں انتظار یافتہ ہیں" — شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر" — رام چند نے اثبات میں سفر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آواز سنائی دی" — شاگل بول رہا ہوں۔ جو فی اور سنکر کی طرف سے کوئی رپورٹ آتی ہے" — شاگل نے کرت سخت ہجھے میں کہا۔

"نو سر، کوئی رپورٹ نہیں آتی سر" — سنگھنے اس بار موڈبناہ ہجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوڑا ان سے رابطہ قائم کر دیں نے واپس آتے ہوئے انہیں فور می دالیں کا حکم دیا کھا۔ لیکن دہال عمران کو معلوم ہو گیا ہے کہ فائل اڈالی گئی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ان تک پہنچ جائے۔ ان سے پیشل ٹرانسیسٹر پر رابطہ قائم کر کے رکھو دینا۔ اور ایک پار پھر فائل اٹھا کی۔ لیکن اب اس نے اسے پڑھنے کی بجائے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سیکرٹ سروس کا ایک مخصوص لفافہ نکالا۔ فائل تھہ کو کے اس نے لفافہ میں ڈالی اور پھر لفافہ بند کو کے اس نے اس پٹماپ سیکرٹ کے الفاظ لکھتے اور پھر میز پر پہنچ لے ہوئے اندر کام کا رسیور اٹھا کر اس کا پیش دبادیا۔

"یس — رام چند بول رہا ہوں بس" — دوسری طرف سے فوراً ہی ایک آواز سنائی دی۔ شاگل نے سخت ہجھے میں کہا۔ "میرے دفتر میں آؤ" — شاگل نے سخت ہجھے میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

لکھوڑی دیہ بعد دروازہ پر دستک ہوتی۔

اس نے اس کا سوچا کہ اب وہ کچھ دیر آدم کہے۔ چنانچہ رام چند کے جانے کے بعد وہ دفتر سے نکلا اور اپنے ریٹائرمنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے پڑھے پر چھرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے، جیسے وہ کوئی انتہائی کھن مرضہ کا میابی سے طے کر کے اب ذہنی طور پر اپنے آپ کو مطمئن محسوس کر رہا ہوا۔

114

"رامپ ناوس پہنچنے پر تم گیٹ پر ایک مخصوص کوڈ کھو گے۔ میں اس کوڈ کو دوہرائے ہی تمہیں متعلقہ آدمی کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔ وہ آدمی کوڈ دوہرائے گا ریڈ روز۔ جب وہ کوڈ دوہرائے تو تم نے اس کے حوالے یہ لفافہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے بعد واپس آجھے رپورٹ دیتی ہے۔" — شاگل نے کہا۔

"یہ سر" — رام چند نے جواب دیا۔

"انتہائی محتاط انداز میں سارا کام ہونا چاہیے" — شاگل نے کہا۔

"کی کوئی خطرہ ہے سر۔ اگر کوئی خطرہ ہے تو اس کی نوعیت بتا دیں تاکہ میں اس پہلو کا خیال رکھوں" — رام چند نے چونکے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سوائے میرے اور پر امام منظر کے کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اس لفافے میں کیا ہے۔ لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہوتی ہے" — شاگل نے فخر یہ بچے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آپ تعلیمے فکر رہیں۔ لفافہ صحیح ہاں ہوں یقین پڑھ جائے گا" — رام چند نے لفافہ اپنے کوٹ کی جبیں مختفی کرتے ہوئے باعتماد بچے میں جواب دیا اور کہ میں سے اٹھا نہ رہا ہوا۔

"اوہ کے" — شاگل نے مطمئن بچے میں کہا اور خود بھی اٹھا ہوا۔ وہ اپنے آپ کو خاصا تھکلا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

تو حکم کی تعیین ہے۔ تم ڈانسیمیٹر اٹھا لاؤ تاکہ یہی رپورٹ مے دل  
ناٹران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور فیصل جان سر ہلماں ہوا کہ سی سے اٹھا اور کمر سے باہر  
نکل گیا۔ ناٹران دوبارہ کاغذ دل کے مطلع یہی مصروف ہو گیا۔ یہ  
رپورٹ ابھی فیصل جان نے اُسے لا کر دی تھی۔ یہ اس میٹنگ کی پوائنٹ  
رپورٹ تھی جس میں شاگل کے ساتھ سترل انٹیلی جنس کے چیف سردار  
جو گند ر سنگھ۔ وزیر اعظم اور وزیر خارجہ شامل تھے۔ اور ایک ٹونے  
اس میٹنگ کی رپورٹ طلب کی تھی۔ اور بارہ گھنٹوں کی بھاگ دوڑ کے  
بعد اب یہ رپورٹ موصول ہوئی تھی۔ لیکن اس رپورٹ میں اُسے  
بطاہر تو کوئی ایسی بات نظر نہ آرہی تھی۔ جوان کے طلب کی ہوتی۔  
لیکن بہرحال اس نے رپورٹ تو دینا ہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد فیصل جان ایک شخص ساخت کا ڈانسیمیٹر اٹھکئے  
اندر داخل ہوا۔ اور اس نے ڈانسیمیٹر لا کر ناٹران کے سامنے میریہ  
رکھ دیا۔ ناٹران نے کاغذ ایک طرف رکھے اور ڈانسیمیٹر پر ایک ٹوکی  
پیش فرکوں سی ایڈجٹ کرنے لگا۔ فرکوں سی ایڈجٹ کرنے کے بعد  
اس نے ڈانسیمیٹر کا پین آن کر دیا اور ڈانسیمیٹر سے ٹوکوں کی مخصوص  
آواز سی نکلنے لگیں۔

"ہمیلو ہمیلو" ناٹران کا لگک اور "ناٹران نے اصل نام  
لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اُس سے معلوم تھا کہ اس مخصوص ساخت کے  
ڈانسیمیٹر کی کال کسی طرح بھی چیک ہو سکتی تھی۔  
"ایک ٹوکوں اور" چند لمحوں بعد ایک ٹوکوں کی مخصوص آواز

"بڑھ می دل ہو گئے ہیں۔ چیف ماس نے ہمارے ذمے  
کوئی مخصوص مشن ہی نہیں لگایا" — کہ سی پہ بیٹھے ہوئے فیصل  
جان نے سامنے بیٹھے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب اس رپورٹ کے بعد شائد کوئی مشن سامنے آجائے۔  
ناٹران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ہاتھ میں دو  
کاغذ موجود تھے۔

"ادھ" — دیسے اس رپورٹ میں بطاحر تو کچھ بھی نہیں۔ عام  
سی سرکاری میٹنگ ہے۔ جیسی کہ اکثر سرکاری عہدے میں داروں  
یہ ہوتی رہتی ہے۔ فیصل جان نے منہ بناتے ہوئے  
جواب دیا۔

"لیکن اس میں شاگل شرکیں ہوائیں۔ اور یہی بات میرے  
علوٰہ چیف پاس کو بھی کھٹک رہی ہے۔ بہرحال دیکھو۔ ہمارا کام

پہادم منظر صاحب ذاتی طور پر ان کے متعلق دو تین بار پوچھ چکے تھے۔ اس نے مجھے تشویش دیتی کہ ایسی کیا بات ہو سکتی ہے کہ پہادم منظر صاحب بار بار کیوں کال کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے خفیہ طور پر چیف کے دفتر کے مخصوص فون کے ساتھ مانگا نام بیٹھن لگادیا تھا۔ پیغام بس نے واپس آتے ہی پہادم منظر صاحب سے بات کی۔ اور سہ ماہا نام کی وجہ سے میں نے یہ کال سن لی۔ انتہائی پرست انگریز بات سامنے آئی ہے۔ ہمیڈ کوارٹر کو تو یہی بتایا گیا تھا۔ تھا کہ چیف کسی ضروری کام کے لئے راما کی پہاڑیوں پر گئے ہوئے میں، لیکن سہ ماہ کال سے معلوم ہوا ہے کہ چیف خفیہ طور پر ایمیر خبی کال کر رہا۔ اور وہاں سے وہ کسی انتہائی آسم تین فائل کی کانپیٹ شیا گئے تھے۔ اور وہاں سے وہ کسی انتہائی آسم تین فائل کی آئے ہیں۔ اور پہادم منظر صاحب نے انہیں سایت کی ہے کہ وہ فائل فوراً رامپ ہاؤس پہنچ دیں۔ میں ایسی سیکٹ پوچھا کہ فوری طور پر وہاں سے اکٹھ نہ سکتا تھا۔ اس نے میں وہیں رہا۔ اور پھر مجھے معلوم ہو گیا کہ چیف نے وہ فائل رام چند کے حوالے کی ہے۔ تاکہ وہ اسے رامپ ہاؤس پہنچا دے۔ اب مجھے موقع ملا ہے تو میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔ تقریباً دن نے کہا۔ اور ناٹران نے پر انتہائی تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے۔ وہ فائل اب کہاں ہے۔ کیا رامپ ہاؤس پہنچ گئی ہے۔ ناٹران نے انتہائی تیز ہجے میں پوچھا۔

”یہ سہ — رام چند یہاں سے روانہ ہو گیا ہے۔ اور میرے

ٹرانسیمیٹر پر ابھری۔“ سہ — میٹنگ کی رپورٹ مل گئی ہے اور — ناٹران نے مودبائی ہجے میں کہا۔

”او۔ کے۔ پڑھ کر سنا اور ادوار۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ناٹران نے کاغذ اٹھا کر انہیں آہستہ آہستہ پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ مدرسی پڑھا رہا۔ اور آخری فقرہ کامل کہ کے اس نے ادوار کہہ کر گفتگو والا بیٹھن پریس کر دیا۔ تاکہ دوسری طرف سے ایک مشہور بات کر سکے۔

”ٹھیک ہے۔ تم ہمیڈ کو ادھر میں رہتا۔ ہو سکتا ہے میں تھیں ایمیر خبی کال کر رہا۔ اور اینڈ آل۔“ ایکٹھونے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسیمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آدازیں نکلنے لگیں۔ اور ناٹران نے سر ملاتے ہوئے ٹھیک نوں کی گھنٹی بج اکھٹی۔ اور ناٹران نے ہاتھ پڑھا کر رسمیور اٹھا لیا۔

”یہ۔“ ناٹران نے مخصوص ہجے میں کہا۔

”سہ۔ میں تھرٹی دن بول رہا ہوں۔ انتہائی اہم رپورٹ دینی ہے۔“ ایک باریک سی آدازنا تی دی۔

”تھرٹی دن — ادھ۔ کیا بات ہے۔“ ناٹران نے بُری طرح جو نکتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ تھرٹی دن شاگل کے ہمیڈ کو ادھر میں اس کا خاص ایجنسٹ تھا۔

”سہ۔ ابھی ابھی چیف کسی خفیہ مشن سے واپس آیا ہے۔“

گیا۔ اور ذرا سا آگے جا کر اس نے کار کو تیزی سے ٹرمن دیا۔ اور کار پیچھے آنے والی ایک کار سے مگر اتنے مگر اتھر تھے پچی۔ لیکن ناٹران نے کوئی پرواہ نہ کی اور انتہائی تیز رفتاری سے واپس چوک پر پہنچا تو اس وقت اس طرف کا سگنل مکمل

تھا اس لئے ناٹران کار دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کی کار اسی سمت

جاہی تھی جدھر رام چند کی کار گئی تھی۔

"ریڈی میڈیک اپ کر لو فیصل جان۔ یہ رام چند کہیں ہمیں پہنچانا ہے۔" ناٹران نے انتہائی غصے پر ہے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اسی نے

ایک جھٹکے سے رسیور کریٹل پر پٹکا اور انہوں کھڑا ہوا۔

تھرٹی دن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ دیر ہی بیٹھ۔ تمہیں فوڑا اس کی اطلاع دیتی چاہیئے تھی۔"

ناٹران نے انتہائی غصے پر ہے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اسی نے

"میرے ساتھ آؤ فیصل جان۔" ناٹران نے تیز لمحے میں

کہتا۔ اور ساتھ ہی اس نے برد فی دروازے کی طرف باقاعدہ دوڑ

لگادی۔ ظاہر ہے فیصل جان نے اس کی پیر وہی کوئی تھی۔ اور

چند لمحوں بعد ان کی کار آمد ہی اور طوفان کی طرح اڑتی ہوئی عمارت

کے گیٹ سے باہر نکلی اور انتہائی تیز رفتاری سے دائیں طرف

مڑ گئی۔

"اوہ کاش! یہ رام چند الہی رامپ ہاؤس نہ پہنچا ہو۔"

ناٹران نے ہونٹ بھینٹتے ہوئے کہا۔ اور پھر دسہر کوں سے

گزد نے کے بعد جیسے ہی ناٹران نے کام ایک چوک پر سحرخ

سگنل کی وجہ سے روکی وہ چوک کے دوسری طرف رک

والی کار کو دیکھ کر بہی طرح چونک پڑا۔ یہ کار رامپ ہاؤس کی

طرف سے آ رہی تھی اور دوائیوں نگ سیدھ پر رام چند موجود تھا

"اوہ رام چند فائل دے کر واپس آ جائی۔" ناٹران

نے کہا۔ اسی لمحے سگنل سبز ہو گیا۔ اور ناٹران نے تیزی سے کار

آگے بڑھا۔ لیکن وہ سیدھا جانے کی بجائے باہیں طرف کو مر

"ہمیں اب رام چند سے یہ معلومات حاصل کرنی میں کہ وہ رامپ

ہاؤس میں فائل کے دے کر آیا ہے۔" ناٹران نے کہا۔ اور اس کے

ساتھ ہی اس نے کار آگے بڑھاتے ہوئے رام چند کی کار سے ذرا آگے

نکالی اور پھر اسے بائیں پارک پر دبانا شروع کر دیا۔ رام چند جو بڑے الہیناں

سے کار چلا رہا تھا یک لخت چونک پڑا۔ اس نے ہارن بھی دیا لیکن ناٹران

آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ اس لئے اپنی آئینہ نشانہ بتا رہے ہوں۔ لیکن تم نے صدر مملکت کو روپورٹ دینی ہے اس لئے اگر آپ مزید نہیں بتانا پڑتے تو اتنا بتا دیں کہ آپ نے رامپڑا وسیں کس سے ملاقات کی ہے۔

ناٹران نے قدارے نرم پڑتے ہوئے کہا۔  
”اوہ۔ لیکن اس سے آپ کو فائدہ“ — رام چند نے منکوک بھیجے میں کہا۔

”ہم صرف روپورٹ دے دیں گے جس آفسر سے آپ کی ملاقات ہوتی ہے۔ اس سے تصدیق ہو جائے گی کہ آپ سرکاری مشن پر ڈالنے گئے ہیں یا نہیں لیکن یہ بات بتا دوں کہ آپ نے اگر غلط بیانی کی تو اپیشل پولیس آپ کو پاتال سے بھی کچھ لائے گی۔“ — ناٹران کا بھج فقرے کے آخر میں ایک بار پھر سخت ہو گیا۔  
”بھجے اس آفسر کا نام معلوم نہیں۔ بہرحال اتنا بتا دیتا ہوں کہ اس کے دفتر کے باہر حضیرت انجینئرنگ میونجر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ حلیہ البتہ بتا دیتا ہوں۔ لمبا قد۔ قدرے بھاری جسم۔ سرخ موچھیں اور سرخ بال“ — رام چند نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ تھیں کا یو۔“ — ناٹران نے کہا اور تیزی سے واپس پلٹا اور اپنی سیڈٹ پر بیٹھ گیا۔ فیصل جان بھی باہر آگیا تھا۔ لیکن وہ اس دوران خاموش کھڑا رہا تھا۔ ناٹران کے پیٹھے ہی وہ بھی کار میں بیٹھا اور ناٹران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ لیکن ذرا سا آگے بڑھ کو اس نے اسے ہوڑا اور واپس چوک کی طرف پڑھ گیا۔ جبکہ رام چند کی کار آگے بڑھتی چلی گئی۔  
”آپ نے واقعی بڑا نفیا تی دادا اس تحمل کیا ہے۔ درست

نے پرواہ نہ کی اور کار کو دبائے چلا گیا اور دوسرا سے لمحے چبوٹا رام چند کو کاڑٹ پاکھ کی سینہ پر دکتی پڑی۔ ناٹران نے بھی کاڑٹ کی اوپر در داڑد کھول کر وہ بھلی کی سی تیزی سے باہر آیا اور دوڑتا ہوا رام چند کی طرف پڑھا ”اپیشل پولیس“ — ناٹران نے قریب جا کر قدرے کے تیز بچھے میں کہا، اور ساکھہ ہی اس نے کوٹ کی جبی سے ایک سرکاری کار ڈھونکاں کر کے کھولا اور رام چند کے سامنے کر دیا۔

”ہو گا لیکن مجھے روکنے کا مقصد“ — رام چند نے کہتے بچھے میں کہا۔ لیکن اس کے تنے ہوئے اعصاب بہ حال ڈھیٹے پڑ گئے تھے۔ ”آپ رامپڑا وسیں گئے ہیں۔ آپ کی آئینہ نشانی“ — ناٹران نے واقعی پولیس والوں کے بچھے میں پوچھا۔

”آئینہ نشانی آپ پرائم مفسٹ سے پوچھیں۔ اور شیش۔ جا کرو اپنا کام کو میں میں ٹاپ سکرٹ مسئلے پرواہ گیا ہوں“ — رام چند نے کردے بچھے میں کہا۔

”سوری۔ آپ کو اپنی آئینہ نشانی بتانی ہو گی۔ ہم صدر مملکت کی خصوصی بدائیت پر کام کر رہے ہیں۔“ — ناٹران نے تیز بچھے میں کہا۔ اسے معلوم تھا۔ کہ رام چند راتھا فی ہوشیار اور تیز سکرٹ اپنٹھ ہے۔ اس نے وہ اسے بڑے نفیا قی انداز میں ڈیل کر رہا تھا۔

”میں نے بتا تو دیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا۔ سوری اور اب آپ تیچھے ہرٹ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کو اپنی نوکری سے بھی ہاتھ دھوٹ پڑھیں“ — رام چند نے کہتے بچھے میں کہا۔

”دیکھئے مسٹر۔ آپ کی باتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ بھی سرکاری

"سیکنڈ فیز" کیا مطلب" — ناظران نے ہیرت بھرے ہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ اب آپ سے تو کچھ چھپایا نہیں جا سکتا۔ رامپ ہاؤس کی عقبی سڑک پر رالف ہاؤس کو ہم کو ڈیس سیکنڈ فیز کہتے ہیں۔ وہاں ایک انتہائی اعلیٰ سطحی میٹنگ ہو رہی ہے اور چیف انجینئرنگ مینیجر رامن صاحب وہیں گئے ہیں۔ اور یہ میٹنگ اس قدر ٹاپ سیکرٹ ہے کہ انہیں کسی صورت ڈسٹریب نہیں کیا جا سکتا"

دوسری طرف سے موڈبانہ ہجے میں جواب دیا گیا۔  
"کتنی دیر میٹنگ جاری رہے گی" — ناظران نے پوچھا۔

"یہ تو سر معلوم نہیں۔ میں ان کی واپسی پر انہیں اہل لامع کو دوں گا۔ وہ آپ سے بات کر لیں گے" — دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے" — ناظران نے کہا۔ اور سیور رکھ کر وہ بوتھ سے باہر نکل آیا۔ اور سیدھا درایئونگ سیٹ پر آگیا۔  
"کیا ہوا بابا" — فیصل جان نے امید بھرے ہجے میں کہا۔

"رالف ہاؤس میں انتہائی ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہو رہی ہے اور یہ رے خیال میں یہ میٹنگ اس فائل کے متعلق ہے۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم فوراً اس عمارت پر ریڈ کریں۔ تم عقبی سیٹ کے پیچے سے اسلی نکال لو۔ نقاب بھی نکال لینا" — ناظران نے کہا۔  
اور فیصل جان کے چہرے پر مسٹر کا آبشار بہہ نکلا۔ جیسے

میرا تو یہ دگام اسے کہیں لے جا کر تشدید کرنے کا تھا" — فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ سیکرٹ ایجنسٹ ہے۔ اس لئے ظاہر ہے اس سے پوچھ گھوپ خاصا وقت صنائع ہوتا اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے" — ناظران نے کہا اور چوک کے قریب پنچ کم اس نے کار ایک پیکا بوکھ کی سائیڈ میں رد کی اور شیخ اتھر کو دوڑتا ہوا بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور سے ڈال کر انہیں تیز رفتاری سے نمبر ٹاؤن کرنے شروع کو دیتے۔  
"یہ — رامپ ہاؤس" — چند لمحوں بعد ایک آدا

ستائی دی۔  
"شاگل سیکنڈ۔ چیف آف سیکرٹ سروس، چیف انجینئرنگ مینیجر سے بات کراؤ۔ فوراً" — ناظران نے شاگل کے ہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ وہ ابھی ضروری میٹنگ کے لئے گئے ہیں" — دوسری طرف سے جواب ملا۔

"نا نہیں۔ اٹ از ٹاپ ایم جپسی۔ اگر رامپ ہاؤس میں میٹنگ ہے تو ان سے فوراً بات کراؤ۔ اور اگر کہیں اور گئے ہیں تو نہردو" — ناظران نے کہا۔

"سر۔ وہ رامپ ہاؤس کے سیکنڈ فیز میں گئے ہیں۔ اور دھاپ سیکرٹ میٹنگ ہے" — دوسری طرف سے بولنے والے نے بس سے کہا۔

"رالف ہاؤس خاصی دسیع عمارت تھی۔ اس کے عقب میں بھی دیساہی لائی تھا۔ جیسا کہ سامنے والی سمت میں تھا۔ جگہ آگے جا کر ایک اور جگہ سے مل گئی تھی۔ عقبی اور سائید کی دیواریں بھی زیادہ بلند تھیں۔

"یہاں زیادہ حفاظتی اقدامات نہ ہوں گے۔ لیکن پھر بھی محتاط رہنا۔" — ناظران نے جگہ میں ادھراً درد کیتھے ہوئے فیصل جان سے کہا۔ اور پھر جیب سے نقاب نکال کر اس نے سردار منہ پر چڑھایا اور تیزی سے دوڑ کر اچھلا۔ دوسرا ہے لمجھ وہ دیوار پر پہنچ چکا تھا۔ ایک لمجھ دیوار پر رکنے کے بعد وہ اندر کو دیکھا۔ اس کے کوڈنے کا ہلکا سادھماں کہ ہوا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ فیصل جان نے چند لمجھ انتظار کیا اور پھر اس نے بھی جیب سے نقاب نکالا اور اسے سردار منہ پر چڑھا کر اس نے بھی ناظران کی پیردمی کی اور چند بھی لمحوں میں وہ بھی دیوار کی دوسری طرف کو دیکھا۔ اس طرف بارغ سا بنا ہوا تھا۔ لیکن شامد و یکھ بھال کے لئے کوئی آدمی نہ تھا۔ اسی لئے ہر جیز بالکل سوکھی پڑھی تھی۔ فیصل جان بھی سوکھی جوئی باڑھ کے چیپھے دبک گیا۔

"یہاں کوئی نہیں ہے۔ شامہ سامنے کے رخ پر ہو۔ عقبی طرف کے پاپوں سے اوپر جانا ہو گا۔" — ذرا فاصلے سے ناظران کی ملکی سی آواز سننی دی۔ اور پھر ناظران سوکھی باڑھ کے چیپھے سے نکل کوکی خوشی کی طرح دوڑتا ہوا عمارت کی عقبی سمت میں چھٹت تک جانے والے پاپوں تک پہنچا اور کسی بندوں کی پھرتی اور تیزی سے ایک موٹے سے پاس پر چڑھتا ہوا چھٹت کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ فیصل بن اس کی سائید گھلی میں داخل ہوئے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔

اس کام پسند کام لے مل گیا ہو۔ وہ اچھل کو پھلی سیدھی پر جلا کیا۔ ناظران تیزی سے کارچلاتا ہوا رامپ ہاؤس کی عقبی سڑک کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار رامپ ہاؤس کی عقبی سڑک کے پہلے چوک پر پہنچ گئی۔ ناظران نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ اب اس کی نظری رالف ہاؤس کی تلاش میں تھیں۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ رالف ہاؤس کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گی۔ یہ ایک پرانی سی عمارت تھی۔ جس پر ایک کنٹھ پتھر لگا ہوا تھا۔ اور اس پتھر پر رالف ہاؤس کے الفاظ صاف نظر آ رہے تھے۔

گیٹ بند تھا۔ لیکن اس کی دیواریں خاصی جھوٹی تھیں۔ اس نے انہے اس کے خلاف دسیع صحن میں کھڑی ہوئیں مختلف رنگوں کی کاروں کی چھتیں نظر آ رہی تھیں۔ رالف ہاؤس کے ساتھ ہی ایک تنگ سی گلی چلی گئی تھی۔ ناظران نے کار آگے بڑھا کر ایک ساتھ پر روک دی اور صڑک فیصل جان کی طرف دیکھا۔ فیصل جان نے ایک تھیلا ناظران کی طرف اچھال دیا۔ ناظران نے تھیلا لے کر اسے پشت پر اس طرح پاندھی لیا جیسے سیماج تھیلے اپنی پشت پر لادے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور پھر اس نے فیصل جان سے مشین گن لے کر اسے کوٹ کے اندھے بغل میں لکھا۔ نقاب لے کر جیب میں ڈالا اور پھر دروازہ کھول کر پنجھے اتھ آیا۔ پھلی سیدھی سے فیصل جان بھی پنجھے اتھا اور وہ دونوں تیزی سے سڑک کہ اس کرتے ہوئے واپس رالف ہاؤس کی طرف بڑھنے لگے۔ رالف ہاؤس کے پھاٹک کے سامنے سے گزر کر وہ اس کی سائید گھلی میں داخل ہوئے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔

دھکیلا۔ اس طرح روشندران میں موجود جھری بڑی ہو گئی اور نیچے سے آتی ہوئی آدازیں واضح ہو گئیں۔ ناٹران نے سراو پنجا کیا اور روشندران کے کنارے سے نیچے جھانکنے لگا۔ یہ ایک بارہ نما نگہرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بیضوی میز رکھتی جس کے گرد رکھی ہوئی کو سیلوں پر چھافراہ، بیٹھے ہوتے تھے۔ ایک سائیڈ پر بالکل اسی حلقے کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جو علیہ رام چنہ نے بتایا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ جبکہ باقی سب کے سامنے سفید کاغذات رکھے ہوتے تھے۔ اور وہ سب انہی میں زور شور سے سخت میں مصروف تھے۔

” یہ فائل بتاری سے جناب کہ ایکس بھرپوری تھری ایکر بھیا اور روپیا ہے سے بھی کہیں زیادہ اعلیٰ جنگی ٹیکنا لو جی کی حامل ہے۔ جیسے چاہئے کہ ہم فوراً اس پر قبضہ کر لیں اور پھر اس کی ٹیکنا لو جی کو اپنے دفاع کے لئے استعمال کریں۔ ” — ایک جگہ سردار اے نے تیر لمحے میں کہا۔

” یکن بوڑا رام آپ نے یہ سوچا کہ اسے آفرقا بلوکس طرح کیا جائے۔ ” — ایک اور بھاری مونپھوں اور موٹے شیشے کی عینک پہننے ہوئے دبئے پتلے آدمی نے طنزی بھجے میں کہا۔

” اور اگر قابو میں کہ بھی لیا جائے تو بھی آپ نے اس کے نتائج پر غور کیا ہے۔ پاکیشیا اور کافرستان میں جنگ بھی چھڑ سکتی ہے اور شوگران بھی اسی ٹیکنا لو جی کو چوری ہونے سے روکنے کے لئے کافرستان پر جملہ کر سکتا ہے۔ ” — ایک اور بھاری بدن کے اوپر عمر آدمی نے کہا۔

بڑھ کے چھپے دبکا ہوا خاموش بیٹھا رہا۔ لیکن اس کی تیز نظری ادھر ادھر کا مسل جائیدہ لے رہی تھیں۔ اور پاکتہ کوٹ کی جیب میں پڑے ہوئے ریوا فور کے دستے پر مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ ناٹران بھوڑتھی دیر بعد چھپت پر کو دیکھا۔ اور دوسرے لمبے اس کا سرہ دیوار پر نظر آیا۔ وہ اب چھپت پر لیٹ کر فیصل جان کو کوکر رہا تھا۔ چنانچہ فیصل جان نے اس کی پیر دھی کی اور تھوڑتھی دیر بعد وہ بھی اسی پاس پر چڑھتا ہوا چھپت پر پہنچ گیا۔

” کنارے کنارے پلتے ہوئے دروازے تک آؤ۔ ” — ناٹران نے سرگوشی کی اور پھر وہ انہی میں احتیاط سے چھپت کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا سیڑھوں کے دروازے تک پہنچ گیا۔ فیصل جان اس کے چھپے تھا اور پھر دبے پاؤں وہ دونوں آگے چھپے سیڑھیاں اتمتے ہوئے پخالی منزل پر پہنچ گئے۔ سیڑھیاں چکر کاٹ کمیچے جا رہی تھیں۔ لیکن ناٹران سائیڈ گیلمی میں چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس تک اور نیچی چھپت کی گیلمی میں پخالے کمردن کے بڑے بڑے روشندران تھے۔ اور چار روشندرانوں سے تیز روشنی نکل کر گیلمی میں پڑ رہی تھی۔ اور بھلکی انسانی آدازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ناٹران اور فیصل جان دونوں دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے پھلے روشندران کی طرف بڑھتے گئے۔ ناٹران نے بغل سے مشین گن آتا کر کھا لکھوں میں لے لی۔ اور چند لمحوں بعد وہ روشندران کی سائیڈ میں پہنچ گیا اور پھر فرش پر لیٹ کر آگے بڑھنے لگا۔ اور جب اس کا سر روشندران کی سائیڈ میں پہنچ گیا تو اس نے آہستہ سے ہاتھ اٹھا کر روشندران کو ذرا سا

بیو توے چہرے والے نے ٹھوس ہجھے میں کہا۔

"تو پھر یہ طے رہا کہ ہم پر ائمہ منسٹر صاحب کو یہ بتا دیں کہ اگر ایکس موجودگی مارک کی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کا چھپت انجینئر ہمارا آدمی ہے۔ اسے اسی طرح غائب کیا جا سکتا ہے کہ پاکستانی کو اس کا کبھی علم ہی نہیں ہو سکتا" — جنکے سروالے نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

رامن اٹھا اور انہماں تیزی سے چلتا ہوا چھرے سے باہر چلا گیا۔ اسی کا یہ عمل اس قدر اچانک اور تیز تھا کہ ناطران بہ وقت کوئی مطلب ہے۔ لیکن ایسا نہ ہوا کہ اس کے انزوں کے بعد حالات بہت زیادہ بگڑ چاہیں۔ — ایک اور نے کہا۔

زیادہ بلیں چوڑی بجٹ کا وقت نہیں ہے، پر ائمہ منسٹر صاحب نے سیکرٹ مدرس کی معرفت یہ فائل اس لئے منگوائی ہے تاکہ اسے دیکھ کر ہم یہ اندماز لگا سکیں کہ کیا ہم اس پر باہر سے قابو پا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر قابو نہیں پایا جا سکتا تو اس کے اندر کوئی ایک مشین موجود ہے۔ جسے ہم اس طرح خراب کو دیں کہ پھر یہ آبہ دز جنگی مقاصد کے لئے بے کار ہو جائے" — سرخ ہونگھوں والے نے تیز ہجھے میں کہا۔

میں نے اپنی لائن پر پر ائمہ منسٹر صاحب سے بات کر لی ہے اہوں نے یہ فائل فوری طور پر منگوائی ہے۔ وہ شامہ اس بارے میں ایک بھی یاد دسیا ہی انجینئر دل سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے یہ میٹنگ اب برخاست کی جائے۔ فائل بھی دی گئی ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں انہماں کی اعلیٰ سجدہ اور انہماں کی بعد میکھنا لو جی استعمال کی گئی ہے۔ — ایک

پکھنہیں ہو گا۔ پر ائمہ منسٹر کی طرف سے ہمیں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ خفیہ آلات نے کافرستانی سرحد کے قریب اس کی موجودگی مارک کی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کا چھپت انجینئر ہمارا آدمی ہے۔ اسے اسی طرح غائب کیا جا سکتا ہے کہ پاکستانی کو اس کا کبھی علم ہی نہیں ہو سکتا" — جنکے سروالے نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیں۔ ہم تو انجینئر ہیں۔ ہمیں تو صرف اس طیکھنا لو جی سے مطلب ہے۔ لیکن ایسا نہ ہوا کہ اس کے انزوں کے بعد حالات بہت زیادہ بگڑ چاہیں" — ایک اور نے کہا۔

"زیادہ بلیں چوڑی بجٹ کا وقت نہیں ہے، پر ائمہ منسٹر صاحب نے سیکرٹ مدرس کی معرفت یہ فائل اس لئے منگوائی ہے تاکہ اسے دیکھ کر ہم یہ اندماز لگا سکیں کہ کیا ہم اس پر باہر سے قابو پا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر قابو نہیں پایا جا سکتا تو اس کے اندر کوئی آبہ دز جنگی مقاصد کے لئے بے کار ہو جائے" — سرخ ہونگھوں والے نے تیز ہجھے میں کہا۔

اس فائل سے تو سر امیر الی کوئی بات ظاہر نہیں ہو رہی۔ تو اس آبہ دز کی جنگی صلاحیتوں سے پہ ہے۔ اس میں یہ میکھنا لو جی کی تفصیل موجود نہیں۔ پھر حال اس کی جنگی صلاحیتوں کی جو تفصیلات دی گئی ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں انہماں کی اعلیٰ سجدہ اور انہماں کی بعد میکھنا لو جی استعمال کی گئی ہے۔ — ایک

دیر بعد وہ ناٹران کے پیچھے سیر ہیاں چڑھتا ہوا اپر جھپٹ پہنچ گیا۔  
 "ناٹران نے پاٹھ مل گئی" — فیصل جان نے پوچھا۔  
 "ہاں جلد ہی کرو۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلا ہے۔ تم پہلے پہنچے  
 اتارو۔ میں کنارے سے چکیں کرتا ہوں" — ناٹران نے کہا۔  
 اور وہ کنامے کے ساتھ لیٹ کر عقبی باغ کو دیکھنے لگا۔ فیصل جان  
 تیزی سے آگے بڑھا اور پھر پاٹ سے پہلتا ہوا انتہائی تیز رفتار می  
 سے پہنچے اتھ گیا۔ عقبی باغ میں دیے ہی خاموشی طاری تھی۔ چند لمبھوں  
 بعد ناٹران بھی اسی پاٹ کے ذریعے پہنچے آیا۔ اور پھر چند لمبھوں بعد  
 وہ دونوں سائیڈ گھی میں پہنچ پکے تھے۔ نقاب اتار کر انہوں نے جیوں  
 میں رکھے۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتے اپنی کار کی طرف بڑھتے گئے۔

فائل رامن کی طرف بڑھا دی۔ پھر جیسے ہی رامن نے فائل پاٹھ میں  
 لی۔ ناٹران نے پاٹھ میں موجود کیپسول کو رد شنہ ان کی جھرمی سے  
 اندر پھینک دیا۔ دوسرا رے لمحے ایک ہلکا سادھا کہ ہوا۔ اور اس  
 کے ساتھ ہی انسانی چیزوں کی آداں میں سنائی دیں۔ اور پھر یورے  
 ہال کھرے میں گھرے دودھیا دنگ کا دھواں سا پھیلتا چلا گیا۔  
 "تم یہاں سے خیال رکھو۔ میں پہنچے جا رہا ہوں" — ناٹران  
 نے واپس مرتے ہوئے کہا۔

اور فیصل جان سہ ہلاتا ہوا آگے رد شنہ ان کی طرف کھس  
 گید۔ کھرہ ابھی تک دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ اور انہر اس دھوئیں  
 کی قید میں کچھ سائے سے ہلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔  
 اور ہلکی ہلکی کہا ہوں کی آداں میں سنائی دے رہی تھیں۔ فیصل جان  
 ہوتھ بھینچے خاموش اور چوکنا بیٹھا ہوا تھا۔ دھوئیں کی خاصی مقدار  
 روشنہ ان کی جھرمی سے نکل رہی تھی۔ اس لئے فیصل جان بالکل  
 ہی سائیڈ میں دبک گیا تھا۔ پھر یک لخت اسے اس دھوئیں کے  
 اندر تیز رد شنی کی لہر سی دوڑتی ہوئی دکھائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے  
 تیز ٹارپ کی روشنی کی لیکریں ادھر ادھر حرکت کر رہی ہوں۔ پھر رد شنی کی  
 یہ لیکریں غائب ہو گئیں۔ اب دھواں ہلکا ہونے لگ گیا تھا۔ اور چند  
 لمبھوں بعد فیصل جان کو اپنے عقب میں آہٹ سی محسوس ہوتی تو دہ  
 چیتے کی سی تیزی سے پلٹا۔

"آجاؤ" — ناٹران کی آواز سنائی دی۔ اور فیصل جان اٹھ  
 کر تیزی سے گیلوی کے آخری مرے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی

بھرے ہجے میں کہا۔  
”چلو۔ یہ اچھا ہو گیا۔ اب مجھے فائل لے آنے کے لئے کام کرنا ہو گا۔ تھیں کیوں نہیں آ رہے۔“  
عمران نے جواب دیا اور سیور دکھ دیا۔

”آپ آبہ دذ کی واپسی سے کچھ زیادہ نوش نظر نہیں آ رہے۔  
مالانکہ سر سلطان تو بے حد خوش ہیں۔“  
بیک نیمودنے  
بھرے ہجے میں عمران کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔ جو سر سلطان کی کال کے بعد کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

”بڑھاپے میں آدمی کو نوش سی رہنا چاہیے۔ اس طرح بلڈ پریشیر ہائی نہیں ہوتا۔“  
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ  
ہی اس نے ملکہ بڑھا کر ایڈ مرل کے مہنگا ایل کرنے شروع کر دیتے۔  
”ایک ٹو۔“  
عمران نے پی۔ اسے کے ذریعے رابطہ

تکم ہوتے ہی مخصوص ہجے میں کہا۔  
”یہ سر۔ یہ نے سر سلطان صاحب کو بتا دیا تھا کہ ایکس  
تھری تھری کی فنی خرابی دور ہو گئی ہے۔ اور وہ واپس آگئی ہے۔“  
ایڈ مرل نے فونا ہی کہا۔

”مجھے سر سلطان کی طرف سے روپرٹ مل چکی ہے۔ کیا  
آبہ دذ واپس آپکی ہے یا آہی ہے۔“  
عمران نے سخت  
ہجے میں پوچھا۔  
”وہ جناب بس آدھے گھنٹے بعد پہنچنے والی ہے۔“  
ایڈ مرل نے جواب دیا۔

**عمران** جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بیک نیمودنے  
نے میز پر علیحدہ دکھا ہوا یہی فون کا رسیور دکھا کر عمران کی طرف  
بڑھا دیا۔

”سر سلطان سے بات کمیں۔“  
بیک نیمودنے کہا۔  
”اوہ، ابھی تو میں وہیں سے آر بنا ہوں۔“  
عمران نے چونک  
کہ کہا اور رسیور ملکہ میں لے لیا۔  
”یہ — عمران بول رہا ہوں۔“  
عمران نے سنجیدہ  
ہجے میں کہا۔

عمران بیٹھے۔ تمہارے اٹھتے ہی ایڈ مرل کا فون آیا تھا۔ اس  
لئے تباہا میکے کہ آبہ دذ کی فنی خرابی ددرکو لی گئی ہے۔ اور آبہ دن  
لچیریست۔ ایس نگئی ہے۔ یہ نے سوچا کہ تمہیں فوراً بتا دوں۔  
تاکہ تم اسٹن کے ترکھنے سے بچاؤ۔  
سر سلطان نے مسافت

اور کہت بھرے بغیر آبہ دزدیکھی نہیں جا سکتی۔ — عمران نے کہا۔  
اور اٹھ کر تیزی سے ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیر و  
ہونٹ پھینچ کر خاموش ہو گیا۔ بہر حال اُس سے احساس ہو گیا تھا کہ اس  
کا سوال بنیادی طور پر غلط تھا۔ لیکن وہ اب کیا کرتا۔ اور عمران جیسا  
اُن وہ کہاں سے لے آتا۔

چند لمحوں بعد جب عمران ڈرینگ روم سے باہر آیا۔ تو اس  
کے جسم پر انہیاں شاندار اور جدید تراش کا خوب صورت سوٹ  
تھا۔ اور عمران اس لباس میں انہیاں وجہہ لگ دہا تھا۔

میں سمجھا تھا آپ ٹیکنیکلر بس پہننے کے لئے گئے ہیں۔ —  
بلیک زیر و نے مکراتے ہوئے کہا۔

اگر آبہ دز کے عملے میں کوئی خوب صورت لڑکی شامل ہوتی تو  
ذرودہ لباس پہن لیتا۔ کیونکہ عورتیں احمدیوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔  
عمران نے سبھ ملاحتے ہوئے جواب دیا۔ اور بلیک زیر و نے انتباہ  
ہس پڑا۔

وہ نادران نے روپرٹ بھی ہے اس میٹنگ کی۔ — عمران  
نے دروازے کی طرف جلتے ہوئے چونک کو پوچھا۔

”جی ہاں۔ لیکن وہ تو بالکل ہی اسمی سی سرکاری روپرٹ ہے۔ میں  
نے چیک کر لی ہے۔ — بلیک زیر و نے جواب دیا۔

اوہ عمران سر ہلاتا ہوا اُنگے بڑھ گیا۔ لیکن ابھی وہ دروازے  
لیں ہی تھا کہ یہ لخت شیلی فون کی گھنٹی بسج اٹھی۔ بلیک زیر و نے رسیور  
اٹھایا۔ جبکہ عمران دروازے میں ہی رک گیا۔

”میرا نمائندہ اس کے عملے سے فوری ملاقات کرنا چاہتا ہے۔  
— ملاقات کہاں ہو سکتی ہے۔ — عمران نے پوچھا۔  
”سر۔ اپیشن ڈیک پر آبہ دز رکتی ہے۔ ویسے آپ حکم  
کوئی تو عملے کو کسی بھی جگہ بلا یا جا سکتا ہے۔ — ایڈمزل نے  
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میرا نمائندہ آبہ دز کے اندر عملے سے بات چیت  
کرنا چاہتا ہے۔ آپ آرڈر دز کریں۔ میرا نمائندہ اپیشن ڈیک  
پر پہنچ جائے گا۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ — عمران نے  
تیز لہجے میں کہا۔

”یہ سر۔ میں آرڈر دز کر دیتا ہوں۔ میں خود بھی آدمی گھنٹے  
بعد پہنچ جاؤں گا۔ تاکہ عمران صاحب کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ —  
ایڈمزل نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ میرے نمائندے کی ہدایات پر پوری  
طرح عمل کمیں گے۔ گٹھ باتی۔ — عمران نے سخت لہجے میں  
کہا۔ اور دوسرا طرف سے بات سننے بغیر اس نے رسیور  
رکھ دیا۔

”آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ — بلیک زیر و نے حیرت  
بھرے لہجے میں کہا۔

”میں دراصل ایسی آبہ دز دیکھنا چاہتا ہوں۔ ویسے جاتا تو ملکٹ  
کی رقم بھرنی پڑتی اور تمہیں معلوم ہے کہ چیل کے گھونسے میں  
گونشت نہیں ملتا۔ اس لئے رقم میری جیب میں کیسے ہو سکتی ہے۔

"اب وہ فائل کی کاپی تمہارے پاس ہے" — عمران  
نے پوچھا۔

"یہ سر" — ناطران نے جواب دیا۔  
"وہ رامن اور دوسراے انجینئرنگ نہ ہے یہس یا مرکے ہیں" —  
عمران نے کہختا ہے یہس پوچھا۔

"وہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ یہس نے اسی لئے ایسی فائیو کیپسول استعمال کیا تھا۔ تاکہ ان کا خاتمہ ہو جائے۔ میرا آئیڈی میا تھا کہ اگر وہ نہ ہو، گئے تو اس فائل کے مندرجات وہ دوسروں تک پہنچاں گے۔ کیونکہ وہ سب اس فائل کو پوری طرح پڑھ پکے ہتھے" —  
ناطران نے جواب دیا۔

"تم نے خاصی تیز کارکردگی دکھانی ہے۔ اور اپنے طور پر خاصاً کام کو لیبے ہے۔ لیکن تم نے میری ساری پلانگ تباہ کر دی ہے" —  
عمران نے غرأتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر، وہ سر....." — ناطران عمران کے اس  
لیے متوجہ جواب پر برسی طرح بوکھلا گیا۔

"تیس نے جان بوجھ کر شاگل کو فائل کی ایسی کاپی مہیا کرنے کا  
بندوبست کیا تھا۔ جو اصل فائل کی کاپی نہ تھی۔ بلکہ جعلی تھی۔ اس  
طرح میں حکومت کا فرستان کو ایک مخصوص پلانگ میں بھیانا  
پا۔ تا تھا۔ در نہ تم کی سمجھتے ہو کہ شاگل کی پاکیتی سے اصل فائل کی  
کاپی حاصل کر کے زندہ واپس جا سکتا تھا۔ تمہاری اس کارکردگی  
کو پوری پلانگ کا خاتمہ کر دیا" — عمران نے انتہائی کرخت

"ایکٹو" — بلیک زیر دنے مخصوص ہجے ہیں کہا۔

"ناطران بول رہا ہوں سر" — ٹیکنون کے ساتھ مغل  
لادڈر سے ناطران کی آدازابھری تو عمران بجلی کی سی تیزی سے  
واپس پلٹا۔ اور اس نے بلیک زیر د کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔  
"یہس" — عمران نے ایکٹو کے ہجے ہیں کہا۔

"سر، سیکٹ صرودس کے چیف شاگل نے پاکیتی سے ایک  
ایم تین فائل اڑائی ہے۔ یہس نے وہ فائل واپس حاصل کر لی ہے۔  
ناطران نے کہا۔

"ایکس تھرٹی تھری کی فائل کی کاپی کی بات کہ رہے ہیں" — عمران  
نے سادہ ہجے ہیں کہا۔

"اوہ یہ سر۔ یہ سر۔ میں سمجھا تھا سر کہ آپ کو علم نہیں ہے  
سر" — ناطران نے انتہائی شرمدہ ہجے ہیں کہا۔

"شاگل پاکیتیا کر فائل لے جائے اور مجھے علم ہی نہ ہو۔ تمہارا  
یہی مطلب تھا" — عمران کا ہججہ بے حد سخت ہو گیا۔

"اوہ۔ ویرسی سورسی سر۔ میں معافی چاہتا ہوں سر۔ مجھے  
داقعی ایسا نہیں سوچنا چلے ہیئے تھا" — ناطران کا ہججہ اور زیادہ  
شرمدگی میں ڈوب گیا۔

"تفصیلی روپورٹ دو" — عمران نے کہختا ہجے ہیں کہا۔  
اور جواب میں ناطران نے شاگل کے ہیڈ کو اڑڑ سے اپنے ایجنٹ  
کی کال سے لے کر رالف ہاؤس میں داخلے اور پھر وہاں سے فائل  
حاصل کرنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

لہجے میں کہا۔ — لیکن ناطران کو اگر میں یہ بات نہ کہتا تو اس کے ذہن میں ایک سٹوکی کیا تصویر ہوتی کہ شاگھل پاکیش یا جا کر فائل بھی لے آیا اور ایک سٹوکو اس کا علم بھی نہیں۔ اور اگر علم ہے تو پھر زیادہ بے عزتی کی بات لہتی۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر واقعی ہماری پلاننگ ہوتی اس طرح جعلی فائل بھجنے کی تو ناطران کی اپنے طور پر ایسی کارکردگی پیاس گل کھلائی۔ — عمران نے کہا۔ اور بلیک زید دبے اختیار میں پڑا۔

”لیکن ایک بات میری سمجھے میں نہیں آتی کہ آخر کافرستان اس سارے چکر سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ آبدوز اغوا نہ کر سکتا تھا، کیونکہ اس طرح دونوں ملکوں کے درمیان اعلان جنگ ہو جاتا۔ فائل میں صرف آبدوز کی جنگی صلاحیتوں کی تفصیل تھی۔ اس سے انہیں کوئی ستمی فائدہ نہ ہو سکتا تھا۔“ — بلیک زید دبے کہا۔

”اس بات کا پتہ چلا نے کے لئے تو میں آبدوز کے عملے سے ملتا چاہتا تھا۔ کیونکہ میرا آئیڈیا تھا کہ یہ فنی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ وقتی طور پر پیدا کی گئی ہے۔ لیکن اس کے بعد فنی خرابی پیدا ہو گئی اور آبدوز واپس بھی آگئی۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ عملے میں کافرستان کا کوئی آدمی شامل ہے۔ اور وہ آدمی ایسا ہو سکتا ہے جو فنی خرابی پیدا کرنے کا اہل بھی ہے۔ اب ناطران کی رپورٹ سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ چیز ہے۔ لیکن سٹوبلنے کے لئے ایک سٹوکا زرع بھی قائم کرنا پڑتا ہے۔ فائل تو بہر حال واپس آگئی۔ وہ لوگ بھی ختم ہو گئے جنہوں

لہجے میں کہا۔ — مجھے تو اس بات کا خیال بھی نہ آیا تھا سر۔ آفی مام ویر می سوری سر۔ — ناطران کے لہجے میں ایسی گھبراہٹ ابھر آتی۔ جیسے اس کا سانس دک گیا ہو۔

”تم نے بہر حال اچھی کارکردگی دکھائی ہے۔ اس لئے تمہیں معاف کیا جاسکتا ہے۔ آئندہ اہم معاملات میں مجھ سے پوچھے بغیر کوئی اقدام نہیں ہونا چاہیئے۔ سمجھے۔“ — عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”یہ سر، آئندہ ایسی شکایت نہیں ہو گی سر۔“ — ناطران نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

”بہر حال تمہاری رپورٹ میں ایک اطلاع کام کی ہے کہ آبدوز کے عملے میں چیف انجینئرن کا آدمی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں پیدا کر دیں گا۔ تم اس فائل کو فوراً جلا دو۔“ — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہ سر۔“ — ناطران نے جواب دیا اور عمران نے پیور رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لیا۔

”ایک تو اس بے چارے نے انہیں شاندار کارکردگی دکھل دیا۔“ — بلیک زید نے یہ مت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک سٹوبلنے کے لئے ایک سٹوکا زرع بھی قائم کرنا پڑتا ہے۔ فائل تو بہر حال واپس آگئی۔ وہ لوگ بھی ختم ہو گئے جنہوں

ازاد پر مشتمل ہے سر۔ ایک منٹ ہو لڑ آن کمیں سر۔ میں  
ان کے بارے میں تفصیلی فائل طلب کروں۔ — ایڈمرل  
نے کہا۔

”یہ“ — عمران نے کہا۔ اور خاموش ہو گیا۔ ایڈمرل دیر  
بعد ایڈمرل نے عملے کے ناموں۔ ان کے عہدے اور ان کی  
ریاست کا ہوں کی تفصیل بتا دیں۔  
”او۔ کے“ — عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

کہنا ہے کہ انہوں نے اس فنی خرابی سے کیا فائدہ اٹھانا ہے۔  
یا فائدہ اٹھانا چاہتے ہے۔ اور میرے خیال میں اب سارے  
عملے سے ملنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ چیف انجینئر سے ہی  
معلوم ہو سکتا ہے۔ — عمران نے کہا۔ اور کہ سی پی یونیٹ کے اس  
نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور ایڈمرل کے نمبر ڈائل کرنے کے شروں  
کر دیتے۔

”ایکسٹو“ — ایڈمرل سے براہ راست رابطہ قائم ہوتے  
ہی عمران نے مخصوص ہجے میں کہا۔  
”یہ سر“ — دوسری طرف سے ایڈمرل نے جواب  
دیا۔

”آپ آبہ وز کے عملے کو نہ دیکھیں۔ ہر ف آبہ وز کے عملے  
کے نام اور ان کی ریاست کا ہیں بتا دیں۔ فی الحال میرا پروگرام  
بدل گیا ہے۔ اگر میں نے ضرورت سمجھی تو میرا نہ مانتدہ ان  
سے خود براہ راست مل لے گا۔ لیکن آپ نے عملے کو اس  
بات سے آگاہ نہیں کہتا۔“ — عمران نے سخت ہجے  
میں کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ کا حکم تھا۔“ — ایڈمرل نے  
جواب دیا۔

”آپ عملے کے نام اور ان کی ریاست کا ہیں بتا دیں۔“ —  
عمران نے کہا۔

”سر۔“ — عملہ نیول کا لوٹی میں رہتا ہے سر۔ ہر ف آٹھ

انہتائی مودبانہ ہے جسے میں کہا۔  
 آپ کو تو اطلاع مل گئی ہو گئی کہ نیویوں کے بہترین انجینئر جو  
 آپ کی لائی ہوئی فائل پر غور کر رہے ہیں تھے۔ ہلاک کر دیتے گئے  
 میں اور فائل غائب ہو چکی ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے  
 مجرموں کو پکڑنے کے لئے کیا کارروائی کی ہے۔ — پرائم منسٹر  
 کا ہجھے بے حد کہ خدت تھا،  
 اور پرائم منسٹر کی بات سن کر شاگل کا دماغ بکھ سے  
 اڑ گیا۔

"سر — دوسرے" — شاگل نے بُڑی طرح بوکھلانے سے  
 ہٹے ہجھے میں کہا۔

"یہ ری بات غور سے نہیں۔ میں فوراً وہ فائل مع مجرموں کے  
 واپس چاہتا ہوں۔ یہ آپ کی ڈیلونی ہے کہ آپ کم سے کم وقت  
 میں دو فائل واپس حاصل کوئیں۔" — پرائم منسٹر نے پھاڑ کھانے  
 والے ہجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔  
 شاگل چند لمحے تو حیرت سے بت بنا رسیور ہاتھ پر پکڑے  
 بیٹھا رہا۔ دوسرے لمحے اس نے رسیور کو پیٹل پر پھینکا۔ اور  
 اٹھ کر ریٹائر نگ رومن کے دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔ اس  
 کا انداز ایسا تھا جیسے خود مجرموں کے تیچھے بھاگ رہا ہو۔ لیکن پھر  
 "ہیلیو" — چند لمحوں بعد رسیور پر پرائم منسٹر کی آواز  
 سے گیا تھا۔ اتنی ہی تیزی سے واپس آیا۔ اس نے واپس آ کر رسیور  
 اٹھایا اور تیزی سے نہر ڈائل کرنے شروع کر دیئے  
 "یہ سر۔ شاگل بول رہا ہوں سر۔" — شاگل نے

شیوے فون کی تیز گھنٹی کے مسلسل بجھتے رہنے سے  
 گھری نیند سوئے ہوتے شاگل نے چوہا کر آنکھیں کھولیں اور  
 پھر پہ اسامنہ بنتے ہوتے اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے  
 ٹینی فون کا رسیور اٹھایا۔

"یہ سر۔" — شاگل نے پھاڑ کھانے والے ہجھے میں کہا۔  
 "سر۔ پرائم منسٹر ہما حب سے بات پہنچیئے" — دوسری  
 طرف سے آپہ یہ ری نے کہا۔ اور شاگل پرائم منسٹر کا نام سن کر ایک  
 چھٹے سے اٹھ پڑھا۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوئی غائب ہو گئی۔

"ہیلیو" — چند لمحوں بعد رسیور پر پرائم منسٹر کی آواز  
 اپھر جی۔

حاصل کی اور کس طرح۔ ایک لمحے کے لئے سے عمران کا خیال آیا۔  
یکن دوسرے لمحے اس نے اس خیال کو جھٹک دیا کیونکہ عمران  
بھر حال انسان تھا کوئی جن تو نہ تھا کہ پیک جھپکنے میں پاکیشی سے  
کافرستان بھی پہنچ جاتا اور پھر اسے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ فائل اس  
وقت کہاں ہے اور وہ فائل بھی حاصل کر لیتا اور اسی لمحے اسے  
جذبی اور سٹرنگ کر کا خیال آگیا۔ اس نے دفتر میں پہنچتے ہی انٹر کام کا  
دیجور اٹھایا اور ایک نمبر پر پیس کو دیا۔

”یہ سر۔ سنگھ بول رہا ہوں“ — دوسری طرف سے  
اس کے نمبر ٹوکی آواز سنائی دی۔

”یہ نے تمہیں سٹرنگ اور جذبی کے بارے میں رپورٹ حاصل  
کرنے کے لئے کہا تھا۔“ — شاگل نے تیزراہیتے میں کہا۔

”یہ سر۔ ان دونوں سے رابطہ قائم نہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ میں  
نے پیش فریکونسی پر انہیں کال کیا۔ یکن کوئی جواب نہ ملا۔ یوں لگتا  
تھا کہ یا تو دونوں ہلاک ہو چکے ہیں یا پھر بے ہوش ہیں ورنہ پیش کال  
کا جواب تو ضرور دیتے۔“ — سنگھ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تم نے مجھے فوری رپورٹ کیوں نہیں دی۔“ — شاگل  
نے علق کے بیل پیختے ہوئے کہا۔

”سر۔ آپ ریٹائرمنگ روم میں پلے گئے تھے اور آپ کی  
ایسی ہدایت ہے کہ آپ کو ریٹائرمنگ روم میں ڈسٹریب نہ کیا  
جائے۔“ — سنگھ نے خوفزدہ لمحے میں کہا۔

”ہوں۔ تم فوراً پاکیشیا میں اپنے اینجنیئر کو حرکت میں لے آؤ۔“

”یہ سر۔“ — دوسری طرف میں سیکنڈ ہیڈ کوارٹر کے  
چیف کی بھاری آواز سنائی دی۔

”ٹانی۔ میں شاگل بول رہا ہوں۔ رام چند کہاں ہے۔“ — شاگل  
نے پھاڑ کھانے دا لے لیجے میں کہا۔

”رام چند اپنے کمرے میں ہے جناب۔“ — ٹانی بنے چونک  
کہ جواب دیا۔

”اس سے بات کرو اور فوراً۔“ — شاگل نے چھپ کر کہا۔

”یہ سر۔“ — دوسری طرف سے ٹانی نے بوکھلاتے  
ہوئے لہجے میں کہا۔ اور لائن پر خاموشی چھاگتی۔

”یہ۔ رام چند بول رہا ہوں جناب۔“ — چند محوں بعد  
رسیور پر رام چند کی آواز سنائی دی۔

”رام چند۔ وہ فائل جو تم رام پ پاؤس میں دے کر آئے تھے  
اسے اڈا لیا گیا ہے۔ اور یوں کے انجینئر جو اس فائل پر غور کر رہے  
تھے ملاک کر دیتے گئے ہیں۔ تم فوراً رام پ پاؤس جا کر حالات  
معلوم کر دا درجے رپورٹ دو۔ پر ائم منسٹر صاحب اس فائل کو  
مع مجرموں کے فوراً حاصل کرنا چاہتے ہیں۔“ — شاگل نے چھپ  
ہوئے کہا۔

”یہ سر۔“ — دوسری طرف سے رام چند نے کہا اور  
شاگل نے رسیور والیں کمیٹی پر پہنچیا اور تیزی سے کمرے سے  
بنکل کر والیں اپنے دفتر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں لالا  
سما آیا ہوا تھا۔ اسے سمجھنے آ رہا تھا کہ آخر اس قدر جلد فائل کس نے

یہ شنگر اکثر وہاں جوئی رہتی ہیں۔ اس لئے وہاں کسی حفاظتی انتظام کا انہیں خیال تک نہ آیا۔ اور سر کسی ضرورتی کام کے لئے جب وہاں فون کی گئی تو کوئی جواب نہ آیا تو رامپ ہاؤس سے آدمی بھیجا گیا۔ تب شاگل نے پختہ ہوتے کہا۔ اور انٹر کام کا رسیور پڑھ دیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر کپڑا لیا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جیسی ہوئی بازمی یک لخت تار گیا ہو۔ سنجانے والے کتنی دیر اسی حالت میں بیٹھا رہا کہ دروازہ سے پیدا تک کی آواز سن کر چونک پڑا۔

"اوہ ناٹشنی۔ ان لوگوں کو حفاظتی انتظامات کو یہنے چاہئیں لئے۔ یکن یہ کن لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔" — شاگل نے غصے سے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سر، جہاں تک میرا خیال ہے، انہیں اس فائل کے اسی طرح حاصل کئے جانے کا تصور بھی نہ تھا۔ اور سر میں نے جو انکو اپنی کی ہے، اس سے ایک بات سامنے آئی ہے کہ مجرموں نے آپ کی آواز میں اس عمارت کا پتہ معلوم کیا ہے۔" — رام چند نے کہا۔ "میری آواز میں — کیا مطلب کیا کہہ رہے ہو۔" — شاگل رام چند کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"ایس سر — رامپ ہاؤس میں فون وصول ہوا۔ آپ بول رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ آپ فوراً چیف انجینئرنگس میجر سے بات کرنا چاہتے ہیں جس پر آپ کو بتایا گیا کہ وہ انہیں ضروری یہ شنگر میں رالف ہاؤس میں موجود ہیں۔ اور انہیں ڈسٹریکٹر نہیں کیا جاسکتا۔" رام چند نے کہا۔

تاکہ ان دونوں کے متعلق تفصیلات کا علم ہو سکے، انہیں حکم دو کہ وہ وہاں عمران کو ٹھوٹلیں۔ ہو سکتا ہے وہ دونوں اس کے ساتھ چھڑھ گئے ہوں۔ بہر حال مجھے پوری تفصیل چلہیے، اور جملہ می۔" — شاگل نے پختہ ہوتے کہا۔ اور انٹر کام کا رسیور پڑھ دیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر کپڑا لیا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جیسی ہوئی بازمی یک لخت تار گیا ہو۔ سنجانے والے کتنی دیر اسی حالت میں بیٹھا رہا کہ دروازہ سے پیدا تک کی آواز سن کر چونک پڑا۔

"تم خود آتے ہو۔ ٹھیلی فون نہ کر سکتے تھے۔" — شاگل نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "سر، پورٹ ہی ایسی ہے کہ مجھے خود آتا پڑتا۔" — رام چند نے جواب دیا۔ "کیا پورٹ ہے، جلدی بتاؤ۔" — شاگل نے جھککایتے ہوئے پوچھا۔

"سر، فائل مجھ سے لے کر چیف انجینئرنگس میجر رامپ ہاؤس کے عقب میں ایک خفیہ عمارت رالف ہاؤس میں چلا گیا۔ جہاں نیوی کے اعلیٰ انجینئرنگز کے ساتھ پرائم منٹر صاحب کے حکم سے اس فائل کے بارے میں غور کرنے کے لئے میشنگ کاں کسی کسی بھتی۔ یہ چونکہ خفیہ عمارت ہے اور نیوی کی اعلیٰ سطحی

ہو سکتا ہے۔ پیش ایجنسی رامپ ہاؤس کے بارے میں فعال ہو۔ لیکن اس پاؤٹ پر غور کرنے کے بعد کہ مجرموں کو چھیت انجنیرنگ منیجر کا پتہ کیے چلا۔ میرے ذہن میں اس پیش ایجنسی والے چھیت انپکٹر کی بات تھی چنانچہ میں نے پیش ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل سے بات کی تباہی کیا کہ پیش ایجنسی رامپ ہاؤس کی نکرانی نہیں کرتی۔ اور ان کے پاس ایسی کوئی بدایات ہیں۔ — رام پندھے نے جواب دیا۔

ادھ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ اس چھیت انپکٹر نے میری آواز میں پاؤٹ پر غور کیا ہے۔ اور مجھے ساری بات سمجھ میں آگئی ہے۔ ”یہ سر، مجھ سے چھیت انجنیرنگ منیجر کا پتہ معلوم کر کے انہوں نے فون پر آپ کے لیے میں بات کی اور اس طرح انہوں نے رالف ہاؤس کا پتہ معلوم کیا اور پھر وہاں ریڈ کر کے وہ سب کو آسانی سے لے کر کے نائلے اڑے۔ میں نے رالف ہاؤس کا بھی معاملہ کیا ہے۔ اس کمرے میں موجود لاٹشوں کی کیفیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان بی انتہائی جدید ترین چوکنگ گیس استعمال کی جگہ ہے۔ اور ایسی گیس کوئی عام مجرم استعمال نہیں کر سکتا۔ عام مجرم تو ان پر فائز کھول دیتے۔ لیکن فائز نگ کی آداز سے وہ کچھے ہو سکتے تھے۔ — رام پندھے نے جواب دیا۔

”ہو۔ لیکن تم نے اس چھیت انپکٹر کا حیہ اور کار کا نمبر تو دیکھا ہی ہو۔ — شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

”یہ سر، کار کے نمبر میرے ذہن میں تھے۔ لیکن میں نے ہام میں کیا ہے وہ نمبر جعلی تھے۔ البتہ حیہ میں نے ڈائریکٹر جنرل کو بتایا۔

ادھ۔ لیکن میری آداز کی نقل کوں کر سکتا ہے۔ اور انہیں کیسے پتہ چلا کہ فائل رامپ ہاؤس میں چھیت انجنیرنگ منیجر کے پاس پہنچا فی حکمی ہے۔ جب کہ مجھے خود نہیں معلوم یہ سب تم بتا رہے ہو۔ اور مشکوک نظر وں سے سامنے پڑھئے ہوئے رام پندھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ سر۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں نے بھی اس پاؤٹ پر غور کیا ہے۔ اور مجھے ساری بات سمجھ میں آگئی ہے۔ لیکن میرے رامپ ہاؤس جانے کے بارے میں کسی کو یہیں ہیڈ کوارٹر سے ہی معلوم ہوا ہے۔ یہ بات ہوئی ہے کہ جب میں رامپ ہاؤس میں فائل دے کر واپس آ رہا تھا کہ پیش ایجنسی کے چھیت انپکٹر نے مجھے روکا۔ اس نے مجھے اپنا سرکاری کارڈ بھی دکھایا۔ اور مجھ سے پوچھا کہ میں رامپ ہاؤس کیا کہنے لگیا تھا اور میں اپنی شناخت کہا۔ اس نے اپنی شناخت کہا۔ اس نے بھرپور اس نے بتایا کہ صدر مملکت کی شخصی بدایات پر پیش ایجنسی رامپ ہاؤس جانے والے ہر شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی پابند ہے۔ لیکن جب میں نے اپنی شناخت کرانے سے انکار کیا تو اس نے کہا کہ میں صرف اتنا بتا دوں کہ میں رامپ ہاؤس میں کس سے ملا ہوں تاکہ اس سے میرے بارے میں تفصیلی ہو سکے۔ اس پر میں نے اسے بتایا کہ میں جس آدمی سے ملا ہوں اس کے دفتر کے باہر چھیت انجنیرنگ منیجر کی تحریکی لگی ہوئی تھی۔ اس پر وہ واپس چلا گیا۔ میں نے خیال نہ کیا کہ

کہا گیا اور ساتھ ہی پرائم مینسٹر کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو“ — پرائم مینسٹر کے ہاتھ میں مخصوص دفاتر تھا۔

”یہ سر۔ میں شاگل بول دیا ہوں سر۔“ — شاگل نے فوراً

خواہ بانہ ہاتھ میں کہا۔

”کیا رپورٹ ہے تجربوں کے بارے میں؟“ — پرائم مینسٹر

نے کہختا ہاتھ میں پوچھا۔

”سر۔ یہ فائل پاکیت یا یکمٹ سروس کے فارن ایجنٹس

نے حاصل کی ہے۔ میں نے تمہاری تفیش کر لی ہے۔ اگر عرب آپ بخوبی

ڈراہی اشارہ کر دتے تو کہ اس فائل پر میٹنگ کال کی گئی ہے تو

میں خفاظتی انتظامات کر لیتا۔ میں تو سمجھا تھا کہ فائل رامپ ہاؤس س

سے آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ اس لئے میں بے فکر ہو گیا سر۔“

شاگل نے جواب دیا۔

”بمحظی یہ خیال بھی نہ تھا کہ اس طرح کی کارروائی بھی ہو سکتی ہے۔

لیکن یہ فارن ایجنٹس کون ہیں اور تم نے انہیں اب تک کہہ فتاہ

کیوں نہیں کیا؟“ — پرائم مینسٹر صاحب نے کہا۔

”تم نے انہیں ٹیکس کو لیا تھا۔ لیکن مہیں ذرا سی دیر ہو گئی

اور وہ چند لمحے پہلے مخصوص چارٹر ڈ جہاڑت سے پاکیتیا کو نکل گئے۔

میں نے اب پاکیتیا میں اپنے فارن ایجنٹس کو الٹ کر دیا ہے کہ

وہ یہ فائل دوبارہ حاصل کرنے کے لئے بھاگ دو۔“ کہ میں“ —

شاگل نے اپنی عانچھڑا نے کے لئے پوری ایک کہانی سنا دی۔

”ٹھیک ہے۔ فائل ضرور حاصل ہونی چاہیے تھی۔ کیونکہ یہ

لیکن انہوں نے بتایا کہ اس جملے کا کوئی آدمی ان کی ایجنٹی میں نہیں

ہے۔ — رام چند نے جواب دیا۔

”تم نے واقعی حیرت انگریز پھر تی دکھائی ہے رام چند۔ جو اتنے

ستے وقت میں اس قدر تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ اور اب بخوبی

ہو گیا ہے کہ یہ کون لوگوں کی حرکت ہے۔ یہ یقیناً پاکیتیا کے فارن

ایجنٹس ناظران یا اس کے کسی سانحی کی حرکت ہو گی۔ ان کے سوال ایسی

کارروائی کوئی نہیں کر سکتا۔ جوئی اور شنکر یقیناً عمران کے قبضے میں

ہیں۔ ان سے اس نے فائل کے بارے میں معلوم کیا ہو گا۔ اور پھر

نوری طور پر فائل حاصل کرنے کے لئے اس نے انہیں کام پر لگادیا

ہو گا۔ جس آدمی نے تم سے بات کی تھی اس کا قد و قابلت کی تھا۔

شاگل نے کہا۔ اور جب رام چند نے جواب دیا تو شاگل نے اثبات

میں سرچا دیا۔

”بانکل ناظران کا یہی قدر و قابلت ہے۔ بمحظی واقعی اس پہلو کا خیال

رکھنا چاہیئے تھا۔ لیکن ان کم سختوں کا بخوبی خیال تک نہ آیا۔

”اوہ بانکل باس۔ اب آپ کے بات کرنے پر بخوبی خیال

آگیما ہے۔ وہ واقعی ناظران تھا۔ وہ یقیناً اس وقت میک آپ میں تھا اس لئے

میں اسے پہچان نہ سکتا تھا۔“ — رام چند نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا،

اور پھر اس سے پہنچے کہ شاگل اس کی بات کا جواب دیتا۔

”یہ فون کی تھنھی بچ اٹھتی۔

”یہ سر۔“ — شاگل نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”پرائم مینسٹر صاحب سے بات کیجئے۔“ — دوسرا طرف سے

سے خوبی طور پر جان چھڑانے کے لئے بہانہ تو بنادیا ہے کہ فائل  
یہاں سے نکل چکی ہے۔ کیونکہ انہوں نے بار بار فون کر کے میرا  
ناظمہ بند کر دیا تھا ایکن اب اس ناظران کا وجود میں کافرستان  
میں سانس لیتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا۔ شاگل نے تیر  
لیجے میں کہا۔

"یہ سحر میں کام شروع کر دیتا ہوں سر" —  
رام چند نے موڈ بانش لیجے میں کہا۔ اور شاگل سر ہلاتا ہوا باہر  
کی طرف نکل گیا۔ رام چند اس کے لیے بھی تھا۔  
شاگل نے گیراج سے اپنی کار منگوائی اور تھوڑی دیر بعد  
اس کی کار فراٹ بھرتی ہوئی پر امام منستر ہاؤس کی طرف دوڑی  
چاہی ہتھی۔

فائل ہمارے لئے بے حد اہم ہتھی۔ لیکن اگما سے پاکیشیا والوں  
نے حاصل کیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا کو اس  
فائل کے چوری ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ اگر دلقتی ایسا ہے تو پھر  
یہ فائل ہمارے لئے اب لے کارہو گئی ہے۔ لیکن تمہارے  
ایجنسی کام ضرور کریں۔ تاکہ پاکیشیا والوں کا ذہن کسی اور طرف  
نہ جا سکے اور وہ اس فائل میں ہی الجھے رہیں۔ پر امام منستر  
صاحب نے گول مول سے لیجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں سر۔ آپ کیا کہنا چکتے ہیں سر" —  
شاگل پر امام منستر کی تفصیل سے بھر پور بات سن کر چونکہ پڑا تھا  
اب موقع آگیا ہے کہ تمہیں صحیح صورت حال بتادی جائے۔  
تاکہ تم صحیح صورت حال کو سمجھ کر آئندہ اقدامات کرو۔

تم ایسا کرو کہ فوراً اپنام منستر ہاؤس پہنچو۔ میں تمہارا انتظار  
کرو رہا ہوں" — پر امام منستر نے کہا اور اس کے ساتھ  
ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

یہ کیا بات ہوئی۔ اس کا مطلب ہے کہ بالا بالا کوئی اور ہی  
چکر چلا یا جا رہا ہے۔ سیکرٹ سروس کو اعتماد میں ہی نہیں لیا  
گیا۔ میں پر امام منستر سے احتجاج کر دیں گا" — شاگل نے  
غصیلے لیجے میں کہا۔ اور کوئی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے سر" — رام چند نے  
بھی کوئی سے اٹھتے ہوئے کہا۔  
"تم اس کم سخت ناظران کو تلاش کرو۔ میں نے پر امام منستر کا

ملازم نے پھاٹک کھول کر سائیڈ سے جھانکتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سہر ہلاتے ہوئے کاوسٹارٹ کی اور کوٹھی کالان کراس کر کے براہمے کے سامنے بننے ہوئے پورچ میں پینچ گیا۔

سامنے براہمے میں ایک لمبا تر دنگا ادھیرہ عمر آدمی گھر ملو باس پہنچ کرھٹا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ عمران نے کارروں کی اور بھر صفر کو باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے پینچ اتم آیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ براہمہ میں کھڑا آدمی ہی ایکس بھرنی بھری کا چیف انجینئر لیا قوت علی ہے۔

”میرا نام لیا قوت ہے۔ فرمائیے“ — عمران کے باہر نکلتے ہی اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں عمران کا دیا ہوا کارڈ تھا۔

”یہ کارڈ آپ نے پڑھ لیا ہے۔“ — عمران نے بڑے معصوم سبھے میں کہا۔ ”جی ہاں۔ لیکن جغرافیکل سردارے ایکنسی کا مجھ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟“ — لیا قوت علی نے حیرت بھر لیجئے میں کہا۔

”پہلے تو یہ کارڈ مجھے واپس دے دیجئے۔ ہماری ایکنسی بڑی خوب سی ہے۔ اس کے پاس اتنا بجٹ نہیں ہے کہ اس قدر قیمتی کارڈ زیادہ تعداد میں چھپو اکر تقیم کر سکے۔“ — عمران نے کہا، دیا اور واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ لفڑی دیہ بعد پھاٹک طرح جھپٹ لیا ہیجے واقعی وہ کوئی انتہائی قیمتی چیز ہو۔ لیا قوت علی اس طرح چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اُس سے یقین نہ آ رہا۔

عمران نے کارڈیول آفیسر کا بوئی کی کوٹھی نمبر بارہ کے گیٹ کے سامنے روکی اور دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ گیارہ سائیڈ سیدھ پر صدر موجود تھا۔ وہ اندر ہی بیٹھا رہا۔ عمران نے کال بٹا، کا بیٹن دبایا، تو عندلخوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ملازم پاہر آگیا۔

”بے کارڈ اپنے صاحب کو دے دو۔“ — عمران نے جب ایک کارڈ نکال کر ملازم کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور واپس سیدھ پر بیٹھا گیا۔

”بہتر سر۔“ — ملازم نے سہر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ لفڑی دیہ بعد پھاٹک پورا کھل گیا۔

”تشریف لائیے جناب۔ صاحب آپ کے منتظر ہیں۔“

ابازت نہ دیتی ہوبات درصل یہ ہے کہ ہماری ایجنسی آج کل سمندراں  
کی تھے کے جنرالی فی کامروں سے کوئی کھڑے کھڑے کھڑے بنا پڑے  
کی ایمی آبہ دن کے چین اسجنیں ہیں۔ اور ایجنسی کو حادثہ ہوا ہے  
کہ کسی فنی خرابی کی وجہ سے آبہ دزگانی دیر تک سمندر کی تھے میں  
بیٹھی چلنگوں سے کھاتی رہی ہے۔ اور ظاہر ہے جب چلنگوں سے  
کھائے جاتے ہیں تو ادھر ادھر بھی دیکھا جاتا ہے میں آپ  
جیس ادھر ادھر کی تفصیل بتا دیں۔ عمران نے بڑے  
سادہ سے لمحے میں کہا۔

”کیا بکو اس سے کیا آپ پا گھلی ہیں“۔ یا قلت علی<sup>ؐ</sup>  
نے انتہائی غصے لمحے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز پر کھے  
ہے شیلی فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔  
”ابھی اسے رہنے دیں یا قلت علی صاحب۔ اس کا وقت بھی آجئے گا“  
لمران نے یک لخت غراتے ہوئے کہا۔

اور یا قلت علی چونکہ سید ہا ہوا۔ اس کے پڑھے پر  
یک لخت چرت کے آثار ابھر آئے۔ یکونکہ عمران  
کے پڑھے کے نقوش یک لخت بدلتے تھے۔

”کیا مطلب آپ میں کون“۔ یا قلت علی نے  
ہنک کا ٹٹے ہوتے کہا۔  
”آپ شادی شدہ ہیں“۔ عمران نے تیز لمحے میں

چھا۔  
”شادی شدہ ہاں کیوں“۔ یا قلت علی نے ایک  
پر بات کی جائے۔ یکن ہو سکتا ہے آپ کی تشویح افسوں خرچی کی

ہو کہ کوئی اس قسم کی بات یا حرکت بھی کو سکتا ہے۔  
”ہاں۔ آپ یہ تعلق ہمیں پر آمد ہے میں ہی کھڑے کھڑے بنا پڑے  
گایا آپ ہمیں ڈرائیور مکے صوفے پر بیٹھنے کی اجازت دیں  
گے۔“۔ عمران نے کارڈ کو جیب میں رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”آئتے“۔ یا قلت علی نے ہونٹ کا ٹٹے ہوئے کہا۔  
اور بھآمدے کی سائیڈ میں بننے ہوئے کھڑے کے دروانے  
کی طرف چل پڑا۔ یہ ڈرائیور مکم تھا۔

”تشریف رکھئے“۔ یا قلت علی نے بڑے طنز پر سے  
بیچے میں صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس  
طرح صوفے پر بیٹھ گیا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی صوفے پر بیٹھ رہا ہو۔  
”جی اب فرمائیے“۔ یا قلت علی نے انتہائی خشک لمحے  
میں کہا۔

”یعنی آپ ہمیں چائے دغیرہ بھی نہ پوچھیں گے۔ کمال ہے۔  
یہ تو کم از کم آداب میزبانی کے خلاف بات ہے“۔ عمران  
نے مسکرا تے ہوئے کہا۔

”آپ پہلے یہاں تشریف لانے کا مقصد بتائیے۔ میرے  
پاس فالتو وقت نہیں ہے۔“۔ یا قلت علی کا لمحہ یک لخت  
پہلے سے زیادہ خشک ہو گیا۔

”ہیسے آپ کی مرضی۔ میں نے تو سوچا تھا۔ چلو چائے دغیرہ  
پر بات کی جائے۔ یکن ہو سکتا ہے آپ کی تشویح افسوں خرچی کی

آئے ہیں۔ کاموں کے گھبٹ پر تو کسی غیر متعلق آدمی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ — یا قلت علی داقعی دقتی طور پر بے حد الجھ خیا تھا۔ اس کا چہرہ بتار پا تھا کہ وہ بُری طرح نپح ہو چکا ہے۔ ہیں نے پچھے پچھے لئے ہے۔ — عمران نے اسی طرح سادہ سے ہیچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا کوئی بچہ نہیں ہے۔" — یا قلت علی نے اس طرح جواب دیا جیسے عمران کے سر پر لٹھ مار رہا ہو۔ "اوہ۔" — دیری سورجی۔ اپھا میں تو دعا ہی کر سکتا ہوں اور حضور کر دیں گا۔ کہتے ہیں خلوص سے دعا کی جائے تو حضور پوری ہوئی ہے۔ بس سارا مندہ اسی خلوص کا ہے۔ بازار میں ملتا نہیں۔ جو آدمی جا کر دو چار کلو گز ہے۔ — عمران کی زبان چل پڑی۔ اور یا قلت علی اب ہوش دباۓ اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے کمبل یقین ہو گیا ہو کہ عمران داقعی پا گل ہے۔

اسی لمحے صدر والیں اندر داخل ہوا۔ اور بُری خاموشی سے واپس صوفی پہا کر پڑھ گیا۔

"کیا ہوا۔" — عمران نے چونک کر پوچھا۔ "ایک بھی تھا، ڈاؤن ہو گیا۔" — صدر نے بڑے سمجھیدہ ہیچے میں کہا۔ اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار اپھرا تھے۔ "کیا بکواسی سے۔" — عمران نے مسکرا تھے ہوئے کہا اور یا قلت علی پرداشت نہیں کر سکتا۔ پاٹکوں کو میری بھی کوہنی نظر آئی تھی۔ — یا قلت علی نے اس بار حلوق کے بل پچھے ہوئے کہا۔

اور تھکا کھاتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اپنی بیکم کو بلوا ہیئے۔ تاکہ اس کے سامنے بات کھل جائے۔" — عمران نے انتہائی سمجھیدہ ہیچے میں کہا۔ "بیکم کو۔" — لیکن بیکم تو بگول سمیت اپنے میکے گئی ہوئیں میکن آپ میں کون۔ کیا چاہتے ہیں۔" — یا قلت علی اب بُری طرح الجھ گیا تھا۔

"صفدر۔" — تم جا کر کار میں ٹھیکو۔ میں ذرا یا قلت علی صاحب سے ایک ہر دانہ بات کر لوں۔" — عمران نے صدر سے ہناظب ہو کر کہا۔

اور صدر مسکرا تا ہوا اٹھا اور ڈرائیگرڈم سے باہر نکل گیا۔

"آپ کے کہتے پچھے ہیں۔" — عمران نے صدر کے جانے ہی پڑے مٹھن ہیئے میں پوچھا۔

"کیا بکواسی سے آپ میں کون۔" — یا قلت علی ایک جھٹکے سے الٹکھڑا ہوا۔ اب شادہ بات اسی کی پرداشت سے باہر ہو رہی تھی۔

"ارے۔ آپ تو اس طرح گھرا گئے ہیں جیسے میرالعمر خاندانی منصوبہ بندی والوں سے ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔" — عمران نے مسکرا تھے ہوئے کہا اور یا قلت علی ہوش کاٹھا ہوا دبارہ صوفی پر پڑھ گیا۔

خدا کے سلئے آپ کھل کر بات ٹھریں۔ آپ کون ہیں اور کون

کے ایجنت ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے تم نے کسی انسانی مجبوری کی وجہ سے یہ غداری کی ہو۔ اور اگر واقعی ایسا ہے تو تم غدار ہونے کے باوجود قابل معافی ہو سکتے ہو۔ تم پورا حم بھی کیا جاسکتا ہے کہ تمہیں صرف نوکری سے جواب دے دیا جائے۔ درد نہ تم جانتے ہو کہ غدار کی کیا سزا ہوتی ہے۔ عمران نے اسی طرح سخت لمحے میں کہہ کر کہنا شروع کیا۔

”نہیں نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں غدار نہیں ہوں۔ میرا ریکارڈ دیکھو میں نے کبھی خداری نہیں کی۔“ یا قات علی نے جواب دیا۔ اور اس کا جسم یک لخت تھا۔

”خبردار۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔“ عمران نے انتہائی غصے لھے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں روalon نظر آئے لگا۔ ساتھ ہی صدر نے بھی برق رفتار می سے روalon نکال لیا تھا۔ اور یا قات علی کا تنہ ہوا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کا چہرہ زرد پڑھکا تھا۔

”مم۔“ میں بھاگ نہیں رہا تھا۔“ اس نے ہکلا تے ہوئے کہا۔

”صدر۔ تم دروازے پر کھڑو۔“ عمران نے تیز لمحے میں کہا۔ اور صدر بوجو دروازے دالی سایہ پر بیٹھا تھا۔ یک لخت اچھلا اور ایک لمحے میں دروازے پر کھڑا ہو گیا۔

”مم۔“ میں دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ رحم کرد۔ رحم کرد۔ لمحے بجا لو۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ ادھ کا ڈسکسٹ میں نے اس کا انجام

”المیمان سے بیٹھو لیا قات علی۔ زیادہ چھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے۔“ عمران نے یک لخت غذا تے ہوئے کہا۔ اس کا الجہ ایسا تھا کہ یا قات علی اس طرح سہم گیا جیسے اٹدھے کی پہنکار سن کر پرندے سہم جلتے ہیں۔

”مم۔“ مگر۔۔۔۔۔ یا قات علی نے کچھ کہنا چاہا۔

”آبدوز میں تم نے کیا فنی خواہی پیدا کی تھی۔“ عمران نے خشک لمحے میں پوچھا۔ اور یا قات علی اس طرح چونک پڑا جیسے اس کے پیروں میں بھٹ پڑا ہو۔

”کی۔“ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ یا قات علی نے بوکھلا تے ہوئے لمحے میں کہا۔

”سن۔ تمہاری بیوی میکے گئی ہوئی ہے۔ ملازم کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ اس لئے تمہاری چینیں چاہئے کتنی بھی بلند ہوں تمہاری مدد کے لئے کوئی نہیں آ سکتا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشمہ علیحدہ کر دیا جائے تو اور بات ہے درد سیدھی طرح میرے سوالوں کا جواب دے دو۔“ عمران کا الجہ اس قدر سخت تھا کہ پاس نیٹھے ہوئے صدر نے بھی بے اختیار جھر جھری لی۔

”مم۔“ مگر آپ کون ہیں؟“ یا قات علی کی حالت واقعی خراب ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھیں خود سے بھٹ گئی تھیں۔ اور جسم اب نہایاں طور پر کاپنے لگ گیا تھا۔

”تم موت کے نمائندے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم کافرستان

اس نے ایک ہوٹل میں میری دعوت کی۔ اور وہاں اس نے میری ایسی تصویریں حاصل کر لیں کہ اگر وہ تصویریں سامنے آ جاتیں تو میرے پاس سوائے خود کشی کے اور چارہ نہ ہوتا۔ اس نے مجھے بیک میل کیا۔ اس نے ان تصویروں کے بدلے میں مجھے سے مطالبہ کیا کہ میں ایسی آبدوز کی لیکن لاوجی کی تفصیلات اسے مہیا کرو۔ لیکن میں نے اسے بتایا کہ ایسا کون میرے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ آبدوز کی مشینری مکمل طور پر سیلہ ہوتی ہے۔ اور میں اسے کھول کر لیکن لاوجی کی تفصیلات چیک نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کا اصرار جاری رہا۔ اس نے مجھے دھمکیاں دیں۔ لیکن میں مجبور تھا۔ میں چاہتا بھی تو ایسا نہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد اس نے مجھے ایک اور آفر کی۔ کہ میں آبدوز کو انغو ہونے میں مدد دو۔ لیکن میں ایسا بھی نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ آبدوز کا مکمل کنٹرول کیپشن کے پاس ہوتا ہے۔ میرے بس میں نہیں ہوتا میرا کام تو اس کی مشینری کی نگرانی ہوتی ہے۔ پھر اس نے مجھے ایک روز زبردستی شر اپ پلا کرہ مجھے سے یہ معلوم کر لیا کہ آبدوز ایک خفیہ مشن پر کا فرستاں کی بھری سرحد کے قریب جا رہی ہے۔ اس پر اس نے مجھے ایک اور آفر کی۔ کہ میں آبدوز میں ایسی فنی خرابی پیدا کر دوں کہ آبدوز ہر دم کے قریب جام خاندان ہمیشہ کے لئے ذیل دخوار ہو کر رہ جائے گا۔ اور پھر نے پھکن کر تھے ہوئے کہا۔

اُج سے ایک ماہ پہلے ایک تقریب میں ایک آدمی مجھے ملا۔ وہ ہیروں کا سمجھ رہتا۔ اس نے میری جو ہی کو انتہائی قیمتی ہیروں کا ہمارے تھے میں دیا۔ اور پھر میری اس سے دستی بڑھ گئی۔ اور پھر

سچ لیا ہوتا۔ ادا کا کش۔ — یا قلت علی نے یک لخت دنوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر سچکیاں لیتے ہوئے کہا۔ اس کا پورا جسم اب بُھی طرح کا نہیں لگا تھا۔ بہر حال وہ کوئی سیکرٹ ایجنت نہ تھا۔ ایک انجینئر تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اس کی قوت مدافعت اس قدر نہ تھی کہ اتنا دباؤ بُردہ داشت کر سکتا۔

سنو یا قلت علی۔ اگر تم واقعی سچ پسح بتا دو گے تو تم پورا کیا جا سکتا ہے..... — عمران کا بُردہ دا قعنی بے پناہ سخت تھا۔

”میں بتا دوں گا۔ سب کچھ بتا دوں گا“ — یا قلت علی نے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

اب اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اس نے دا قعنی صورت حال سے سمجھو تھے کہ لیا ہو۔

”تو بتا د۔ لیکن یاد رکھنا کہ تمہارے ساری باتیں میں ایک لفظ بھی جھوٹا نکلا تو پھر تمہارا حشر انتہائی عبرت ناک ہو گا۔ تمہیں چورا ہے پہ پھانسی دی جا سکتی ہے۔ اس حالت میں کہ تمہارے لئے گے میں کارڈ لٹکا ہوا ہو گا کہ تم ملک کے غدار ہو۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارا پورا خاندان ہمیشہ کے لئے ذیل دخوار ہو کر رہ جائے گا۔ — عمران

"بتابہ" — عمران نے چوکھی گولی چلائی اور دیساںی زخم یا قات علی کے دوسرے گال پر بندودار ہو گیا۔ عمران کا نشانہ داقتی ہیرت انگریز تھا۔

"میں نے بھی سکس مشین کی انونٹری گرپ دیں سمندر کی تہہ میں گردی ہے۔ وہ ہی چاہتے تھے" — یا قات علی نے بڑیاں انداز میں ہیچنے شروع کیا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو" — عمران یا قات علی کی بات سن کر اس سب سی طرح اچھلا جسے اس کے جسم کو بہزادوں دو لیٹچ کا کرنٹ لگ گیا تو۔ اس کی آنکھیں ہیرت اور خوف سے پھیل گئی تھیں۔

"ہاں ہاں — میں نے انہیں دے دی۔ وہ ہی چاہتے تھے۔ ہاں میں نے انہیں دے دی" — یا قات علی نے صوفی پر تڑ پتے ہوئے کہا۔

"کس طرح — کس طرح دی۔ تفصیل بتاؤ" — عمران نے یک لخت آگے بڑھ کر یا قات علی کے گھے میں انگلیاں گھیرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور یا قات علی کا جسم پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح پھر کرنے لگا۔

"انہوں نے مجھے ریڈ کاشن سکنل دے دیا تھا۔ میں نے انونٹری گرپ کے چیچ ڈیھلے کر دیتے تھے۔ جب ریڈ سکنل ہوا تو میں نے آبہ وزد کا آسیجن والو کھول دیا اور آبہ میں بیٹھ گئی۔ سب انگریز ایسین مشینری کو چکی کرنے میں مصروف ہیچ پڑا۔

ہوتے ہیں۔ اس نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے آبہ دز کی مسیزی کا فرستان کی سرحد پر جام کرنا کی تو وہ میری تصویریں منظر عام پر آئے گا۔ یہکن میں مجبور تھا۔ کچھ نہ کر سکتا تھا، البتہ میری قسمت اپنی کہ آبہ دز میں خود بخود ایک فنی خرابی ہو گئی اور آبہ دز ایک گھنٹے تک دکی ہی۔ اس طرح وہ آدمی سمجھے گا کہ میں نے اس کے حکم کی تعامل کی ہے۔ بس میرا یہی قصور ہے۔ اسے تم غداری کہہ از بیا ہو مرضی آئے کہہ لو۔ — یا قات علی نے کہا۔

"تم نے اپنے لئے رحم کی گنجائش ختم کر دی ہے یا قات علی اب پچ میں تم سے الگوادل گا" — عمران نے کہا۔ اور دوسرا لمحے ایک دھماکے کے ساتھ ہی یا قات علی

تیخ مار کر صوفی پر گواہ اور پھر جھکئے سے انھوں کو اس نے اپنے کان کے آڈھے اڑھے ہوئے ہے پر ہاتھ رکھ لیا۔ اسی لمحے دوسرا دھماکہ ہوا اور یا قات علی ایک بار پھر تیخ پڑا۔ اس بار اس کا دوسرا آڈھا کان غائب ہو چکا تھا، اب دونوں کانوں سے خون نکلی رہا تھا۔ یا قات علی کا پھرہ خوف سے مسخ ہو چکا تھا۔

"بوو — اصل بات بتاؤ" — عمران نے غلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیسری گولی چلا دی۔ اور اس بار گولی اس کے گال سے رکھ کھاتی ہوئی اس طرح گزری کے گال پر ایک لمبا زخم پھوڑ گئی۔

"جب — بب — بتاتا ہوں" — یا قات علی یک لخت

میں گولیاں آتار رہا ہو۔ دروازے پر کھڑا صفتہ بھی عمران کا چہرہ  
دیکھ کر بے اختیار کا نپ اٹھا۔

"چلو صفتہ" — عمران نے خالی ریو الور جب میں ڈالا۔  
اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کا چہرہ اب بھی  
غصے سے انتہائی صرخ ہوا تھا۔ اور وہ بار بار ہونٹ کاٹ رہا  
تھا۔ اور صفتہ ناموشتی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

ہو گئے۔ میں نے گپ کھول کر اسے تار پیدا ڈھنل میں ڈال کر میں  
دیا دیا۔ اور گپ یعنی تہہ میں موجود ریت میں دھنس گئی۔ پھر  
جب والوں کی دیا گیا تو آبہ ذریعہ ہو گئی اور واپس آگئی۔  
یا قات علی نے عمران کی گفت میں بُری طرح پھٹکتے ہوئے رک  
رک کر تفصیل تسانی۔

"گپ کی جگہ کیا لگایا تم نے" — عمران نے چھینتے ہوئے  
پوچھا۔

"پچھہ نہیں۔ وہ باکس خالی ہے۔ میں اب کافرستان چلا جاؤں  
گا۔ میں پاکیشیا سے چلا جاؤں گا۔ پاکیشیا "اول نے میرے  
ساتھ الفعاف نہیں کیا۔ مجھے ترقی دینے کی بجائے ایک سفارش  
کو ترقی دے دی گئی۔ حالانکہ میرا حق تھا۔ میں نے گپ دے  
دی۔ اب میں کافرستان چلا جاؤں گا" — یا قات علی اب  
ذہنی طور پر داقعی پا گل ہو چکا تھا۔

"تم اب کافرستان کی بجائے قبرستان جاؤ گے۔ تم نے  
صرف ترقی نہ ملنے پر پاکیشیا کے ساتھ اتنی بُری شماری کی  
لخت سے تم پہ" — عمران نے غزتے ہوئے کہا۔ اور  
ایک جھکلے سے اُسے صوفی پہ چینکا۔ اور دوسرا ملح کہہ  
گوئی کے دھماکوں اور یا قات علی کی چجنوں سے گونج اٹھا  
عمران سنجھ میں موجود باقی تمام گولیاں انتہائی نفرت آمیز  
انہیں لیا۔ لیا۔ لیا۔ کے سنبھلے میں آتار دی تھیں۔ اس کا انداز  
ایسا تھا جیسے دو کسی انسان کی بجائے کسی پا گل کرنے کے جسم

انہتائی اہمیت رکھتا ہے۔ — شاگل نے بڑے خوشامدانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بڑا۔ تم صحیح سمجھئے جو۔ یہ بہت گہرا کھیل ہے۔ اور ان کھیل میں کامیابی کافرستان کو ایسی عظمت دے گی کہ پاکیشیا صدیوں تک ان کی برا بری کا دعویٰ نہ کر سکے گا۔ اور میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ یہ کھیل اب آخری مرحلے پر پہنچ گیا ہے۔ اور اب تمہاری ضرورت پڑی ہے۔ — وزیر اعظم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ سر۔ — میں کافرستان کی خاطر اپنے خون کا آغزی قطرہ بکھرا دینا باعث فخر سمجھوں گا سر۔ — شاگل نے جواب دیا۔

”گھر۔ — تمہارا یہ جذبہ قابل فخر ہے۔ اب محض طور پر اس سارے کھیل کا پس منظر سمجھو۔ ورنما کہ تمہیں اپنا کہدار ادا کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ — وزیر اعظم نے میرز کے کنارے پر چھے مختلف بیٹوں کے پینل میں سے سرخ زنگ کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔ اسی بٹن کے پولیس ہوتے ہی وزیر اعظم کے دفتر کا مخصوص حفاظتی نظام آن جو گیا تھا۔ اور اب یہاں ہونے والی کوئی بات کسی طرح بھی باہر سے نہ جا سکتی تھی۔

”یہ سر۔ — شاگل نے تجسس بھرے بچے میں کہا۔ ”سنو۔ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ایک اہم دفاعی معاملہ ہونے والا ہے۔ اس دفاعی معاملے کی اہمیت یہ ہے

شاگل نے بڑے مودبادا نہ انداز میں میرز کے پیچھے بیٹھے ہوئے کافرستان کے وزیر اعظم کو سلوٹ کیا۔ اور پھر اٹشن ہو کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھو شاگل۔ — وزیر اعظم نے قدرے بے تعلقانہ ہے میں کہا۔

”تھینک یو سر۔ — شاگل نے جواب دیا۔ اور میرز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر مودبادا نہ انداز میں بیٹھا گیا۔

”تم نے یقیناً یہ سوچا ہو گا کہ میں ذاتی طور پر اس سارے معاملے میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہا ہوں۔ — وزیر اعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سر، آپ کافرستان جیسے عظیم ملک کے عظیم رہنماؤں میں آپ کی دلچسپی بتا رہی ہے کہ یہ معاملہ کافرستان کی عظمت کے لئے

کے متعلق تفصیلات فون پر مجھے بتا دیں۔ اب چونکہ فائل ہمارے پاس پہنچ چکی تھی، اس لئے ہم نے اعلیٰ انجینئرز کی میٹنگ بلاکر اس پر تفصیلی غور فکر کرنا چاہا۔ تاکہ اگر ہو سکے تو اس کی اصل مشکل اوجی کو بھی ٹوپیں کر دیا جائے۔ لیکن اس فائل سے یہ مقصد حل نہ ہو سکا۔ اور چیف انجینئر نگ منیجمن نے مجھے فون پر اس کی اطلاع دی کہ ٹیکنا اوجی معلوم کرنے کے لئے آبدوز کا اغوا کیا جانا ضروری تھا۔ لیکن ایسا ناممکن تھا۔ ایک تو ہمارے پاس ایسی مشینزی نہ تھی۔ جس سے اس آبدوز پر خابو پایا جا سکے۔ دوسرا اس سے تھی۔ پاکیشیا کا فرستان اور شوگران کے درمیان کھلی جنگ بھی جھڑ کتی تھی۔ جو ہم نہ چاہتے تھے۔ کیونکہ اس طرح یہ معاہدہ فوری طور پر مکمل ہو جاتا۔ بہر حال ہمارے انجینئرز بلاک کر دیتے گئے۔ اور بقول تمہارے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارلن ایجنٹ وہ فائل واپس لے گئے۔ ویسے بھی اب یہ فائل ہمارے لئے بے کار ہو چکی تھی۔ ٹنل کی پاور ہمیں معلوم ہو چکی تھی۔ ایکس تھری ٹھری کا فرستان سرحد کے پاس موجود تھی۔ کہ اچانک اسے داپسی کا حکم ملا۔ اس پر ملٹری انٹلی جنس والے فوری حکمت میں آتھے۔ آبدوز کے چیف انجینئر کو ریڈ سکنل دے دیا گیا۔ اور اس نے واپس جاتی ہوئی آبدوز میں فنی خرابی پیدا کر کے لے سمندر کی تہہ میں بٹھایا اور پھر اس کی اہم ترین جنگی مشین کا اڑوانی۔ ہمارا مقصد صرف اتنا تھا کہ اس سے ہم یہ چیک کر سکیں کہ اس کے تاریخی ٹنل کی اصل پادہ کیا ہے۔ تم نے یہ فائل ازالی اور ہمارے نیوی کے چیف انجینئر نے یہ فائل لئے ہی اس پاور

کہ شوگران پاکیشیا کو اپنی جدید ٹکنیکا بوجی پرمبنی جنگی مشینزی دے کا اور اگر یہ معاہدہ ہو گیا تو پاکیشیا اس سارے علاقوں کی بہت زیاد طاقت بیجنے گا۔ اس معاہدے کے لئے شوگران کے صدر پاکیشا آنے والے ہیں۔ ہم دیے تو اس معاہدے کے وجود میں آنے سے نہیں روک سکتے۔ اس لئے ہم نے اس معاہدے کو روکنے کے لئے ایک سکیم تیار کی ہے۔ اس سکیم کے مطابق ہم نے شوگران کی پاکیشیا کو دی ہوئی آبدوز ایکس تھری ٹھری کے ایک اتم ترین پریزے کو اڑانے کی سکیم تیار کی۔ چنانچہ ہمارے ملٹری انٹلی ٹھری کے ایجنٹوں نے کام شروع کیا اور ہم نے پاکیشیا نیوی کے اعلیٰ حکام تک یہ خبری پہنچائیں کہ کافرستانی سرحد میں ایک انتہائی اہم ترین اور جدید ترین بارددھی سرگزی موجود ہیں جن کی مدد سے پاکیشیا کی بحربی کو یہاں سے مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں یقین تھا کہ ان خبروں کے ملتے ہی پاکیشیا نیوی کے اعلیٰ حکام اس آبدوز ایکس تھری ٹھری کو کافرستانی حدود میں ان بارددھی سرگزیوں کی چیکنگ کے لئے بھجوں گے۔ اور ہم نے ایکس تھری ٹھری کے چیف انجینئر یا قافت علی کو بھی خرید لیا۔ لیکن باقی عملہ چونکہ خوبیہ اند جاسکتا تھا۔ اس لئے ہم نے ایک اور سکیم تیار کی کہ تمہارے ذریعے پاکیشیا سے ایکس تھری ٹھری کی خفیہ فائل اڑوانی۔ ہمارا مقصد صرف اتنا تھا کہ اس سے ہم یہ چیک کر سکیں کہ اس کے تاریخی ٹنل کی اصل پادہ کیا ہے۔ تم نے یہ فائل ازالی اور ہمارے نیوی کے چیف انجینئر نے یہ فائل لئے ہی اس پاور

"ناہنس۔ ابھی تو اس سارے کھیل کا صرف ایک مرحلہ طے ہوا ہے۔ یہ پر زہ ایسا ہے کہ اگر اسے کھو لاجائے تو یہ یکسر بیکار ہو جائے گا۔ اس لئے یہ ہمارے یا کسی اور کے کام کا نہیں ہے۔ لیکن اس سے پاکیشیا کو صرف اتنا لقصمان ہو سکتا ہے۔ کہ آبہ وزیر کی ایمیٹی صلاحیت بے کار ہو جائے گی۔ اور بس۔" دزیرِ اعظم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ سہ۔ یہ سر۔" — شاگل نے اثبات پر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب اس کا دوسرا مرحلہ ہے۔ شوگران کا حصہ رپاکیشیا کے دورے کے دوران اپنی اس آبہ وزیر میں بھی جائے گا۔ اس کا مقصد یہ دیکھتا ہے کہ پاکیشیا کے آدمیوں میں شوگران کی اس اعلیٰ ترین فیکنابوجی کو استعمال کرنے کی کس قدر صلاحیت ہے۔ اس کے ساتھ شوگران کے ماہرین کا وفد بھی ہو گا۔ اور پھر پاکیشیا والے اس آبہ وزیر کو ان کے سامنے آپریٹ کریں گے۔ اور ان کی رپورٹ پڑی اس معاملے کی کامیابی یا ناکامی کا انعام ہو گا۔ اگر پاکیشیا والوں نے اپنی صلاحیت ثابت کر دی۔ تو شوگران معاملے سے میں ایسی اعلیٰ ٹیکنالوجی کی جنگی مشینیں شامل کرے گا درہ نہیں۔ اب اس گروپ کے بغیر زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ آبہ وزیر کی ٹیکنالوجی کم نہ کرے گی۔ اور پھر انہیں پتہ لگ جائے گا کہ گروپ پوری کمی میں اور اس کا یہ نتیجہ بھی ہو سکتا ہے کہ فوری طور پر شوگران سے مقابل گروپ منکرو اکر اس سے میں ذمہ کر دی جائے اور پھر

کے ذریعے سمندر کی تہہ میں پر لیس کر دی اور پھر یہ آبہ دزد اپس چلی گئی۔ اس چیف انجینئر کا کام چونکہ ختم ہو چکا تھا۔ اس نے اس کے قتل کے آزاد رہنے والے دیتے۔ اور ابھی تمہارے آنے سے چند لمحے پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس کی ریاست گاہ پر قتل کر دیا گیا ہے۔ بھارے غوطہ خودوں نے آبہ وزیر کے جانے کے بعد اس جگہ سے پر زہ داپس حاصل کرنا تھا۔ اور ظاہر ہے اس کے لئے تاریخی دشمن پشمنگ پادر کا علم ہوتا تھا۔ بنجانے یہ پادر کتنی بھتی۔ اور پر زہ کتنی تھی جھرائی میں اتر گیا تھا۔ لیکن چونکہ فائل سے ہمیں پادر کا صحیح علم ہو گیا تھا اس لئے ہم نے تھی کی جھرائی سے۔ وہ پر زہ صحیح سلامت حاصل کر لیا۔" — دزیرِ اعظم نے طویل تقریب کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ رک گئے جیسے بولتے بولتے تھا۔

"یہ سہ۔ یہ سر۔" — شاگل نے بڑے مود باز انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا سمجھتے ہو۔" — دزیرِ اعظم نے چونک کر پوچھا۔

"یہ سہ۔ کہ وہ آبہ دزد کا اہم ترین پر زہ ہمیں مل گیا ہے۔"

"تو پھر اس سے دفاعی معاملہ کئے رک سکے گا۔" — دزیرِ اعظم شاید اس کا امتحان یعنی پریمیل گئے تھے۔

"نم۔ — نم۔ — سر۔ کیا بتا سکتا ہوں۔" — شاگل بڑی طرح گڑا بڑا گیا۔

"یکن سے یہ تو سال تا تکنیکوں کا مام ہے۔" — شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہ "تو کیا تم ہمیں اتفاق بھتے ہو۔ کہ جیس اسے ۵ ملک نہیں ہے۔ سنو تم نے یہ گرپ صرف اس درکشناپ میں موجود ایسا خاص آدمی تک پہنچانی ہے۔ وہ ہمارا آدمی ہے۔ اسے فٹ وہ کرے ۵۔" دزیں اعظم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں تیار ہوں سر۔ لیکن سر ایسا بات یہ ہی سمجھیں نہیں آئی۔" — شاگل نے کہا۔

"وہ کون سی بات ہے۔" — دزیں اعظم نے پنک اور پانچا "سر۔ جنرل چینگ میں انہیں بہ حال یہ معلوم ہو جاتے ہو کہ یہ گرپ نقلی ہے۔" — شاگل نے دا قعی ذہانت آمیز بات کی بھتی۔ لیکن دزیں اعظم اس کی بات سن کر مسکرا دیے۔

"تم دا قعی ذہین آدمی ہو۔ اور مجھے خوشی ہے کہ کافرستانی سیکڑ سرس کا چیفت ذہین آدمی ہے۔ لیکن تمہیں آبدوز کی جنرل چینگ کی تکنیکی انداز کی تفہیصلات کا علم نہیں اس لئے تمہارے ذہن میں یہ سوال ابھرا ہے۔ نقلی گرپ بالکل اصل گرپ کی طرح ہو گئی اور اپنا ہر ہو بہو دیسی ہی۔ پاہستے بالکل وہی ایجنسی کے پاس ہوں۔" — اس لئے میں نے یہ دسکنہ اٹھا۔

— اور جنرل چینگ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس آبدوز کی ایٹھی مشینری کو چلا کر دیکھیں گے وہ صرف اس قدر چیک کریں گے کہ آبدوز میں ہر چیز موجود ہے یا نہیں۔ اس لئے بس اس گرپ کی موجودگی سے ہی وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ — دزیں اعظم نے کہا۔

صلحیتوں کا امتحان ہو جائے۔ اس لئے ہم نے یہ پلان بنایا ہے کہ اس گرپ کی جگہ ہمارے ماہرین کا تیار کردہ ایسا پروزہ فٹ کر دیا جائے۔ جس سے آبہ دز کی مشینری کی ٹھیکنا لوگی میں گٹ بٹھ ہو جائے۔ وہ کام تو کرے۔ لیکن ظاہر ہے اصل گرپ کی بھلی نقلی گرپ ہونے کی وجہ سے وہ سہرا سر غلط کام کرے گی۔ دوسرے لفظوں میں اس کا نظام حرکت تو کرے کہ لیکن صحیح کام نہ کرے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ شوگران کے ماہرین اور صدر لامحالہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پاکیشیاکے ماہرین اس ٹھیکنا لوگی کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس طرح دفاعی معاهدہ میں یہ شق شامل نہ ہو سکے جگی۔ ہمارے مطہری ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ آبہ دز جنرل چینگ کے لئے پیش درکشناپ میں ایک اور روز تک پہنچ جائے گی اور ظاہر ہے دہائی سے اس گرپ کی عدم موجودگی کا فوری پتہ چل جائے گا۔ اس لئے اب یہ گرپ ہر صورت میں آبہ دز تک پہنچانی ہے۔ دیسے تو یہ کام ہمارے مطہری ایجنسی بھی کوئی کر سکتے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کے متعلق کوئی معلومات پاکیشیا مطہری ایجنسی کے پاس ہوں۔ اس لئے میں نے یہ دسکنہ اٹھا کا فیصلہ کیا ہے۔ اور چونکہ تم سیکڑ سرس کے چیفت ہو۔ اس لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ کہ تم خود یہ گرپ پاکیشی پہنچاؤ گے۔ تمہاری مددالجۃ مطہری ایجنسی کوئی سُن۔ — دزیں اعظم نے کہا۔

"یہ سے — سوری سر اب میں بھجو گیا سر" — شاگل نے  
فوراً اسی جواب دیا۔  
"تم خاک بھی نہیں بجھے کیا سمجھتے ہو" — دزیر اعظم کا فحصہ ابھی  
باتی تھا۔

"یہ سر کہ نقلی گوب آبدوز میں فٹ ہو جائے گی۔ اور جب  
..... — شاگل نے جلدی کہنا شروع کیا جیسے پچھے  
استاد کو رٹا ہوا سبق سنا تے ہیں۔

"ناشنس — مجھے معلوم ہے کہ تم — کیا کہنا چاہتے ہو۔  
یکن تمہیں اصل پوائنٹ کا علم ہی نہیں ہے۔ یہ گوب ایک مخصوص  
سکنل سے اٹھیک ٹیکناوجی کو حوت میں لاسکتی ہے وہ نہیں۔ اور  
یہ سکنل — صرف مکاں کا صردے سے سکتا ہے۔ اور وہ گوب کا  
مخصوص سکنل ہوتا ہے۔ ظاہر ہے جب شوگران کا صدر اس آبدوز میں  
ہنچے گا۔ تو پاکیشیا کا صدر یہ سکنل دے کر اس گوب کی مخصوص لائی  
کو آن کرے گا اور پھر شوگران کا صدر پاکیشیا داول کی صلاحیتیں  
دیکھے گا۔ اب چونکہ اصل گوب دنال موجود ہی نہ ہو گی۔ اس لئے  
پاکیشیا کے سکنل دینے کے باوجود نقلی گوب اصل کام نہ کرے  
گی اور سارا کیا کرایا کھیل ایک ایک لمحے میں ختم ہو جائے گا" — دزیر  
اعظم نے ہوشٹ پچھاتے ہوئے کہا۔ اور یہ نیا پہلوں کو شاگل داقعی  
بُری طرح پوچنک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ سر۔ مجھے ان سکنل کی تفصیلات کا تو عہم نہیں ہے سر  
تو پھر یہ سب یہ کسے ہو گا" — شاگل نے پریشان ہجے ہیں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے سر۔ تو پھر اتنا لمبا کھیل کیھلے جانے کی کیا فضول  
نہیں۔ وہ چھٹ انجینئر دیس پاکیشیا میں ہی وہ گوب نکال کر نقلی گوب ڈال  
سکتا تھا" — شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مجھے شاید اپنا پہلا ریمارک واپس لینا پڑے گا۔ تم انتہائی  
احمق آدمی ہو رہتا ہاری کھوپڑی میں عقل کی ایک رہنمی موجود نہیں  
ہے" — دزیر اعظم نے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا۔

اور شاگل نے باوجود سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کے اس  
طرح سر جھکا لیا جیسے وہ سیکرٹ سروس کے چیف کی بجائے کوئی  
پہنچا سی قسم کا آدمی ہو جو صاحب کی جھنڈیاں سنتے ہی سر جھکا لیتا ہے۔  
"ستوا احمد آدمی۔ پاکیشیا والے اس آبدوز کی انتہائی کوڈی  
نگرانی کرتے ہیں وہاں سے کوئی پھر نکال کر لے آنا ممکن ہے۔ یہ  
گوب صرف اس دوران وہاں پہنچائی جا سکتی ہے۔ جب کہ آبدوز  
جنرل چینینگ کے لئے پیش و رکشا پ میں ہوا۔ اور میرے الفاظ  
غور سے ان لو پہنچائی جا سکتی ہے۔ وہاں سے نکالی نہیں جا سکتی۔ ان  
دونوں میں بے پناہ فرق ہے۔ اس لئے ایسا راستے میں کیا گیا۔ اور  
دوسری بات یہ کہ نقلی گوب اصل گوب کو سامنے رکھے بغرنہیں بنانے  
جا سکتی تھتی۔ اور اس کے لئے ہمارے ماہرین کو کم اذکم بارہ گھنٹے چاہیں  
تھے اور بارہ گھنٹے ہمیں اسی صورت میں مل سکتے ہیں کہ آبدوز راستے میں  
ہو۔ اور واپسی کے فوراً بعد اسے دوسرے مشی پر بھیجنے کی بجائے درکشاپ  
میں بھیج دیا جائے" — دزیر اعظم نے داشتوں سے ہوشٹ کا۔

ہے۔ لیکن یہ شق صرف ہم نے ڈسکشن ادین کرنے کے لئے کی ہے۔ اس کی ڈسکشن ادین سونے سے ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ دیس شامل کون آدمی اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور اس کے بعد تمہارا کام کہ تھم اس آدمی کو انوکر کے اس کی جگہ اپنا سیکرت ایجنسٹ لے آؤ۔ جو اس دند کا آدمی بن کر واپس جائے گا اور پھر اس کا کام دہل جا کر یہ ہو گا کہ وہ ہمیں اس سارے پھر دگام کی پوری تفصیل بتاتے ہو۔ اور اس تفصیل کے مطابق ہم اپنا آئندہ لائچہ عمل طے کریں گے۔ اور یعنی اس لمحے جب کہ پاکیشیا کا صدر مخصوص سکنل دے جا۔ کافستان سے بھی نقلی گرب پ کی مخصوص لائن کو آن کرنے کے لئے ریڈ یو سکنل دے دیا جاتے ہو اور نقلی گرب جس میں اس ریڈ یو سکنل کے آپریٹ ہونے کی گنجائش رکھ دی جاتی ہے کام شروع کر دے گی۔ اس طرح پاکیشیا والوں کو بالکل شک نہ پڑ کے گا کہ یہ گرب اصل ہے یا نقل دہا اسے اصل سمجھیں گے کیونکہ وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ گرب پاکیشیا کے صدر کے مخصوص سکنل سے آن ہوئی ہے۔ اور پھر جب یہ کام صحیح نہ کمئے گی تو شوگران کے ماہرین اپنے صدر کو جو مشورہ دیں گے۔ اس کے مطابق شوگران کا صدر اس دفاعی معاهدے میں اعلیٰ لیکنابوجی کی حامل وارثتہ ہی شامل کرنے سے انکار کر دے گا۔ اور اس طرح یہاں اصل مقصد پورا ہو جائے گا۔ — وزیر اعظم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہ۔

”سر — ایک بات عرض کروں“ — شامل نے

”اس کے لئے ایک اور سکیم تیار کی گئی ہے۔ شوگران کا حصہ رکس وقت اور رکس دن آبوزیں پہنچے گا۔ اور رکس لمحے پاکیشیا کے حصہ کی طرف سے مخصوص سکشن دیا جائے گا۔ یہ سارا پروگرام حکومت شوگران اور حکومت پاکیشیا کے درمیان طے ہو چکا ہے اور پونکہ اس کا بواہ راست تعلق پاکیشیا کی سنٹرل انٹلی جنس سے ہے۔ اسی لئے سارے پروگرام کی تفصیلات کا علم پاکیشیا کی سنٹرل انٹلی جنس کو ہو گا۔ یہکعن ظاہر ہے یہ ثابت سمجھ کر ہے۔ اس لئے اس کو معلوم کرنے کے لئے ایک نئی سکیم تیار کی گئی ہے۔ اس سکیم کے مطابق حکومت کافستان اور حکومت پاکیشیا کے انٹلی جنس آفسروں کے درمیان جو رسمی میٹنگ ہونے والی ہے۔ اس میں پاکیشیا کے آفسروں کو شوگران کے لامبا جائے گا۔ اس بات کو ادپن کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اسے ایکنڈے میں رکھا جائے، پونکہ یہ میٹنگ اس بار کافستان میں ہونے والی ہے۔ اس لئے ہم نے اس میٹنگ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اور ہم نے ایکنڈے میں یہ شق رکھ دی ہے۔ کہ حکومت شوگران کے حصہ کے دورے کی تمام تفصیلات سے پاکیشیا حکومت کافستان کو بھی مطلع کرے۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"لیکن سر..... شاگل نے فوراً ہی کہنا چاہا۔  
"خاموش رہو۔ پہلے میری بات پوری طرح سن لو، تم جو کچھ کہنا  
چاہتے ہو۔ مجھے معلوم ہے۔ تم یہی کہنا چاہتے ہو کہ پاکیشیاں  
دلے کچھ بتانے سے انکار کر دیں گے۔ یہ بات ہمیں تھی معلوم

خیال ہے کہ وہ اسے بندگاہ پر کھڑے کھڑے آنکھ دیں گے۔ اس کے لئے انتہائی اقدامات کرنے جاری ہے جوں گے۔ — وزیر اعظم نے پھاٹ کھانے والے بچے میں کہا۔ اور شاگل نے ایک بار پھر اس طرح سر جھکایا۔ جیسے نالائق پسکے سبق یاد نہ ہونے پر شرمندگی سے سر جھکایتے ہیں۔

”اب تم مجھے بتاؤ کہ تم اس اتم تین مشن کے لئے کس ایجنسٹ کا نام تجویز کر دے گے۔ میرا مطلب ہے انگلی جنس میٹنگ والے مشن کے لئے۔ — وزیر اعظم نے کہا۔

”سر، یہ تو جس آدمی کی جگہ لئنے کا مقصد ہو گا۔ اس کے قدر تا اور جیسے کے مطابق ہی آدمی سیکٹ کرنا ہو گا۔ — شاگل نے جواب دیا۔

”گڈ۔ تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے۔ یہ جب میٹنگ ہو گی اس وقت دیکھا جائے گا۔ تم بھر حال یہ نقی کپ پہنچانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تمہیں آج رات ہی یہ مشن مکمل کرنا ہے۔ یہاں بلا کہ اس ساری تقریبی سانے کا مقصد ہی ہے کہ سہر چیز تمہارے علم میں ہو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ تم کس قدر اتم تین مشن پر کام کرنے چاہئے ہو۔ اور سنو۔ اگر تم سے کوئی غلطی یا کوتا ہی ہوئی۔ چاہئے دہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہوئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے سینے میں میں گن کا پورا بہست آتا دوں گا۔ — وزیر اعظم نے کہا۔

”آپ سر قطعاً بے فکر رہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ — شاگل نے فوراً ہی لمحے میں اعتماد پیدا کرتے ہوئے کہا۔

ڈرتے ڈرتے کہا۔ ”بولو کیا بات ہے۔ — وزیر اعظم نے جو میز کے کونے پر مکھے ہوئے پانی کے گلاس سے پانی پی۔ رہے تھے چونک کر پوچھا۔

”سر، کیا ہمارے آدمی پاکیشی میں کام کر کے یہ تفصیلات حاصل نہیں کر سکتے۔ — شاگل نے کہا۔

”ہاں کر سکتے ہیں۔ لیکن لا محالہ پاکیشی والوں کو شک پڑ سکتا ہے اور معمولی سماشک پڑتے ہی انہوں نے سارا پر و گرام فوری طور پر تبدیل کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے ایجنسٹ کو یہ پروگرام اخبار میں چھپا ہوا تو نہیں مل سکتا۔ اس کے لئے انہیں کچھ کہنا ہی پڑے گا۔ — وزیر اعظم نے جواب دیا۔

”یہ سر، میں سمجھ گیا سر۔ لیکن سر، اخبار میں یہ تولاد مانے گا کہ شوگران کے صدر کس وقت آبدوز کا معاملہ کریں گے۔ اس سے بھی کام چل سکتا ہے۔ — شاگل نے کہا۔

”مانس، الحق۔ تمہیں کس نے سیکرٹ سردار کا چیف بندا ہا۔ یہ انتہائی ٹارپ سیکرٹ مشن ہے۔ اسے اوپنہ نہیں کیا گا۔ شوگران میں ہمارے طرفی فارم ایجنسٹ نے بڑی جدوجہہ

کے بعد یہ سارا پر و گرام حاصل کیا ہے۔ اس آبدوز کو کسی خفیہ مقام لے جایا جائے گا اور شوگران کا صدر اس کے ماہرین اور پاکیشیا کے صدر اور اس کے ماہرین اس خفیہ مقام پر اس کو چیکٹ کریں گے۔ ایمک پیکنٹا بوجی کو حرکت میں لا یا جانا کوئی مذاقہ ہے، کیا تمہارا

عمران نے سیور کہیا۔ پہ رکھا تو اس کے چہرے پر اور زیادہ پریشانی کے آثار منودار ہو گئے۔ "اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک صورت حال ہے۔ ہمیں ہر صورت میں شوگران کے درے سے قبل انونٹری گپ کا فرستان سے واپس حاصل کرنی ہے۔" — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہ۔

" یہ انونٹری گپ ہے کیا پیز" — سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیدہ نے پوچھا۔ " یہ ایک مخصوص پر زہ ہے۔ جس سے آبہ وز کی ایک لیکنالوجی حرکت میں آتی ہے۔ اس کے بغیر وہ آبدوز بس ایک عام سی آبدوز بن کر رہ جائے گی۔" — عمران نے جواب دیا۔ " لیکن اس سے کافرستان والوں کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ اس میں

" او۔ کے دشیں لوگڑک۔ تم اب سے ٹھیک چار گھنٹوں بعد اشتہار خفیدہ طریقے سے راجیش جنگل میں موجود ریستوران کے کاؤنٹر پر پہنچ کر کاؤنٹر کلک سے صرف دل لفظ کہو گے۔ دیڈ دہسکی۔ اور کاؤنٹر کلک کر تمہیں ریستوران کے ایک کمرے کی جانبی دے گا۔ اور پھر وہاں سے تمہارا مشن شروع ہو جائے گا۔ وہاں ملٹری انسٹی جنس کے لوگ موجود ہوں گے۔ باقی تفصیلات تم ان سے خود طے کر دے گے۔ لیکن تمہارے اس خفینہ مشن کا صرف تمہاری ذات کے اور کسی کو علم نہیں ہونا ہے۔ حقیقی کہ تمہارے ہمیڈ کوارٹر کے کسی بھی آدمی کو اس کا علم نہ ہو گا۔ سمجھو گئے۔" — وزیراعظم نے کہا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے بُنؤں والے پیٹل کا سرخ بُٹن دوبارہ پریس کر دیا۔ اور شاگل اشارہ سمجھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک بار پھر سیلوٹ مارا۔ اور وزیراعظم کے سرملہ نے پمودہ مٹرا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرد فی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نے بھی اب تھے ہوئے ہیجے میں کہا۔  
”بہر حال کوئی بھی بات ہو۔ اصل انونٹری تو بہر حال ہم نے  
حاصل کرنی ہے۔ یہ تو ہمارے لئے چلنگ ہے۔“ — بیک زیر د  
نے سر ٹلانے ہوئے کہا۔

”لاؤ۔ وہ تو ہے۔ لیکن پس منظر میں کیسے جانے والے اصل  
کھیل کا بھی توبہتھے۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”ایک اور پوائنٹ بھی ہے کہ کافرستان والے انٹیلی جنس  
میٹنگ میں شوگران کے صدر کے دورے کی تفصیلات بھی حاصل  
کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اس کا اس انونٹری گرپ تو کوئی تعلق نہیں  
ہے۔“ — بیک زیر دنے کہا۔

”منظہر تو کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ اور نہ ہی اس طرح میٹنگ کے  
ذریعے وہ یہ تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر کم بھی لیں تو وہ  
اس سے کوئی فائدہ اس لئے نہیں اٹھا سکتے کہ یہ بات بین الاقوامی اصول  
کے خلاف ہے کہ کسی ملک کے صدر کے سرکاری دورے  
کے دوران کوئی دوسرا ملک کوئی ایسی حرکت کرے جس سے دورہ  
کرنے والی شخصیت کی جان کو خطرہ پیدا ہو سکے۔ اس طرح تو  
کافرستان پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گا۔ اور نہ صرف بہ نام  
ہو جائے گا بلکہ بین الاقوامی سطح پر انہیں شدید تمیز تباخ کا سامنا  
بھی کرنا پڑے گا۔ اس سے ظاہر ہے وہ ایسا بھی نہیں کہ سکتے۔  
لادما کوئی اور چکر ہے۔ جو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا۔“ — عمران  
نے اپنے سر پر اس طرح ہاتھ پھر تے ہوئے کہا۔ جیسے وہ کھوپڑی

ٹیکنا بوجی تو موجود نہیں ہے۔ ایک لمحاتے سے یہ اس ٹیکنا بوجی کو حرکت  
میں لانے کی کنجی ہی سمجھی جاسکتی ہے۔ اور شوگران سے دوسری گرپ  
منگوانی جاسکتی ہے۔“ — بیک زیر د نے یہرت بھرے  
ہیجے میں کہا۔

”یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ پہلے میں بھی یہی سمجھا تھا۔  
کہ اس انونٹری میں ٹیکنا بوجی بھی ہو گی۔ جسے کافرستان نے حاصل  
کر لیا ہے۔ لیکن جب میں نے سب میرن کے ماہر سے اس سر  
میں گفتگو کی تو یہی پتہ چلا کہ اس میں ٹیکنا بوجی وغیرہ موجود نہیں ہوتی۔  
اس کے باوجود کافرستان نے اسے اتنا لمبا چکر کھیل کر حاصل کی  
ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی وجہ بہر حال ہو گی۔ چنانچہ میں نے اب  
سردھان کی معرفت جب شوگران کے صدر کے دورے کی  
تفصیلات معلوم کی ہیں تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ دورے کے  
دوران شوگران کے صدر اس آبدوز کو بھی دیکھیں گے اور پاکیشیا کے  
ماہرین کی اعلیٰ کارکردگی پر مبنی منظہرہ بھی دیکھیں گے۔ ایسی صورت حال  
میں تو اس انونٹری گرپ کا حصول ضروری ہے۔ تاکہ شوگران کے  
صدر کو منظہرہ دکھایا جاسکے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کافرستان کو  
اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ دوسری انونٹری گرپ بھی منگوانی  
جاسکتی ہے۔ اور منظہرہ دکھانے کے لئے پر دگرام کو بھی محمد د  
کیا جاسکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں کافرستان کو کوئی فائدہ حاصل  
نہیں ہو سکتا۔ لیکن یقیناً ایسا نہیں ہے۔ ضرورا ہنوں نے کسی خال  
فائدے کے لئے یہ سارا چکر چلایا ہے۔“ — عمران

ڈال رکھی ہے کہ ہر صورت میں عمران کو میٹنگ میں ساٹھے کے  
جادا اور ماتحت بنائے جادا۔ یہ تو شکر ہے کہ کافرستان والوں  
نے چند وجوہات کی بناء پر میٹنگ کی ڈیٹ بڑھادی ہے۔ ۔۔۔ سو پہ  
فیاض نے ایک ہی سانس میں پوری تقریب کر ڈالی۔

"واہ ۔۔۔ واقعی تم سپیکنگ عہدے کے لئے موزوں  
توین آدمی ہو۔ سانس لئے بغیر ایک ہزار لفظ بول سکتے ہو۔ لیکن  
ڈیٹہی کو یہ اطلاع نہیں ملی کہ میں ساٹھ نہیں جا رہا" ۔۔۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
"انہیں مل جکی ہے۔ لیکن وہ تمہارے ہی باپ ہیں۔ بس ضم  
سوار جو گئی ہے۔ کہ اب چلے ہے کچھ بھی ہو۔ عمران کو ہی ساٹھ جانا ہو  
گا" ۔۔۔ فیاض کی ردیت ہوئی آداز سنائی دی۔

"اور اگر میں نہ جاؤں تو۔ ظاہر ہے میں بھی انہی کا بیٹا ہوں" ۔۔۔  
عمران نے جواب دیا۔

"انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ عمران تمہارا دوست ہے۔  
اس لئے اسے ساٹھ لے جانا میرا کام ہے۔ درنہ وہ مجھے گولی  
سے اڑا دیں گے" ۔۔۔ فیاض نے جواب دیا۔ اس کا اچھہ بتارہ  
تھا کہ وہ اس چکر میں نہی طرح الجھ گیا ہے۔

"گولی سے نہ کہا ہو گا۔ تو پس سے کہا ہو گا۔ گولی سے تو کتا  
بھی نہیں اڑتا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس ملت کرو۔ تمہیں اب ہر قیمت پر جانا ہو گا۔ درنہ  
وہ تو مجھے بعد میں گولی سے اڑائیں گے میں پہنچے تمہیں گولی سے  
ملتے ہی نہیں۔ ادھر تمہارے ڈیٹہی نے میری جان عذاب میں

میں کوئی بیٹن تلاش کر رہا ہو۔ بلیک زید خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے  
جب عمران کی کھوپڑی کام نہ کر رہی تھی تو وہ کس شمارہ قفارہ میں تھا  
عمران چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی  
سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یکپیٹن فیاض ۔۔۔ سپرنٹنٹ آف سنٹرل انگلی جنس  
سپیکنگ" ۔۔۔ دوسری طرف سے سوپر فیاض کی باریع  
آداز سنائی دی۔

"سنٹرل انگلی جنس سپیکنگ یہ کون سا محکمہ ہے جناب سوپر فیاض  
صاحب۔ کیا انگلی جنس کو دو حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے سپیکنگ  
اور نان سپیکنگ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تمہارا عہدہ ہونا چاہیے  
سپیکر بلکہ لاڈ سپیکر آف سنٹرل انگلی جنس سپیکنگ" ۔۔۔ عمران  
نے چہکتی ہوئی آداز میں کہا۔ اور بلیک زید دسکر ادیا وہ عمران کی  
عادت جانتا تھا کہ جب اس کا ذہن الجھ جلتے تو پھر وہ اس طرح  
کامڈا ق شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس کا ذہن فریش ہو  
جاتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ کام کی بات آسانی سے سوچ  
لیتا ہے اور عمران نے ذہن کو فریش کرنے کے لئے سوپر  
فیاض کا انتخاب کیا تھا۔

"ادھر عمران تم ۔۔۔ تم کہاں مر گئے ہو۔ تمہارے فیٹ  
پر تالا پڑا ہوا ہے وہ تمہارا ڈیٹہ نہ بادرچی سیمان بھی موجود  
نہیں ہے۔ اور میں نے سارا شہر جھاں مارا ہے۔ لیکن تم کہیں  
ملتے ہی نہیں۔ ادھر تمہارے ڈیٹہی نے میری جان عذاب میں

نے کہا۔  
”کیا بکواس ہے۔ میرے پاس کون سافنڈ ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ سر رحمان ایسی بات کہہ ہی نہیں سکتے۔“ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ان کو کیا پتا۔ یہ تو میں نے ان کو بتایا ہے کہ خاص فنڈ کہاں کہاں ہے اور اس میں کتنی کتنی رقم ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ادہ۔“ — تم بلیک میلر۔ — تم کی سمجھتے ہو کہ میں اب تمہیں رقم دوں گا۔ تم ایک بھی پیسہ نہیں لے سکتے۔ سمجھئے۔“ فیاض نے چھنتے ہوئے کہا۔

”میں کب پیسہ مانگ رہا ہوں۔ وہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم جمعرات کو غاصہ سے پیسے کھایتے ہو۔ میں تو نوٹوں کی بات کو رہا ہوں۔ اب دیکھو خواہ مخواہ نوٹ بنک میں پڑے سے سڑ رہے ہیں۔ اور سڑ میں بھی چیزیں بُودنے لگ جاتی ہیں۔ اس لئے اس کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ انہیں لگنے سڑرنے سے بچا لیا جائے۔ کیا خیال ہے؟“ — عمران نے کہا۔

”بس بس۔ اب کوئی بکواس نہیں چلے گی۔ سر رحمان نے سر کاری طور پر آرڈر کر دیتے ہیں۔ اور اب تمہیں میرے ماتحت اے طور پر ہر صورت میں جانا پڑے گا۔ ورنہ تمہیں ہتھکڑی بھی لگانی جا سکتی ہے۔“ — فیاض نے اپنے الفاظ پر زور دینے ہوئے کہا۔

اڑا دوں گا۔ چلے ہے بعد میں مجھے پھانسی پکیوں نہ پڑھا دیا جائے۔ فیاض نے چھنتے ہوئے کہا۔

”آج کل کون سی گولیاں استعمال کر رہے ہو۔ کھٹکٹھی گولیاں یادہ دوسرا دالی گولیاں۔“ — عمران نے کہا۔

”بکواس مست کر د۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم کہاں سے بول رہے ہو۔“ — فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہارے دفتر میں علیحداً ہوں۔ چہرہ اسی نے اب تک مجھے چائے ہی نہیں پوچھی۔ کہتا ہے کہ دفتر بند ہو گیا ہے۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”میرے دفتر میں — اور اس وقت۔ لیکن اس وقت تو وہ دفتر میں سوائے چوکیدار کے اور کوئی آدمی نہ ہو گا۔ پھر چہرہ اسی کہاں سے آگیا۔“ — فیاض نے یقین نہ آنے والے بھجے میں کہا۔

”ادہ۔“ — تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہے۔ ڈیٹھی نے مخصوص کال پر مجھے دفتر بلایا۔ اور خوب جھاڑ پلاٹی کہ تمہیں ہر قسم پر فیاض کا ماتحت بن کر جانا ہو گا۔ ان کا غصہ عردج پچھا۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو میں نے انہیں ڈرتے ڈرتے بتایا کہ وہ میرے پاس رقم نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تم جتنی رقم چاہو فیاض سے لے سکتے ہو۔ اس کے پاس مخصوص فنڈ ہے۔ اور میں اب تمہارا دفتر کھلوا کر جیھا ہوں۔ تاکہ اس مخصوص فنڈ سے کچھ رقم وصول کر سکوں۔“ — عمران

سے جانا ہے۔ — فیاض نے کہا۔  
”اد۔ کے میں تمہیں ایئر پورٹ پر ملوں گا۔ تیار ہو کر آنا۔ ادر ہاں ذرا چیک بک بھی ساتھ اٹھا لانا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ خلاست بھی کینسل ہو سکتی ہے۔ — عمران نے کہا۔ ادر اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”اد۔ کیا واقعی آپ فیاض کے ساتھ اس میٹنگ میں شرکیں ہوں گے۔ — عمران کے رسیور رکھتے ہی بلیک زیر نے چونک کہ انہیں حیرت بھرے ہجئے میں کہا۔

”ہاں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ سرکاری خرچ پر یہ تو رکھی لوں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن وہ انونظری گپ۔ اس کا کیا ہو گا۔ — بلیک زیر نے حیرت بھرے ہجئے میں کہا۔

”اب یہ سارے کام کرنے کا میں نے تو ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ تمہارے پاس پوری ٹیکم ہے۔ مفت کی روٹیاں توڑ رہے ہیں۔ انہیں کام پہ لگاؤ۔ — عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر آپ کا یہ حکم ہے تو میں ایسا سی کروں گا۔ بلیک زیر و نے ناراض ہو جانے والے ہجئے میں کہ۔ ادر عمران اس کے ہجئے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ناراض ہونے والی بات نہیں جناب ایکٹھو صاحب دراصل مجھے اس۔ — انونظری گپ کی واپسی سے زیادہ اس سارے کھیل کا اصل پس منظر معلوم کرنے کا بہت شوق ہے۔

”اد۔ تو میں سرکاری آدمی بن گیا ہوں۔ مبارک ہو۔ لیکن میری عادت تم جانتے ہو کہ میں نے آج تک توکمہ اس لئے نہیں کی کہ کوئی ملکہ پہلے ایک سال کی تنخواہ ایڈ وانس دینے پر تیار نہیں ہوتا۔ جب کہ سیلیمان بغیر ایڈ وانس یئے چل کے کی کیتنی کوچھی ہائے لگانا گوارا نہیں کرتا۔ — عمران نے جواب دیا۔

”یہ بعد کی باتیں میں۔ تم مجھے پسح پسح بتاؤ کہ کہاں سے بول رہے ہو۔ میں تم سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں۔ یہ انہیں حضوری ہے۔ — فیاض نے فوراً موضوع بھلتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں ڈھونڈھتا ہوا دہاں پہنچا تو پہتہ چلا کہ تم دہاں سے بھاگ نکلے ہو۔ ادراہ وہ تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ چلو میں ہی فون کمرے کے تمہیں تلاش کر لوں۔

”بکو اس مت کرو۔ دیسے پا گھل غانہ ہی تمہارے لئے صحیح جگہ ہے۔ سُن۔ تم جہاں سے بھی بول رہے ہو دس منٹ کے انہیں اپنے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ میں دہیں آہہ ہا ہوں۔ — فیاض نے عمران کی بات کا مطلب تمجھتے ہوئے کہا۔ ادر عمران مسکرا دیا۔

”لیکن میرے پاس چابی نہیں ہے۔ — عمران نے کہا۔

”تو تالا توڑ دو۔ — فیاض نے تیز ہجئے میں کہا۔

”کھال ہے۔ تالا توڑ دو۔ تاکہ تم چوری کے الزام میں میرے ہاتھوں میں ہتھکر دیاں ڈال دو۔ جی نہیں۔ میں باذ آیا ایسے مشورے ماننے سے اور کب تک نے جانے ہے۔ — عمران نے کہا۔

"شکیل بول رہا ہوں" — رابطہ قائم ہوتے ہی کیپٹن شکیل کی آداز سنائی دی۔

"ایک نٹو" — عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

"یہ سہ" — کیپٹن شکیل نے موڈ بانہ لمحے میں کہا۔

"تم ملٹری انٹیلی جنس کی نیوی براپنخ میں کام کر چکے ہو" — عمران نے کہا۔

"یہ سہ۔ یہ تین سال اس براپنخ میں رہا ہوں" — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"کافرستان میں تم نے کتنے مشن سربراہیم دیتے ہیں اس دوران" — عمران نے پوچھا۔

"میرے خیال میں سردرس بارہ تو اہم مشن سربراہیم دیتے ہیں۔ پوری تفصیل تو یاد نہیں سر" — کیپٹن شکیل نے یہرت بھرے ہلکے یہں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کافرستان میں ایک اہم مشن کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس باریم مہاری سربراہی میں کام کرے گی" — عمران نے کہا۔

"ادہ" — یہ سہ۔ میں مشن کے لئے تیار ہوں۔ لیکن سر کیا عمران صاحب ساتھ نہیں جائیں گے" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ میں اسے ایک اور مشن پر بھیجننا چاہتا ہوں" — عمران نے جواب دیا۔

اور میرا خیال ہے کہ سوپر فیاض کے ساتھ جا کر میں شاید اس کھیل کے بارے میں کچھ جان سکوں" — عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دماں کیا بات ہو سکتی ہے۔ میرے خیال میں تو آپ کا دماں جانا فضول ہی ثابت ہو گا" — بلیک زید و نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے کہ کافرستان والوں کو شوگران کے حصہ کے درجے کی انٹیلی جنس تفصیلات جانتے ہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اور وہ بھی میٹنگ کے ذریعے جب کہ وہ یہ تفصیلات یہاں اپنے ایکنٹوں کو بھی حکمت میں لا کر معلوم کر سکتے تھے۔ اس سے ان کا کوئی خاص مقصد ہے۔ اور اسی انونٹری گرپ کے حصوں سے لازماً اس کا کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔ اور یہ ساری بات وہیں جا کر سوچنے جا سکتی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ پوری سیکرٹ سردرس میں مجھے ہی نولہ نہیں ہوتا۔

اس لئے میری ناک میں سوچنے کی جس خاصی تیز ہے۔ اور جب سرکاری خرچ پر ہو تو یہ جس اور نیادہ تیز ہو سکتی ہے۔ رہ گیا انونٹری گرپ کا حصوں تو یہ گرپ لازماً کافرستان کی نیوی والوں نے حاصل کی ہے۔ اور ظاہر ہے ان کے انجنینئرز کے پاس ہی ہو گی اور کیپٹن شکیل ملٹری انٹیلی جنس کی نیوی براپنخ میں بھی دوچار سال گزار چکا ہے۔ اس لئے وہ یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔

ومیرا خیال ہے کہ اس نے دسیورا لھایا اور نہیں ہاں کرنے شروع کر دیتے۔

ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔ شوگران کے صدر کے درے سے پہلے ہمیں اس سارے کھیل کو جان لینا چاہئے، کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اندر ہرے ہیں، ہی ٹائم ٹو یاں یہاں مارتے رہ جائیں۔ اور کافرستان دا لے کوئی ایسی حرکت کرنے میں کامیاب ہو جائیں جس سے ہمارے ملک کو نقصان پہنچ جائے۔ — عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ — بلیک زید نے جواب دیا۔

”تم فکر نہ کرو۔ میں بہر حال کیپشن شکیل اور جو لیا سے بے خبر نہ رہوں گا۔ ضرورت پڑنے پر میں ان کی مدد بھی کر دل گا۔ اور ہو سکتا ہے۔ مجھے بھی براہ راست اس کھیل میں شامل ہونا پڑے۔ لیکن بہر حال اصل حالات میں ہر صورت میں جانتا چاہتا ہوں۔ — عمران نے کہا اور کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آپ آپ کیپشن شکیل کی طرف جا رہے ہیں۔ — بلیک زید نے بھی احتراماً کسی سے اٹھنے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ تم جو لیا کو مشن کے لئے کہہ دو۔ انہیں تفصیلات بھی میں ہی بتاؤں گا۔ — عمران نے کہا اور بلیک زید نے سر ملا دیا۔ اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پیر و فی در داڑھے کی طرف بڑھ گیا۔

”تو سہر مس جو لیا سر براہ ہیں۔ میں ان کے سخت کام کر لوں گا۔ — کیپشن شکیل نے جواب دیا۔

”جو لیا تمہارے ساتھ نہیں جا رہی۔ وہ ایک اور مشن پر جا رہی ہے۔ تمہارے ساتھ نعمانی بچوں کا اور صدیقی جائیں گے۔ — عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں تباہ ہوں سر۔ — کیپشن شکیل نے جواب دیا۔

”تفصیلات تمہیں مل جائیں گی۔ تم اپنے ساتھیوں کو اپنے فیکٹری میں بلا لو۔ عمران تمہیں اس مشن کی ضروری تفصیلات مہیا کرے گا۔ اور تم چاہو تو اس سے مشورہ بھی کہ سکتے ہو۔ وہ تمہارے ساتھ پاس ایک گھنٹے کے اندر پہنچ جائے گا۔ — عمران نے کہا۔ اور دیوار کھڑا دیا۔

”تو آپ واقعی ساتھ نہیں جا رہے ہے۔ میرا خیال ہے آپ کا ساتھ جانا اشتہانی ضروری ہے۔ — بلیک زید نے کہا۔

”میں نے ایک اور پوچھا مرتباً کیا ہے۔ صفحہ تغور اور جو لیا کو میں کافرستان پہنچوں گا، اس سیکیم کی سر براہ جو لیا جو گی وہ دہل ناٹھان سے مل کر شاگھی اور سیکھ طرس کو اس باش میں ٹوٹ لے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور اصل راز سونگھے لیں گے۔ کیپشن شکیل انونظر میں گورپ حاصل کرے گا۔ اور میں سوپر نیشن کے ساتھ جا کر دہل میٹنگ کے اصل پس منظراً سونگھوں گا۔ اس طرح اصل واقعات سامنے آ سکتے ہیں۔ کیونکہ

تھے۔ کار خاصی آہستہ رفتار سے چل رہی تھی۔ بلکہ اُسے چلنے کی بجائے رینگنا کہنا چاہیئے۔ کیونکہ آنکھیں پھاؤ پھاؤ کر دیکھنے کے باوجود دو تین فٹ سے زیادہ فاصلے پر کچھ نظر نہ آتا تھا۔  
ابھی سیدھے لئے چلو۔ ابھی وہ جگہ نہیں آئی۔” — کیپٹن

شکیل نے کہا،  
”یکن تم اس جگہ کو پہنچو گے کیسے، یہاں توہر طرف گھبرا اندھرا ہے۔” — لمحانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔  
”ابھی میری یادداشت موجود ہے۔ اور اس جگہ پر یہیں نے زندگی کے کئی ہولناک کھیل کھیلے ہیں۔ اس لئے فکر مرٹ کر د۔ چلے چلو۔”  
کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
”شکیل صاحب۔ ہمیں کتنی دور جانا ہو گا۔ سمندر کے اندر“  
پچھلی سیدھ پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے پوچھا۔  
”کم از کم دس گیارہ میل کا فاصلہ طے کرنا ہو گا۔ تب وہ جو یہ ہے گا۔ جہاں خفیہ لیبارٹی بنی ہوئی ہے۔ اور یہ بات پھر دہرا رہا ہوں کہ اس لیبارٹی کے گرد انتہائی جدید حفاظتی نظام قائم ہے۔ اس لئے ہمیں ہر لمحہ بے حد چوکنا رہنا پڑے گا۔ یہاں جاری معمولی سی غفلت ہمیں ایک لمحہ میں موت کا نوالہ بنادے گی۔“  
کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ ہلکے میں کہا۔

”ہمارا تو کام ہی ایسا ہے۔ یہاں غفلت کے معنی ہی موت ہیں۔“ — چوہاں نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور سب اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیئے۔

رات کا گھر اندھرا ہے طرف چھایا ہوا تھا۔ سمندر کی پُر شور موجیں ساحل پر سر پٹک رہی تھیں۔ اور ان کے شور سے محسوس ہو رہا تھا جیسے سینکڑوں درندے مل کر غزار ہے ہوں۔ اس اندھرے میں سیاہ رنگ کی ایک کار جس کی ہیئت لا میٹس بند تھیں۔ اندھرے کا ایک حصہ بنی ہوئی ساحل کے ساتھ ساتھ ریت پر ریٹگی ہوئی شمال کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیور نگ سیدھ پر لمحانی تھا، جس کے ساتھ کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔ اور پچھلی سیدھ پر چوہاں اور صدیقی بوجوہ تھے۔ ان سب کے جمیں پر غوطہ خوری کے جدید بآس تھے اور پشت پر سیاہ رنگ کے آکیجن سلندر کے ساتھ ساتھ داٹ پر دف پڑے کے تھے لہے ہوئے تھے۔ غوطہ خوری کے بآس کے رنگ بھی سیاہ تھے اور کار کے اندر کار کے اندھر پھاٹے ہوئے انہیں دہ سب ہی سائے سے محسوس ہوئے۔

بُوں چکے جو کاش دے سکتے ہیں۔ — کیپٹن شکیل نے کہا۔  
اور پھر وہ تینوں اس وقت تک وہیں رکے رہے جب تک نعمانی  
ان تک نہ پہنچ گی۔

” واٹر گنیں مانگوں میں لے لو۔ اور قطار کی صورت میں ہم نے  
آگے بڑھنا ہے۔ پہنچے میں جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے اس مخصوص راستے  
کا علم ہے۔ — کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور پھر اس نے منہ پر  
مخصوص آں لہ پڑھایا۔ آ کیجیں سلنڈر کا دلوکھولا اور تیزی سے قدم  
اٹھاتا سمندر میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سمندر میں تیزی سے  
تیرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مخصوص ساخت  
کی واٹر گن موجود تھی۔ باقی ساکھی بھی ایک قطار کی صورت میں اس  
کے پیچھے آ رہے تھے۔ سمندر کی تہہ میں بھی تاریکی پیچائی ہوئی  
تھی۔ چنانچہ انہوں نے ماہقے پر لگی ہوئیں مخصوص ٹارچیں جلا لیں۔  
اس لئے انہیں سمندر کا خاص ساختہ روشن نظر آ رہا تھا۔ وہ چاروں  
چھپلیوں کی طرح تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔  
کہ سکتا ہے جو سمندر میں رہا ہو۔ اور یہ مخصوص نشانی ہوئی ہے  
وہ اس کے پیچے کی پیٹھی کی طرف بڑھتے ہے۔ — کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور صدیقی اور چوہاں  
نے سر ملا دیتے۔

” اس کا مطلب ہے کہ یہ باقاعدہ اس جزو پرے تک جانے  
کا راستہ ہے۔ — چوہاں نے کہا۔

” ہاں۔ جنہیں می خالات کے لئے ایسے راستے بنانے پڑتے ہیں  
اس راستے کی سائیڈوں میں یقیناً سمندر میں ایسے آلات موجود

تقریباً آدھے لگھنے تک کار اسی رفتار سے رینگتی رہی۔ اور  
پھر کیپٹن شکیل نے نعمانی کو روکنے کا اشارہ کیا تو نعمانی نے  
بیک پیٹھی پر پیر رکھ دیا۔

” بُس ہی جگہ ہے نعمانی تم کار کو کسی شے کے پیچھے چھپا آؤ۔ یہاں  
کار کا اچانک نظر آ جانا بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ — کیپٹن شکیل  
نے کار کا در داڑھ کھولتے ہوئے نعمانی سے کہا۔ اور نعمانی نے سر  
ہلا دیا۔

صدیقی اور چوہاں کیپٹن شکیل کے ساتھ ہی کار سے باہر آئے۔  
اور نعمانی نے کار ذرا سی آگے بڑھائی اور پھر اسے ساحل کی مختلف  
سمت کی طرف دوڑا دیا۔ جب کہ وہ تینوں سمندر کی طرف بڑھ گئے  
یہاں ایسی کوئی سی چیز ہے جس سے تم نے یہ جگہ شناخت  
کی ہے۔ — صدیقی نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر  
دیکھتے ہوئے کہا۔

” یہاں کی ریت میں بلکی سی چمک ہے۔ اسے صرف وہی محسوس  
کر سکتا ہے جو سمندر میں رہا ہو۔ اور یہ مخصوص نشانی ہوئی ہے  
وہ اس کے پیچے کی پیٹھی کی طرف بڑھتے ہے۔ — کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور صدیقی اور چوہاں  
نے سر ملا دیتے۔

” اس کا مطلب ہے کہ یہ باقاعدہ اس جزو پرے تک جانے  
کا راستہ ہے۔ — چوہاں نے کہا۔

” ہاں۔ جنہیں می خالات کے لئے ایسے راستے بنانے پڑتے ہیں  
اس راستے کی سائیڈوں میں یقیناً سمندر میں ایسے آلات موجود

"چینگ کا پہلا مرحلہ طے ہو گیا۔ نکل چلو۔ یہ صرف چند منٹوں کے لئے محض جواہر ہے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ظاہر ہے باقی سائیکلوں نے بھی اس کی پیروی کی اور دوہری سے آگے تیرتے گئے۔ کیپٹن شکیل کی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ تیز ہتھی۔ "کیا مرحلہ تھا۔ کچھ جمیں بھی بتا دو۔ تم تو ہم ان کی طرح بغیر تائے سب کچھ کئے جا رہے ہو۔" اس بارہ نعمانی نے پوچھا۔ اور کیپٹن شکیل نہیں پڑا۔

"یہ بات نہیں۔ دراصل میں نے نیوی انٹلی جنس میں رہ کر ان کی مخصوص تربیت حاصل کی ہوتی ہے۔ یہ سمندر کی تہہ میں ایک مائیکرو ٹرانسمیٹر ہوتا ہے جس میں سے مخصوص ریز نکل کر افغان طور پر سطح سمندر تک پہنچاتی ہیں ان کا دائرہ کارخانہ و سیمع ہوتا ہے۔ اس لئے جو چیز بھی ان ریز کو کہاں کرے جائیداد کو ارتھ میں موجود اس کے دسیوڑ پر کاشن آ جاتا ہے اور اسے چکیں کیا جا سکتا ہے۔ اسے پہنچانے کے لئے اس طرح بنایا جاتا ہے۔ جیسے یہ سمندر کی تہہ میں اُنگنے والی قدرتی جھاؤں ہو۔ ان ریز کی وجہ سے سمندر کے پانی میں ایک مخصوص قسم کی ہلکی سی پیدا ہوتی ہے۔ جو عام طور پر محسوس نہیں کی جاسکتی۔ میں نے اس ہلکی کی وجہ سے اسے پہچان لیا تھا۔ اور چونکہ مجھے معلوم ہے کہ ایسے حربے عام استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں ان کا جنہروں بست پہنچے ہی کرایا تھا۔" کیپٹن شکیل نے

بعد وہ پانی کے اندر تیرتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی بال کے قریب جا کر رک گیا۔ یہ بال بالکل کسی جھاؤں کی طرح نظر آ رہی تھی۔ اس کے نیچے لمبا سا ڈنٹھل تک چلا گیا تھا۔ اور ادپر والا حصہ بالکل فٹ بال کی طرح گول تھا۔ کیپٹن شکیل ایک لمحہ تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ڈنٹھل کے ساتھ ساتھ نیچے اترنا گیا۔ ڈنٹھل کا آخری سرارت میں غائب ہو گیا تھا۔ کیپٹن شکیل ٹاپر کی مدد سے اس ڈنٹھل کے ارد گود کا حصہ غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ مولڈ کر پشت پر لمدے ہوئے نیچے میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول تھا۔ جس کی نال کا سو راخ انتہائی باریک تھا۔ پستول پچوں کے کھلوٹے جیسا نظر آ رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے پستول کی نال کا راخ ڈنٹھل کے ریت میں غائب ہونے والے سرے کی طرف گیا اور اس کا ٹریکر دبادیا۔ پستول سے سرخ رنگ کی تیز شعاع نکل کر ریت پر پڑھی اور دوسرے ہاتھ جسے ستارہ چمکتا ہے۔ اس طرح ریت کے اندر سے ستارہ سا چمکا اور غائب ہو گیا۔ کیپٹن شکیل کے بیوں پر مسکرا بہت تیر نے ملگی۔ اس نے پستول دا پس نیچے میں رکھا اس کی زپ پھنسنے کر بندہ کی اور پھر تیزی سے ادپر اٹھتا گیا۔

"کیا ہوا۔" اس کے کانوں میں صد ایقی کی آواز سنائی دی۔ غوطہ خودی کے اس جدید لباس میں ٹرانسمیٹر فٹ تھے۔ اس لئے وہ آسانی سے آپس میں گفتگو کر سکتے تھے۔

ہی بھلی کی سی تیزی سے اپر کو پٹختیاں کھا کر رکتے ہوئے صدیقی کے جسم کی طرف پک چکے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ سطح تک پہنچتے اچانک سمندر کی تہ سے سرخ روشنی کا سیداب ساٹھا، اور اس کے ساتھی ان کے سانس اس طرح بند ہو گئے جیسے کسی نے فیوز اڑا دیا ہو۔ ان کے ذہنوں پر بھلی کے کونہ سے تھک چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی کوئی کاسانس لیتے ہوئے رفتار کم دی۔

”اب انتہائی حساس آلات کی ریسچ شروع ہوئے والی ہے۔ اس لئے ہمیں بے حد محتاط رہنا ہے۔ بالکل ناک کی سیدھی میں جانا ہے اور ہاتھوں کو زیادہ ریسچ میں نہیں پھیلانا۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور پھر وہ ہاتھوں کو جسم کے ساتھ چپکائے اس طرح جھنگکا دے کم ۲ گئے بدھنے لگا جیسے اُو بلاڈ تیرتی ہے۔“ تیرنے کا ایک مخصوص انداز تھا۔

لیکن اس طرح تیرتے ہوئے وہ بھوڑی ہی ددر گئے ہوں گے کہ اچانک صدیقی کا جسم بُجھی طرح پٹختیاں کھانے لگا اور پھر جب تک کیپٹن شکیل اور باقی ساتھی سنبھلتے۔ صدیقی کا جسم انتہائی تیز رفتار ہی سے اسی طرح پٹختیاں کھاتا ہوا سطح کی طرف ا منتگھا۔

”آگئی سلندر میں خرابی ہو گئی ہے۔“ کیپٹن شکیل نے پہنچتے ہوئے کہا۔ اور وہ باقی ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے اپر کی طرف اٹھا۔ باقی ساتھی اس کی بات سننے سے پہلے

ہو گیا تھا کہ یہ دہی کار ہے جس میں ۰، ۰ پیش ایجنٹی کا چیف اسپکٹر سواہ تھا کیونکہ اس کی بیک لائٹس کا دایاں حصہ باشیں سے ذمہ کم چمکتا تھا۔ چنانچہ یہ اضافی دیکھتے ہی رام چند کو یقین ہو گیا۔ کہ اس نے صحیح آدمی کو پہچانا ہے۔

ناٹران کار میں آئیلا تھا۔ اور اس کی کار خاصی رفتار سے اڑی جا رہی تھی۔ رام چند بڑے ماہرا نہ انداز میں اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس نے ناٹران کی کار کو سو دیش ہوٹل کے کمپیاونڈ میں مڑتے ہوئے دیکھا۔ تو وہ ڈنک پڑا۔ اس نے کار آگے لے جا کر سایہ ٹکنی میں۔ وہی اور پھر پھرتی سے ڈیش بورڈ کا خانہ کھوں کہ اس نے ریڈی میڈیا میک اپ کا سامان نکالا اور اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلتے لگے۔ چند لمحوں بعد گال پر مستہ بھاری موچھوں اور ابھری ہوئی ناک نے اس کا حیدر کمبل طور پر بدل دیا۔ رام چند کار سے نکلا اور تیز تیز قدم اکھاتا ہوا جب ہوٹل کے گیٹ میں داخل ہوا تو اس نے ناٹران کو ہوٹل کے میں گیٹ میں داخل ہوتے دیکھ لیا۔ اور لوگ بھی آجاء ہتھے۔ اس نے رام چند اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ ہوٹل کے مال میں داخل ہوتے ہی وہ ڈنک پڑا۔ جب اس نے ناٹران کو بال کے ایک کونے میں موجود میز کے گرد بیٹھے ہوئے ایک غیر ملکی لڑکی اور دو مقامی افراد کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ رام چند بڑے مطمہن انداز میں چلتا ہوا ایک قریبی خالی میز کی طرف بڑھا۔ اور ناٹران اب اس میز کے کردار ہو گئی پر ہمیشہ پکا تھا۔ ام چند

رام چند کار چلاتے چلاتے یک لخت بُری طرح چونکا در پھر اس نے بھلی کی سی تیزی سے اپنا چہرہ مخالف سمت میں لکھا لیا جب کہ اس کی کار اسی رفتار سے آگے بڑھتی گئی۔ یہی چند لمحوں بعد ہی اس نے گہدن سیدھی کی اور پھر اس کی نظریں بیک مرد پہنچ گیئیں اور دوسرا بے لمحے اس کے لبوں پر فاشی۔ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے اگھے ٹون سے کار کو انتہائی تیز رفتار سے گھوڑا اور پھر پاس سے گھوڑنے والی اس کا رکھ کے تعاقب میں چل بڑا۔ جس کی ڈرائیور نگ سیدھ پر مشتمل ہوئے آدمی پہ اسے ناٹران کا شک گزرا تھا۔ ناٹران کی کار کو اس نے اچانک مخالف سمت سے آتے ہوئے چیک کیا تھا۔ اور ناٹران کی نگاہوں سے بکھر کے لئے اس نے اپنا چہرہ مخالف سمت میں گھما دیا تھا۔ اور پھر بیک مرد میں دیکھتے ہی اسے یقین

”تقریباً — بہ حال رات کو نامہ انہیں ملے۔“ نامہ  
 نے جواب دیا۔ اور اس نے ساتھی کم و شد کے لئے اپنے بیٹھنے  
 کی مخصوص آوازیں سنائی دی۔ اور پھر انہیں اسی لمحہ  
 کی آواز سنائی دی۔ اور پھر انہیں اسی لمحہ اسی لمحہ  
 قدم اٹھاتے، اپنے گیٹ کی طرف جاتے ہے۔ اسی لمحہ تک ۱۵۰۰ پیسے  
 جگہ بیٹھا رہا۔ وہ ساری بات سمجھ کر تھا کہ نامہ انہیں ایک  
 مکان کی چابی دی ہے۔ اور یہ لوگ اب ہوٹل سے اس مکان میں  
 شفت ہوں گے جہاں رات کو آشنا کی مخصوص میٹنگ ہوگی  
 چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ بجاں نامہ انہیں کے  
 اسے اس گروپ کی ہجراتی کرنی چاہیئے۔ اس طرح اس کے نامہ انہیں  
 کے جانے کے فوری بعد اٹھ جانے سے پیدا ہونے والے شک  
 کا خطرہ بھی نہ رہتے گا۔ اور وہ اسی گروپ کا اصل مقصد بھی معلوم  
 کر لے گا۔ بنگا نے وہ کس سودے کی بات کو رہتے ہے کہ۔ لوٹ کی  
 کسی پورپنی مالک سے متعلق ہتھی۔ اس لئے پہلا خیال رام چنہ کے  
 ذہن میں یہی آیا۔ کہ یہ سودا یقیناً مخفیات کے بارے میں ہو گا۔ لیکن  
 اگر نامہ ان بقول چھٹی شاکل کے واقعی سیکرٹ سردار سے متعلق  
 ہے تو پھر یہ مخفیات کا سودا انہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سیکرٹ ایکنٹری  
 سودے کی پالت رات کو ہی ہو گی۔ نامہ انہیں ہو سکتا ہے  
 کہ نامہ ان ایسا دھنہ کرتا ہے  
 کہ ہوڑھی دیر بعد کسی دن لفٹنے لی آواز سنائی دی۔ اور وہ  
 رک کی اور اس کے دستہ سی رام ہے۔ اس قبضے کے لئے بھوٹے

ان کی طرف پشت کر کے بیٹھ گیا۔ اور اس نے فوری طور پر پہنچ  
 جانے والے دیٹر کو دہکنی لانے کا آہ دیا۔ تاکہ وہ جلد اپنے جلد  
 وہاں سے ٹھیک جائے۔ اور پھر اس نے اپنی پوری توجہ نامہ ان اور  
 اس کے ساتھیوں کی طرف لگادی۔ وہ غیر ملکی لوٹ کی بھی دیٹر کو کوئی  
 مشروب لانے کا آہ دردے رہی تھی۔

”میرا خیال ہے۔ یہاں کھلی جگہ پر سودا کرنے کی بجائے کسی اور  
 جگہ چلا جائے۔“ — ایک آواز سنائی دی۔  
 اور رام چنہ کے کانوں میں پیشل ایکنسی کے چھٹی آفسر کی  
 آواز اور ہجھے گونج اکھا۔

”ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں کوئی جگہ مستقل طور پر ہائے کمر  
 لیٹنی چاہتے ہیں۔“ — اسی لوٹ کی کی آواز سنائی دی۔

اسی لمحے ویژنے دہکنی کا جامن لا کر رام چنہ کے سامنے رکھ دیا،  
 اور رام چنہ نے جامن اٹھایا،

”ٹھیک ہے۔ ہم رات کو وہاں پہنچ جائیں گے۔“ — لوٹ کی  
 کی آواز کے ساتھ ساتھ ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی دھات  
 کی پیزی کو میز سے اٹھایا گیا ہو۔

”میں مشروب پی کر واپس جا رہا ہوں۔ اب آپ سے مزید  
 سودے کی پالت رات کو ہی ہو گی۔“ — نامہ انہیں کی آواز سنائی  
 ڈھنی۔

”تمہرے سودے کی تفصیلات معلوم کر لیں یہ۔“ — ایک اور  
 صردانہ آواز سنائی دی۔

نے الٹ لیا تھا، تاکہ اس گرد پ کی طرف سے اسے پہچانا جانے کا معمولی ساختہ بھی باقی نہ رہے۔ اس نے کارکمپاؤنڈ گیٹ کے قریب روک دی۔ اور چند ملحوظ بعد اسے وہ تینوں ہوٹل کے جن گیٹ سے نکل کر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف آتے ہوئے نظر آتے۔ دونوں مقامی افراد کے ہاتھوں میں ایک ایک بیگ تھا جب کہ دہ غیر ملکی لٹکی خالی تھی۔

وہ تینوں سر آکر ہی سڑک کے کنارے سے کے ایک خالی ٹیکسی تیزی سے پڑا کہ ان کے قریب آئی اور وہ تینوں ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔ ٹیکسی کے آگے بڑھ جانے کے بعد رام چنہ نے کار آگے بڑھائی اور وہ خاصاً فاصلہ دے کر ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا۔ البتہ ٹیکسی کا نمبر اس کے ذہن میں محفوظ ہو چکا تھا۔ تاکہ اگر وہ انہیں کھو یعنی تو اس ٹیکسی کی مدد سے وہ ان کا کھوج لگا سکتا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزد نے کے بعد جب ٹیکسی ایک رہائش کاونٹر میں داخل ہوئی تو رام چنہ نے کار چوک پر ہی ایک سائیکل کوٹ اپنا کوٹ اتار کر اسے اٹھایا اور پھر پہن لیا۔ اب اس کے کوٹ کا نہ صرف رنگ بلکہ ڈیناٹن بھی بدل چکا تھا۔ اس نے دیکھی میک اپ بھی اتارا اور اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ کر وہ کار لے کر واپس سڑک پر آگیا۔ کیونکہ یہ گروپ اس کے لئے اجنبی تھا۔ اس کے ظاہر ہے اب میک اپ کی ضرورت نہ ہتی۔ اور دیے ہی اسے میک اپ بدلتا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ ہو سکتا ہے اسے دیکھ کر ہو کاک پڑیں۔ اس لئے اس نے میک اپ بدلنے کی بحکم اصل شکل میں رہنے کا فیصلہ کیا البتہ کوٹ اس

کاڈ نظر کی طرف بڑھ گئے۔ لڑکی نے کاڈ نظر کلک سے کچھ کہا تو کاک کلک نے سر ہلاتے ہوئے رجسٹر کھولا اور اس میں اندرجات کرنے میں مصروف ہو گیا۔ لڑکی کے ساتھی نے جیب سے چند نوٹ نکال کر کاڈ نظر کلک کو دیتے اور کاڈ نظر کلک نے بقا یا ساتھ ساتھ ایک رسید بھی انہیں دے دی اور پھر وہ ساید موجود ایک پورٹر سے کچھ کہنے لگا۔ وہ تینوں دہیں کاڈ نظر پر ہی کھڑ رہے۔ اور پورٹر تیزی سے لفت کی طرف بڑھ گیا۔

تو یہ ہوٹل چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ — دام چنہ نے بڑھا کر ہوئے کہا اور جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس نے ایش ٹرے کے نیچے رکھا۔ اور خود اٹھ کر تیزی سے بیردنی گیٹ کی طرف بڑھ گی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی سڑک کاڈ نظر کی طرف نہ دیکھا۔ اور گیٹ سے باہر آ کر وہ یہا کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند ملحوظ بعد وہ اپنی کار میں موجود تھا۔ اس نے کار میں پہنچنے کی اپنا کوٹ اتار کر اسے اٹھایا اور پھر پہن لیا۔ اب اس کے کوٹ کا نہ صرف رنگ بلکہ ڈیناٹن بھی بدل چکا تھا۔ اس نے دیکھی میک اپ بھی اتارا اور اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ کر وہ کار لے کر واپس سڑک پر آگیا۔ کیونکہ یہ گروپ اس کے لئے اجنبی تھا۔ اس کے ظاہر ہے اب میک اپ کی ضرورت نہ ہتی۔ اور دیے ہی اسے میک اپ بدلتا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ ہو سکتا ہے اسے دیکھ کر ہو کاک پڑیں۔ اس لئے اس نے میک اپ بدلنے کی بحکم اصل شکل میں رہنے کا فیصلہ کیا البتہ کوٹ اس

ہوا آدمی ثابت ہو رہا تھا۔ اس نے جان بوجہ کو لیکسی ڈرائیور کو وہیں روک کر اس سے پوچھ گچھہ نہ کی تھی۔ کیونکہ اس طرح مشکوک ہو سکتا تھا۔ اور جان بوجہ کہ اسے ایک پتہ بتا دیا تھا تاکہ اگر کوئی اسے دیکھ بھی رہا ہو تو وہ ہی سمجھے کہ وہ ایک عام مسافر ہے۔ لیکسی جیسے ہی چوک کے اس کے شہر جانے والی سڑک کی طرف مڑی۔

”بس۔ سائیڈ پر لیکسی روک دو۔“ — رام چند نے پہلے سے زیادہ سخت لمحے میں کہا۔ ادھر لیکسی ڈرائیور نے چوہک کو لیکسی روک دی۔

”مگر آپ نے تو.....“ — لیکسی ڈرائیور نے یہ سخت بھرے لمحے میں کہنا چاہا۔  
”پولیس — یہ کار ڈیکھو۔“ — رام چند نے سخت بھرے لمحے میں کہا۔ اور ساٹھ ہی جیب سے ایک سرکاری کارڈ نکال کر اس کی جھنڈک لیکسی ڈرائیور کو دکھا کر کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔

”نج — نج — جی۔“ — لیکسی ڈرائیور پولیس کا نام سننے ہی بھی طرح گھبرا گیا۔  
”گھرا وہ نہیں۔ تم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ تم بس صرف اتنا بتا دو کہ سودا یش ہوٹل سے غیر ملکی لڑکی اور دوستقامتی افراد کو لے کر تم کا بونی کی کس کوٹھی پر ڈریپ کر آئے ہو۔“ — رام چند نے نرم ہجے میں کہا۔

”اوہ سہ — کوئی نمبر اکیس بلک بی پر اترے ہیں دھ۔“ — لیکسی ڈرائیور نے جواب دیا۔

اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔ لیکسی آگے جا کر ایک سائیڈ روڈ پر مرد کو اس کی نظر دل سے غائب ہو چکی تھی۔ اس کی کار کو وہیں رکے چند ہی لمحے گزدے رہتے تھے کہ اس نے سرخ رنگ کی ایک کار کو قریب سے گزدے تھے ہوئے دیکھا اور اس کار کو دیکھتے ہی وہ بھی طرح چوتاک پڑا۔ کیونکہ اس کار کو اسی نے پہلے بھی اپنے پیچھے مارک کیا تھا۔

اس نے خیال نہ کیا تھا۔ اب اسے یاد کر رہا تھا کہ یہ کار اس نے ہوٹل کی سائیڈ میں ہی کھڑی دیکھی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ دل ہی دل میں اپنی احتیاط پسندی کی داد خود دینے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کار اس گروپ کی نگرانی کر رہی تھی اور اگر رام چند یہاں کے پیچھے چلا جاتا تو یہ سرخ کار دو لا اسے بھی مارک کر لیتا۔ لیکن اب اس کے راستے میں ہی رک جانے سے وہ مطمئن ہو گیا ہو گا۔ اس لئے وہ آگے بڑھ گیا تھا۔

رام چند نے دروازہ کھولا اور پیچے اترا یا۔ چند لمحوں بعد اسے دور سے وہی لیکسی واپس آتی دکھانی دی۔ تو رام چند نے آجے بڑھ کر اس کو رکنے کا اشارہ کیا اور جیسے ہی لیکسی اس کے قریب دکی رام چند نے دروازہ کھولا اور فرشٹ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لیکسی ڈرائیور نے میرٹر ڈاڈن کرتے ہوئے اس کی طرف سوالیہ نظر وہ سے دیکھا۔ جیسے اس کی منزل پوچھ رہا ہو۔

”یشل پارک۔“ — رام چند نے قدرے سخت بھرے میں کہا۔ اور لیکسی ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔ رام چند داتھی انتہا تھی سلسلہ

کو جھکھا تو میں کی پشت مقنایس کی طرح کارکے وہی سے چمٹ گئی۔ رام چند نے بیگ سے ایک چھوٹا سا پستول نکالا اور اس کے چمیر کو کھولا۔ یہ چمیر ایک خانے کی طرح تھا۔ اور اس خانے میں ایک چھوٹا سا بیٹن لظر آ رہا تھا۔ رام چند نے پستول واپس بند کیا۔ اور اسے جیب میں ڈال کر دہ کارکے نیچے اٹرا اور پھر بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا بلکہ کی طرف یہ لپڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد کوئی نمبر الین کی سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اس کے چلنے کا انداز ایسا تھا جیسے دہھی اس کاونی کا میں ہو۔ اور اب اپنی رپارش گاہ کی طرف جا رہا ہو۔ لیکن اس کی تھی نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھیں کہ غائب کے مقابلے میں اس نے اپنی رفتار آہستہ کی اور جیب سے دہنہ ٹھوٹا سا پستول ڈال کر اس نے ہاتھ میں دبایا، اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر اس نے پستول کا رخ کوئی کی عمارت کی چھت کی طرف کر کے ٹوکری دبادیا۔ صرکی تیز آواز کے ساتھ پستول کے اندر موجود چھوٹا سا بیٹن فضا میں اڑتا ہوا چھت کی طرف بڑھا۔ اور پھر نیچے گو کہ رام چند کی نظر وہ سے غائب ہو گیا۔ لیکن رام چند نے دیکھا یہا کہ بیٹن چھت پر گرنے کی بجائے آگے کے حصے کی طرف نیچے گرا تھا۔ اور کوئی کی فرنٹ جیسے صندوق کا ڈھکن کھولا جاتا ہے۔ نیچے واقعی صندوق کی طرز کا خانہ بننا ہوا تھا۔ اس نے اس کے کونے میں رکھا ہوا ایک چھوٹا سا بیگ اٹھایا اور سیٹ بند کر کے اس نے بیگ کی زپ کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی ٹسی مشین نکال کر اس نے اسے کار کے ڈریٹس دورڈ کے نیچے کو کے مخصوص انداز میں ہاتھ

”پورے یقین سے کہہ دے ہے ہو۔“ — رام چند نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”بالکل سر۔“ — میں شیکسی ڈرائیور ہوں صر۔ اس لئے ایک ایک جگہ کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ اس کوٹھی میں ایک ماہ پہلے ایک افریقی جوڑا رہتا تھا۔ میں نے انہیں کئی بار یہاں ڈرائپ کیا تھا۔“ — شیکسی ڈرائیور نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ بس اتنا معلوم کرنا تھا۔ لیکن سخو۔ اگر تم نے کسی کو اس بارے میں کچھ بتایا کہ میں نے تم سے پوچھ چکھ کی ہے یا تم نے مجھے پتہ بتایا ہے تو تم اپنی شیکسی سمیت پہنڈوں کی فرج بکھر جاؤ گے۔“ — رام چند نے غارتے ہوئے کہا۔

”میں سر، میں جانتا ہوں سر۔“ — شیکسی ڈرائیور نے خوف زدہ انداز میں تھوک نکھلتے ہوئے کہا اور رام چند دروازہ کھول کر نیچے اٹرا اور شیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

رام چند واپس مرڑا اور تیزی سے واپس چوک کی طرف قدم بڑھنے لگا۔ چند محوں بعد وہ چوک پر پہنچ گیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اس میں بیٹھ کر کار کی فرنٹ سائیڈ کو اس طرح اوپر اٹھا دیا جیسے صندوق کا ڈھکن کھولا جاتا ہے۔ نیچے واقعی صندوق کی طرز کا خانہ بننا ہوا تھا۔ اس نے اس کے کونے میں رکھا ہوا ایک چھوٹا سا بیگ اٹھایا اور سیٹ بند کر کے اس نے بیگ کی زپ کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی ٹسی مشین نکال کر اس نے اسے کار کے ڈریٹس دورڈ کے نیچے کو کے مخصوص انداز میں ہاتھ

"تو تمہارا کیا مطلب ہے۔ ہم شاگل کے ہبید کو اڑپہا جھقوں کی طرح چڑھ دو دیں" — لدکی جس کا نام جو لیا لیا گیا تھا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"یہ را یہ مطلب نہیں۔ یہ کن سمجھیں خود بھی تو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ہم ناٹر ان سے پوچھو کر ہبید کو اڑپہا کی نگرانی کر سکتے ہیں۔ وہاں کسکے کسی آدمی کو اغوا کر کے اس کے میک اپ میں اندر داخل ہو سکتے ہیں" — تنویر نے جواب دیا۔

"تنویر۔ تم ابھی تھک اصل مشن نہیں سمجھ سکے۔ ہم نے ہبید کو اڑپہا کا کوئی راز حاصل نہیں کرنا۔ ہم نے تو صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ شاگل کو ایسی آباد دن کے مش کے بارے میں کیا معلوم ہے۔ اور ظاہر ہے اس کے لئے ہمیں براہ راست شاگل کو ٹھوٹنا ہو گا اور شاگل کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف ہے" — دوسری مردانہ آواز سنائی دی۔

"تو اب ناٹر ان سمجھیں آ کر کیا بتائے گا۔ کیا وہ شاگل کو اغوا کر کے یہاں لے آئے گا" — تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے شاگل کی موجودہ مصروفیات کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے ہمیں بتانی ہیں۔ اس کے بعد ہم جو پروگرام بنائیں گے اس پر عمل ہو گا" — جو لیا نے کہا۔

"تب ٹھیک ہے۔ یہ امعقصہ بھی عمل کرنا تھا" — تنویر نے کہا۔ اور اسی لمحے رام چنہ کوئی فون کی گھشتی بجھنے کی آواز سنائی دی۔

موجود نہ ہوا اس طرح گرتا ہوا بٹن ان کی نظر دیں میں آ سکتا تھا۔ جبکہ عقبی طرف سے آ کر بٹن کے سامنے کے رخ پر گمنے کا انہیں پتہ نہ چل سکتا تھا۔

پستول والیں جیب میں ڈالے دہ تیز تیز قدم اٹھاتا والیں سرٹرک پر آیا اور پھر خاصی تیز رفتار می سے چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اس پارا س کی رفتار خاصی تیز تھی۔ کار میں بیٹھنے کے لیے سب سے پہلے ڈریش بورڈ کے پیچے لگی ہوئی مشین کے کونے میں لگا ہوا بٹن پر میں کیا۔ یہ کن مشین پر کوئی بلب نہ جلا تو اس نے کار شارٹ کی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گی۔ بلاک بنی کی سائیڈ روڈ کے کنارے پر جیسے ہی اس کی کار پہنچی۔ مشین کے درمیان ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے بھٹکنے لگا اور مام چند کے لہوں پر فائتحا نہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کار کو ایک زیر تعمیر کوئی کی سائیڈ میں روک دیا۔ اس طرح کار اڈٹ میں آگئی تھی۔ اور سرٹرک سے اسے دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ کار روک کر اس نے مشین پر لگا ہوا ایک اور بٹر، دبایا اور ساٹھ پھیل ہوئی چھوٹی سی ناب کو ذرا سا گھما یا۔ دوسرا سے لمحے ایک نسوانی آداز مشین سے سنائی دی۔

"تنویر۔ زیادہ جلد یہ کی ضرورت نہیں۔ ہمیں احتیاط سے سارا کام کرنا ہے" — اور رام چنہ اس غیر ملکی لڑکی کی آواز پہچان گیا۔

یہ کن جو لیا اگر ہم نے سارا کچھ ناٹر ان کے سر پر کرنا ہے تو پھر باس کو ہمیں یہاں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی" — ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ معلوم تو یہ سی جو ہے۔ لیکن اب فوری طور پر کیا کیا  
جائے۔ کیا اس کی دسی کہا نہ کیا جائے۔“ — ناظران نے  
پوچھا۔

”درستاریں — میں صفر بول رہا ہوں۔ کیا پیدا کم مفسٹر  
ہاؤس سے یہ معلوم نہیں کی جست کہ پرائم منڈار شاگر کے  
درمیان کیا ہے تیس جوئی ہیں۔“ — صفر کی آواز نافی دی۔  
”پرائم مفسٹر ہاؤس سے، لیکن وہاں میرا اپنا تو کوئی آدمی نہیں ہے۔  
البتہ اگر ہم وہاں سے کسی یہے آدمی کو انوکھے سکیں جو اس ملاقات  
کی تفصیلات جانتا ہو، تب ہی پتہ چل سکتا ہے۔“ — ناظران نے  
جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ صرف ایسے آدمی کا پتہ کر کے فوراً ہمارے  
پاس آجائیں پھر ہم مل کر کوئی پیدگرام ترتیب دے لیں گے۔“  
صفر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں۔“ — دوسرا طرف سے ناظران  
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سیور کے جانے کی آواز نافی  
دی۔

”تینوں یہ درست کہہ دی ہے۔ جمیں فوری طور پر حرکت میں آجائنا  
ہے۔ لمحے یقین ہے کہ شاگر کے اس مشن کا تعقیل یقیناً پاکیش  
سے ہو گا۔“ — صفر کی آواز نافی دی۔

”ٹھیک ہے۔ ابھی ناظران آ جاتا ہے۔ پھر پرائم بنایتے ہیں۔  
جو لیانے کہا۔ اور اس کے بعد خاموشی چھاگئی۔ رام چند نے ہاتھ

”یس۔“ — باکی آواز نافی دی۔  
”این بول رہا جوں۔ اس کے متعلق ایک اہم اطلاع ملی ہے۔ دہ  
کسی خفیہ مشن پر گیا ہوا ہے۔ اور اس مشن کے باہمے میں ہمیشہ کوارٹر  
میں سے کسی کو قطعاً کوئی علم نہیں ہے۔“ — مردانہ آواز میں کہا گیا  
اور رام چند نے ناظران کی آواز پہنچانی لی۔ گویہ آواز خاصی بلکی کھنکی  
لیکن اس کے باوجود الفاظ صاف سمجھو آرہے ہے تھے۔ رام چند کا  
ٹسلی طرزی سیڑھا واقعی بے حد طاقتور تھا کہ بلکہ سے بلکہ آواز بھی یہاں  
رسیونگ سیٹ پر پہنچ رہی تھی۔

”ادہ۔ لیکن یہ تو معلوم ہونا چاہیے کہ آخر دہ کہاں گیا ہے۔ اور  
کیوں گیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے اس مشن کا تعلق ہم سے ہے  
ہو۔“ — جو لیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے بہت کوشش کی ہے۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہوا  
ہے کہ شاگر وزیراعظم ہاؤس میں وزیراعظم سے ملنے گیا۔ یہ ملاقات  
خاصی طویل رہی۔ اس کے بعد شاگر واپس ہمیشہ کوارٹر آیا۔ اور پھر یہاں  
سے دہ کسی کار میں بیٹھ کر جانے کی بجائے ہمیشہ کوارٹر کے خفیہ راستے  
سے باہر نکلا اور اس کے بعد اس کا اب تک کوئی پتہ نہیں ہے۔“  
ناظران نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ وزیراعظم نے اسے کسی خاص مشن پر پہنچا  
ہے۔ لیکن اس کے اس طرح جلنے سے تو ہی معلوم ہوتا ہے کہ  
وہ شہر سے باہر نہیں گیا۔ ایسی صورت میں تو اسے واپس آ جانا  
چاہیئے۔“ — جو لیا نے کہا۔

کیونکہ پاس تھاگ سی خجیہ مشن پر چلتے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں زندہ ان کے سمنے پیش کر دی جائے۔ ہو سکتا ہے وہ ان سے کوئی معلوم ہو سکریں اور — رام چند نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ کتنے آدمی ہیں اور؟“ — دوسری طرف سے ٹامی نے پوچھا۔

”تین مرد اور ایک عورت تو بہر حال ہیں۔ باقی کا مجھے علم نہیں تھم ایسا کرو۔ صرف ایک دیگر نے کو آجائے۔ میں چاہتا ہوں یہ ہوش کر دنے والے بھینک کہ ان کو بے ہوش کر دیا جائے اور بھر انہیں گرفتار کر لیا جائے اور۔“ — رام چند نے کہا۔

”اور کے — میں آ رہا ہوں۔ آپ کہاں موجود ہیں اور؟“ ٹامی نے پوچھا۔

”میں کا بونی کی بلک بنی کو جانے والی سایہ ٹروڈ سے ذرا بھی ایک زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار کی اور میں موجود ہیں۔ تھم یہاں آجائے۔ صرف چار آدمی ساتھے آنا۔ شاید ضرورت پڑ جائے اور۔“ رام چند نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اور ایسہ اُل۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور رام چند نے ٹھاٹھا کہ ٹرانسیمیٹر آف کر دیا۔ درپھر دہ کار سے پیچے اتر کر دیوار کے کونے میں سڑخ بیٹھ گیا کہ اس سڑک پر ہر نے دالی کا روں کو چیز کر سکے۔ کیونکہ اب سے نائنماں کی جمد کا نتھا۔ اور اس سے یقین تھا کہ نائنماں اسی ہیں تھے کہ۔ درودہ اس کا

بڑھا کر مشین کا بھن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر نازلے کے سے آثار نمایاں تھے۔ اس نے انتہائی اہم معلومات حاصل کر لی تھیں اور اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس گروپ کا تعلق پاکیشی سپاکرٹ شروع سے ہے۔ اس نے جلدی سے کار کی سایہ میں لگئے ہوئے ٹرانسیمیٹر پر فرکونسی سیٹ کرنے شروع کر دی۔ اور فرکونسی سیٹ کو کے اس نے بھن دبا دیا۔ ٹرانسیمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ ”ہیلو ہیلو — رام چند کا لگ اور۔“ — رام چند نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہ — ٹامی بول رہا ہوں اور۔“ — دوسری طرف سے ایکش گروپ کے اپنے ارج ٹامی کی آواز سنائی دی۔

”ٹامی — میں رام چند بول رہا ہوں۔ میں نے پاکیشی سپاکرٹ سے ایک گروپ اور ان کے یہاں کے مقامی ایجنت نائنماں کا سراغ لگایا ہے۔ یہ لوگ اس وقت نارکہ کا لونی کی ایک کوٹھی میں موجود ہیں۔ ہم نے فوری طور پر اس کوٹھی پر ریڈ کرنا ہے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک منصوبہ بنارہے ہیں اور۔“ — رام چند نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کوٹھی کو تباہ کرنا ہے۔ یا صرف ان لوگوں کو ختم کرنا ہے۔ اور۔“ — دوسری طرف سے ٹامی نے بڑے ٹھنڈے سے پہنچے میں پوچھا۔

”ان دونوں کاموں کی بجائے ہم نے انہیں زندہ گرفتار کر دیے۔

کو آسانی سے پہچان لے گا



جا کر بڑے سادے بیجے میں کہا۔ ظاہر ہے آوازا اور بھج بند لاہوا تھا۔

”آپ کو مطلب“ — فیاض نے پھاٹ کھلنے والے بیجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ آپ شکل صورت سے تو پڑھے لکھنے آدمی نظر آ

رہتے ہیں۔ لیکن آپ نام کو مطلب کہا رہتے ہیں یہ کوئی نیبان  
کا لفظ ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ، یو شٹ آپ، خواہ منواہ گھے پڑ رہتے ہو۔ ابھی نکس آپ  
کر دوں گا۔ جاؤ اپنا کام کرو“ — فیاض کا غصہ توقع کے عین مطابق  
ایک لمحے میں شوٹ آپ کر گیا۔

”آپ کے قریب سے اخلاق کو گزرے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا  
ہے“ — عمران نے بڑے طنزیہ بیجے میں پوچھا۔

”تم ہو کوئ“ — اس بار سوپر فیاض نے اسے کھا جانے  
والی نظر دل سے گھوراتے ہوئے کہا۔

”اس طرح نہیں۔ اس طرح پوچھتے ہیں۔ آپ اپنا تعارف کرائیں۔  
یہ ہے بہذب طریقہ۔ آپ شاید چڑیا گھر سے سیدھے ایمپورٹ آہے  
ہیں“ — عمران اسے نپت کرنے پر تمل گیا تھا۔

اور سوپر فیاض کا پارہ تو یقیناً اپنی آخری حصہ پہنچ پکالا تھا۔ لیکن  
اس سلحے جہان کی رو انگلی کا اعلان ہونے لگا اور سوپر فیاض ایک  
جنگلے سے ہونٹ کاٹتا ہوا مٹرا اور تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ  
گیا۔

”میرا سا بھی نہیں آیا۔ یہ لکھت اور بورڈ نگ کارڈ کھلیں۔ اگر

عمران جیسے ہی لاڈنگ میں داخل ہوا اسے سوپر فیاض  
لاڈنگ کے ایک حصے میں بڑی بے چینی سے شہستا ہوا نظر آ گیا۔ دہ  
بار بار اپنی گھٹتی دیکھتا اور پھر اس کی نظریں بڑھنی دروانہ پر پو  
جم جاتیں۔ وہ یقیناً عمران کا انتظار کہ رہا تھا۔ کیونکہ جہاز کے اڈنے  
میں بس تھوڑی دیوارہ کی تھی۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا  
اس کے قریب پہنچا۔ سوپر فیاض نے اسے ایک نظر دیکھا۔ اور پھر  
نظریں ہٹالیں۔ اور عمران کے بیوں بچے ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔  
وہ سمجھو گیا تھا کہ سوپر فیاض اسے پہچان نہیں سکا۔ حالانکہ جس پاپوٹ  
پر وہ سفر کر رہا تھا اس پر اس کے اس میک اپ کی تھوڑی چپاں تھی۔  
اور پاس پورٹ فیاض کے پاس تھا۔

”آپ شاہد کسی کے منتظر ہیں“ — عمران نے قریب

اس طرح گھٹئنے لگا جیسے قصافی کسی بکر می کو کان سے پکڑ کر گھٹئتا ہے۔ "ارتے ارے میرا بازد تو چھوڑ دیجئے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ کہ اب عورتیں بھی مردوں کو جبراً اغوا کرنے لگی ہیں" — عمران نے اونچی آواز میں کہا تو فیاض نے ایک مجھکے سے اس کا بازو چھوڑ دیا۔

"پو اس مت کرو۔ سیدھی طرح بس چلتے آؤ" — فیاض نے غرتے ہوئے کہا۔ پھر گیٹ کر اس کے کے اس راستے پر چل پٹا۔ جدھر پچھے کھڑے ہوئے عمران نے بڑے حیرت بھرے ہجھے میں اپنی اصل آواز میں کہا۔ اور اس کی آواز سن کر فیاض اس طرح اچھل کر مڑا کہ اگر عمران ایک قدم تیکھے نہ ہوتا تو فیاض یقیناً اسے ساختہ لئے فرش پوچھا پڑتا۔

"تو تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا" — سیدھ پر ساختہ پیشئے ہی سوپر فیاض نے تیزی اور غصیلے ہجھے میں کہا۔ "تم ایسا کرو۔ اب آتشی شیشوں والی عینک لگو الو۔ اگر پا سپورٹ پر لگی جوئی تصویر دیکھنے کے باوجود تم نہیں پہچان سکتے تو مجھے نظرہ ہے کسی رو رسمی بھا بھی کو بھی پہچاننے سے انکار کر دو گے۔ اور جانتے ہو۔ ایسے حالات میں بینائی کیسے ہو سکتی ہے۔ بس سر پر ایک بال باقی نہیں رہتا" — عمران نے منہ بختے ہوئے جواب دیا۔ اور سوپر فیاض کا چہرہ یک لمحت ہولقوں جیسا ہو گیا۔

"اوہ۔ واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی۔ مجھے یاد ہی نہیں۔ ہاتھا کہ تم میک اپ میں اور جعلی نام سے ساختہ جا رہے ہے ہو" — سوپر فیاض نے بڑھتا ہوئے کہا۔

وہ مجھے پوچھتا ہوا آتے تو اسے میری طرف سے کہہ دیتا کہ دہ دہمن فلاٹ پر پہنچ جائے۔ میرا نام تو آپ جانتے ہیں۔ میں فیاض ہوں۔ سخترل انٹیلی جنس کا سپر شنڈنٹ۔ فیاض نے جان بوجھ کر اپنا نام اور عہدہ اونچی آواز میں دوہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں سر۔ — کاؤنٹر کلک دا قعی رعنی میں آگیا تھا۔

یونکہ اس کا اجھے موڈ بانہ تھا۔ "یعنی مطلب ہے۔ میں تمہارے ساختہ نہ جاؤں" — فیاض کے پچھے کھڑے ہوئے عمران نے بڑے حیرت بھرے ہجھے میں اپنی اصل آواز میں کہا۔ اور اس کی آواز سن کر فیاض اس طرح اچھل کر مڑا کہ اگر عمران ایک قدم تیکھے نہ ہوتا تو فیاض یقیناً اسے ساختہ لئے فرش پوچھا پڑتا۔

"تم — تم" — فیاض کی آنکھیں پھیلی گئیں۔ "جی۔ میرا نام ہی اسلام رضا ہے۔ اور میں غلطی سے آپ کا ماحت لگا گیا ہوں۔ دیسے بندرگی ٹھیک کہتے ہیں کہ افسر کی اگاڑی اور گھوڑے کی پچھاڑی سے پک کر رہنا چاہیے۔ لیکن میرے خیال میں آج کل کھادت غلط ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے آپ افسر ہیں گھوڑے نہیں ہیں۔ لیکن آپ کی پچھاڑی سے مجھے بڑی مشکل سے بچنا پڑا ہے۔ عمران کی زبان پوری رفتار سے چل لگی۔

"آدمیرے ساختہ" — فیاض نے ہڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے کاؤنٹر پر دکھے ہوئے کاغذات اور دسمرے ہاتھ سے عمران کا بازو پکڑا۔ اور اسے گیٹ کی طرف

"تم باز نہیں آؤ گے۔ مجھے سر رحمان نے اختیار دیا ہے کہ اگر تم کو قی غلط کام کرو تو بے شک میں تمہیں گولی مار سکتا ہوں"۔ سو پہ فیاض نے بُھی طرح جھلائے ہوئے بچے میں کہا۔

"لیکن افسر صاحب کم از کم شادورہ تو بھیک بولا کرو۔ گولی کھافی جاتی ہے ماری نہیں جاتی۔ مارنے کے لئے یقہر۔ اینٹ جیسی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ اور یخدا اور ایشیں مارنے والوں کو کیا کہا جاتا ہے۔ پاچی۔ اور سورتی۔ یا دی یا د داشت بھی عین موقع پر غائب ہو جاتی ہے۔ پاپا..... بہرحال پاس سے لفظ شروع ہوتا ہے، بس اتنا تو مجھے لقین ہے"۔ عمران نے بڑے سمجھدہ بچے میں کہا، لیکن اسی لمحے کا بڑی جہاز کے قریب پہنچ کر رک گئی تھی۔ اس نے فیاض کوئی جواب دیتے بغیر اٹھا اور تیزی سے بیرونی دردناکے کی طرف اس طرح بڑھ گیا جیسے جان چھڑا کر بھاگ رہا ہو۔

"ابھی سے، سو پہ تمہیں بھی بڑا شوق تھا۔ عمران کو مانحت بھانے کا"۔ عمران نے اس کے پیچے حلتے ہوئے بڑپڑا کر کہا۔ لیکن جب وہ گاڑی سے نیچے اترتا تو سو پہ فیاض باقی افراد کو پیچے چھوڑتا ہوا جہاز کی آدھی سے زیادہ سیڑھیاں پڑھ چکا تھا۔ اور جب عمران سے پیڑھیوں تک پہنچا تو وہ جہاز کے اندر غائب ہو چکا تھا۔ جہاز کی آخری سیڑھی پر کھڑی ایمہ ہوش بورڈنگ کارڈز کے کوپن مسافروں سے دھول کر رہی تھی۔

"آپ کا نام اسلام رضا ہے۔ بھیک سے آپ کا کوپن آگاہ ہے۔" عمران کے پیچے پر ایمہ ہوش نے مکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تمہیں یہ سادھی بات لاؤ ڈسپیکر پر کرنی چاہیے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے۔" — عمران نے اس بارہ ملنگی ہے میں کہا۔

اور فیاض نے اتنی سختی سے ہونٹ پھیل لئے جیسے واقعی اس سے کوئی بہت بڑی حماقت ہو گئی ہو۔ اسی کے ساتھ ہی وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اندازہ لگا رہا ہو کہ اس کی باتیں کسی نے سنی تو نہیں۔

"ڈیڈ می کو چاہیے تھا تمہیں سر براہ بننا کر بھجتے ہوئے بخوبی سی عقل بھی کہیں سے خوبی کہ ساختہ دے دیتے۔ اگر تمہارا یہی حال رہا تو میرے خیال میں ہم دونوں کافرستان کے کسی چہڑا یا گھر میں کھڑے نظر آ رہے ہوں گے اور پچھے ہمیں بھنی ہوئی مونگ پھلیاں کھلانیں گے"۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ جوستے ہوئے کہا۔

"خاموش ہو۔ تم میرے مانحت ہوا فسر نہیں ہو، اور مانحت کو افسر کے سامنے نہ بان بند رکھنی چاہیے"۔ سو پہ فیاض نے خفت مٹانے کے لئے بڑے بار عقب ہے میں کہا۔ شاید اپنے کی خیال آگیا تھا کہ وہ افسر ہے اور عمران اس کا مانحت، مانحت کے معنی بدلنے ہو۔ مافارسی میں ہم کو کہتے ہیں۔ عربی میں پانی کو۔ ہماری دیسی زبان میں مان کو۔ اب تم مجھے پہنچے یہ بتا دو کہ میں ہم کے مانحت ہوں یا پانی کے مانحت یا پھر دیسی لفظوں میں مان کے مانحت۔ دیسے یہ آخری معنی زیادہ بامعنی ہے کیا خیال ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نظر آیا۔ شاید وہ بھی عمران کی آوازیں سن کر آیا تھا۔

"اوہ اوہ" — یہ میرے افسر ہیں۔ پسکچ میخ کے افسر ہیں۔ یقین کریں افسر ہیں۔ ویسے شکل صورت پر نہ جائیں۔ شکل صورت سے تو یہ سمجھتے ہیں کہ چیز ہی نظر آتے ہیں۔ لیکن ہیں افسر کیا کیا جاتے۔ حکومت بھی شکل صورت دیکھتے بغیر افسر رکھ لیتی ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں یہ شکل صورت سے افسر لگتے ہیں" — عمران نے بت کی ڈر کھڑی ایم ہو سٹش سے مخاطب ہو کر کہا۔ ممکن اندر آتے ہو یا نہیں۔ — سو پر فیاض نے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا اور جھپٹ کر عمران کا بازو پکڑا اور اسے جہاڑ کے دروازے میں گھستئے لگا۔

"ارے ارے۔ جھر ہی اغوا کرنے میں تو یہ محترمہ۔ اوہ۔ ہب۔ اوہ" — عمران نے چلا کر ایم ہو سٹش کی طرف اشارہ کرنے ہوئے کہا۔ لیکن پھر اس طرح منہ بھیخ لیا جیسے اسے اچانک خیال آگیا ہو کہ کسی عورت کے لئے ایسا فقرہ بولنا خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔

"آپ خیال نہ کریں۔ یہ ایسی مسخر ہی حرکتیں کرتا رہتا ہے" — سو پر فیاض نے ایم ہو سٹش۔ سٹیورڈ اور عمران کے پیچے جھرائے چھرت زدہ مسافروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران کو ساتھ گھستتا ہوا اپنی سیٹ کی طرف اس طرح لے گیا جیسے کسی ضمدی پسکچ کو سکول لے جایا جا رہا ہو۔ "ادھر بیٹھو۔ اور سخنو۔ اگر تم نے کوئی حرکت کی تو یہ واقعی تھیں کوئی دے دیا ہے" — اسی لمحے سو پر فیاض دروازے پر

کوئی آگیا نہیں۔ کہاں سے آگیا ہے۔ کمال ہے۔ میں نے تو اس کی پوری کاپ پر چہ دن ج کرایا ہوا ہے۔ ادھر پولیس۔ پولیس" — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ادھر اور ہم دیکھ کر زور سے چھینے لگا۔ جیسے پولیس کو بلکہ کوچوری کامال بجا آمد کر انہا چاہتا ہو اور عمران کے اس طرح اچانک پولیس پولیس چھینے پر نہ صرف اس کے پیچے آنے والے سافر ہونک پڑے بلکہ جہاڑ کے دروازے کے اندر وہی طرف کھڑا باور دی اسٹیورڈ بھی ہونک کر آگے بڑھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ" — ایم ہو سٹش عمران کے اس طرح پولیس پولیس چھینے پر بھی طرح گھرا گئی بھتی۔

"کیا بات ہے کیا بات ہے" — ایم ہو ڈنے انہماں تیز لمحے میں پوچھا۔ "اوہ تم نے وردی تو پہنچی ہوئی ہے پولیس کی نہ سی بادرچی کی ہی بہ حال وردی تو ہے اور مسلکہ وردی کا ہی ہوتا ہے۔ اس مختار مہ کے پاس چوری کامال موجود ہے، فوراً اسے برآمد کر لیجئے" — عمران نے انکھیں چھاڑتے ہوئے کہا۔

"چوری کامال" — کیا مطلب۔ کیا آپ پا گئی ہیں" — اسٹیورڈ کی انکھیں حیرت سے پھلتے لگی لھتیں جب کہ ایم ہو سٹش کی حالت ایسی لھتی جیسے وہ اگھے لمحے بے ہوش ہو کر سیڑھیوں سے لٹا ہکتی ہوئی نیچے جا گئے گی۔

"کوئی" — بورڈنگ کا ردہ کا کوئی۔ اسلام رضا کا کوئی۔ اسلام رضا میرانام ہے" — عمران نے اس طرح تیز تیز اور جو شیئے لمحے میں کہا۔ جیسے انہماں جو شیئے اس کے منہ سے بے ربط فقرے نکل سیئے ہوں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیسا شور مچا کھا رہا ہے راندر آؤ" — میں نے تمہارا کوئی دے دیا ہے" — اسی لمحے سو پر فیاض دروازے پر

لئے جیسے انہیں عمران کی طرف سے یہ ڈسٹر بنس ناگوار گزدی ہو۔ " میں کہتا ہوں خاموش ہو جاؤ۔ احمد کے پیچے ۔۔۔ فیاض نے غصے سے دانت پیتے ہوئے کہا ۔

" واه۔ کیا لقب دیا ہے ڈیٹھی کو۔ میری جیب میں ٹیپ ریکارڈ موجود ہے۔ اور میں واپسی پر ڈیٹھی کو یہ ٹیپ ریکارڈ تھے کے طور پر پیش کر دیں گے۔ وادھ لطف آگیا ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیاض کا چہرہ عمران کی بات سننے ہی یک لمحت زرد پیٹھی گیا۔ ظاہر ہے عمران کی بات سن کر اس کا ذہن بھکسے اڑ گیا ہو گا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر واقعی یہ فقرہ سمر حمان نے سن لیا تو پھر اس کا کیا حشر نہیں ہو سکتا۔

" ادھ۔ ادھ۔ عمران۔ پلیز پلیز ۔۔۔۔۔۔ فیاض نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران کی مختیں شروع کر دیں، " سوری۔ میرا نام اسلام رضام ہے۔ اور یہ جو تم نام لے رہے ہو یہ تو سنائے کسی بہت ہی عقلمند آدمی کا نام ہے جو ایک بہت ہی احمد سپر فٹٹھ نٹ کا دوست ہے ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فیاض ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کا چہرہ اور زیادہ نر دیڑھی گیا تھا۔ اس سے احساس ہو گیا تھا کہ واقعی اس سے عمران کا نام لے کر غلطی ہو چکی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے فیصلہ کو لیا کہ اب عمران چاہے کچھ بھی کیوں نہ کہتا رہے دہ زبان نہ کھولے گا۔ اور اس نیصلے پر عمل درآمد کے لئے دہ اتنی مضبوطی سے ہونٹ بھینچے ہوئے تھا کہ جیسے اسے خطرہ ہو کہ اس نے ہونٹ

گولی مار دیں گا ۔۔۔ سو پر فیاض نے انتہائی زیج ہونے کے انداز میں کہا اور ساکھہ والی سیمٹ پر دھم سے بیٹھ گیا، اور عمران اس طرح مطمئن انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ ایئے ہو سٹس اور اسٹیورڈ کے ساکھہ ساکھہ باقی مسافر بھی بار بار عمران کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن عمران کا چہرہ بالکل نارمل تھا، بھاگنی کا اعلان ہوا۔ اور پھر جہاں درمن دے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہو گیا۔

" جج۔۔۔ جج۔۔۔ جناب افسر صاحب چیونگم مل جاتی ہے جہاں میں سنبھے مفت طلتی ہے۔ جب سے یہ طالم مہنگی ہوئی ہے۔ میں تو کھا سی نہیں سکا۔ اب تم خود سوچو کہ رقم خرچ کر کے چیونگم لو۔ بھینس کی طرح جگالی کرتے رہو۔ اور پھر اسے نقوک دو۔ رقم بھی گئی۔ بھر ڈیں میں اور سر میں بھی دد د ہو گیا۔ اس لئے چیونگم خرید کر لکھانے کو کون پا گی۔ ادھ سوری۔ افسر بات تو ایک ہی ہے۔ عقلمند ہی نہیں۔ وزڈم۔ اے کے کمال ہے۔ یہ جہاڑ دالے فلم ہی نہیں دکھا رہے۔ چلو نارمن وزڈم کی ہی فلم دکھا دیں۔ سنا ہے بہت زبردست مسخرہ ہے۔ ادری یہ بھی سخنے میں آیا ہے کہ آج کل سنٹرل انٹلی ٹکس میں مسخرہ۔ ادھ سوری۔ سپر فٹٹھ نٹ لگا ہوا ہے۔ عمران کی زبان ایک بار پھر پوری روافی سے چلنے لگی۔ ظاہر ہے آداز اتنی اوپنجی ہو فی بھتی کہ پورے جہاں میں آسانی سے سخنی دے رہی بھتی۔ اور بہت سے لوگ اس کی باتیں سن کر بے اختیار ہنئے لگے۔ جب کہ بہت سوں نے اس طرح منہ بن

آپ کو باز رکھ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے عمران کے ہاتھ سے رسالہ جھپٹا۔ اور اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے دنیا کی سب سے خوبصورت تصویر دیکھنے کو ملے گی۔

"ادھ۔ اب یاد آیا۔ اس پوز کو افسر کہتے ہیں۔ بھیک ہے نام"

عمران نے فیاض کے رسالہ جھپٹتے ہی کہا۔  
عمران نے فیاض کے رسالہ جھپٹتے ہی کہا۔  
اور فیاض نے دوسرے سے لمحے رسالہ اس طرح عمران کی طرف پھینکا جیسے اس کے ہاتھ میں بسائے کی بجائے کوئی زبردیاں بھپھواؤ گیا ہو۔ اور نشاہر سے اس کی طرف سے یہی کچھ ہونا تھا کیونکہ عمران جس تصویر کی تحریف کر رہا تھا وہ ایک گدھے کی لفڑی جو منہ اٹھائے رہیک رہا تھا۔

"کیوں پسند نہیں آتی افسر کی تصویر۔ دیسے تمہیں تصویر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ تم تو آئینہ دیکھ کر بھی پھیان سکتے ہو، آخر افسر ہو" — عمران نے کہا۔

لیکن فیاض نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ کر منہ دوسری طرف پھیج لیا۔

"پلیز مس۔" — چونکہ عمران نے قریب سے گورتی ہوئی ایمپروٹش سے مناٹب ہوتے ہوئے کہا،  
"یس سر۔" — ایمپروٹش نے چونکہ کہ عمران کی طرف دیکھا۔ ساتھ ہی اس کے چہرے پر سمجھے سے خون کے ۲ نارا بھر آئے۔ شاید وہ ذہنی طور پر اس بتیجے پر پہنچ چکی تھی کہ عمران کی دماغی صحت منکروک ہے۔

ذرابھی ڈھیلے کرنے تو اندر سے کوئی پھر اچھل کر باہر آ جائے گی۔  
ویسے ممکنہ انیجادہ بالکل درست ہے۔ سیانے کہتے ہیں کہ آدمی جب بولتا ہے تو اس کی جہالت کا سب کو علم ہو جاتا ہے۔  
عمران نے مسکراٹے ہوئے کہا۔ لیکن فیاض نے اس طرح منہ بھپھر یا جیسے اب نہ بولنے کے ساتھ ساتھ وہ عمران کی طرف نہ دیکھنے کا بھی فیصلہ کر چکا ہو۔ لیکن اس کے پہرے پر موجود آثار عمران کو واضح طور پر بتا رہے تھے کہ اب سوپر فیاض جھپٹا جبکہ کی انہیں پہنچ چکا ہے اور اب اگر عمران نے اسے مزید بھپھڑا تو اور وہ کچھ کوئی کہا نہ کہم جہاڑ سے نیچے ضرور جھپلانگ لگا دے گا۔ اس لئے عمران نے اسے نارمل کرنے کے لئے پڑے الٹیٹھان سے ریک میں پڑا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔  
"واہ۔ گیا خوبصورت پوز ہے۔ پوز ہے یا سونے کا کاشتہ۔  
واہ، عمران نے رسالے کا دھمکھ جو سوپر فیاض کی طرف تھا جان بوچھ کر اور پکھ کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کون سا پوز" — عمران کی توقع کے عین مطابق سوپر فیاض سب کچھ بھول کر پوز دیکھنے کے لئے بے چین ہو گیا۔

"مچھے پوز دل کے نام تو نہیں آتے۔ بس پوز ہے" — عمران نے مسکراٹے ہوئے کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے رسالے کی سوپر فیاض کی طرف والی سائیڈ اور اپر کو اٹھا دی۔ تاکہ سوپر فیاض تصویر نہ دیکھ سکے۔

"دکھاو" — سوپر فیاض ظاہر ہے ایسے موقعہ پر کہاں اپنے

”آپ نے کبھی روکھی ہوئی کاچھرہ دیکھا ہے۔ دیے۔“ آپ نے فہرست دے دیں تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ آپ مذاق کے سے ذاتی سوال تو نہیں پوچھ سکتا۔ کیونکہ بہر حال ابھی آپ ایئر ہو سٹری مذاق کن کن چیز دل کی عادی ہیں۔“ عمران نے بڑے سادہ جھے میں کہا۔

”آپ جائیں بلیز۔“ فیاض کو ایئر ہو سٹری کی شکل دیکھتے ہوئے مجھوڑا مذاقلت کرنی پڑی اور ایئر ہو سٹری بغیر کوئی جواب دیتے ہوئے بھیجی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

”سوری۔ میں مذاق کی عادی نہیں ہوں۔“ ایئر ہو سٹری نے جملہ میں سے کہا۔ لیکن اس کا چھرہ بتار پا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کی ہے۔

”اوے اوے۔ آپ جا کھاں رہی ہیں۔ کمال ہے۔ آپ کو یہ تربیت نہیں دی گئی کہ مسافروں کی بات اٹمینٹن سے سیں۔ ان کے مسائل حل کریں۔“ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران کا یہ فتحہ پورے ہوا کہا۔ اور آگے بڑھتی ہوئی ایئر ہو سٹری ایک جھٹکے سے رک گئی۔

”جج۔ جج۔ جی۔ میرا مطلب ہے یہ سر۔“ دکھنے پڑھو۔ دکھنے پڑھو۔ جہاز ہونے والا ہے۔“ ایئر ہو سٹری نے بھی مجھوڑا اپنے آپ کو سنجیدہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کے پاس فہرست ہو گی۔“ عمران نے بڑے سادے سے ہجھے میں پوچھا۔

”فہرست۔ کس چیز کی فہرست سر۔“ ایئر ہو سٹری نے چراں ہو کر پوچھا۔

”ان چیزوں کی جن کی آپ عادی ہوں۔ خاموش رہو۔“ فیاض نے بُدھی طرح جھلا کر چھتے ہوئے کہا۔

”آپ دیکھ سکتی ہیں۔ تاکہ کل کوئی مسافر آپ سے یہ سوال کرے تو آپ دیکھ دیکھا تو بہر حال ہو گا۔ اور اگر نہیں دیکھا تو آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ میں مذاق کی عادی نہیں ہوں۔“ ایئر ہو سٹری نے جملہ میں سے کہا۔ لیکن اس کا چھرہ بتار پا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کی ہے۔

”اوے اوے۔ آپ جا کھاں رہی ہیں۔ کمال ہے۔ آپ کو یہ تربیت نہیں دی گئی کہ مسافروں کی بات اٹمینٹن سے سیں۔ ان کے مسائل حل کریں۔“ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھتی ہوئی ایئر ہو سٹری ایک جھٹکے سے رک گئی۔

”جج۔ جج۔ جی۔ میرا مطلب ہے یہ سر۔“ دکھنے پڑھو۔ دکھنے پڑھو۔ جہاز ہونے والا ہے۔“ ایئر ہو سٹری نے بھی مجھوڑا اپنے آپ کو سنجیدہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کے پاس فہرست ہو گی۔“ عمران نے بڑے سادے سے ہجھے میں پوچھا۔

”فہرست۔ کس چیز کی فہرست سر۔“ ایئر ہو سٹری نے چراں ہو کر پوچھا۔

”ان چیزوں کی جن کی آپ عادی ہوں۔ خاموش رہو۔“ میرا مطلب ہے آپ

لپتیں آ گیا ہو۔

"اوہ! اے۔ تمہارا نام کیا ہے؟" — اچانک عمران نے رسالہ ایک طرف جستائے ہونے تھا۔ وہ سے مناطب ہو کر کہا۔ اس کا لمحہ اس قدر سمرد اور سخت تھا کہ گارڈ کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی بُری طرح چونکہ پڑے فیاض بھی چونکہ کہ عمران کو دیکھنے لگا۔

"آپ پلیز یکسیکہ ہوئی۔ آپ کے مذاق نے سارے مسافروں کو خوف زدہ کر دیا ہے۔ اس لئے پلیز" — گارڈ عمران کی ایک ہی گھر کی سے نہ صرف بُری طرح گھبرا لیا تھا بلکہ دوبارہ آپ پر آ گیا تھا ورنہ پہلے فقرہ میں اس نے عمران کے لئے اس استعمال کیا تھا اور شاید اس لئے عمران نے اسے سنی ہے کہ ناصورتی سمجھا تھا۔

"میں نے تمہارا نام پوچھا ہے" — عمران نے بدستور پہلے جیسے بچھے میں کہا۔

"میرا نام مصطفیٰ ہے جناب" — گارڈ اب واقعی بُری طرح خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"اوہ! تمہارا نام ہی ایسا ہے کہ اس کی لاج مکھنا پڑتی ہے۔"

جاؤ۔ اور شکر کو دکہ تمہارے ماں باپ نے تمہارا یہ نام دکھ دیا تھا۔ درنہ....." — عمران نے ہوش بھینچتے ہوئے کہا۔

اور گارڈ جلدی سے سلام کر کے واپس مرد گیا۔ فیاض اب واقعی بیعت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے لئے واقعی یہ نئی بات تھی کہ عمران اس نام کی اتنی عزت بھی کہ سکتا ہے کہ اپنے غصہ صرف نام کی لاج رکھتے ہوئے پی جائے گا۔

"تت تتم خود تو کہہ دے سمجھے آخوندی بارا در آخرتی پار کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ بس اب جہاں تباہ ہونے والا ہے" — عمران نے اسی طرح خوف زدہ ہجھے میں کہا۔

"اوہ، اوہ۔ خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ۔ یا الہی میں کس مصیبت میں بھیس گیا ہوں" — فیاض کا اور تو بس نہ چلا تو دہ اپنے ہی بال نوچنے لگا۔

"کلمہ پڑھو کلمہ پڑھو۔ بزرگ کہتے ہیں کلمہ پڑھنے سے مصیبتوں دور ہو جاتی ہیں اور اگر مصیبتوں دور نہ ہو تو کم از کم خاتمه ایمان پر خود ہو جاتا ہے" — عمران نے اسے بٹھے بزرگانہ انداز میں نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ پا گل تو نہیں۔ آخر آپ نے ایسا فقرہ کیوں کہا؟"

ایک گارڈ نے غصہ کی شدت سے بُری طرح پھینکتے ہوئے کہا۔

"یہ کم سے پوچھ رہا ہے۔ جواب دونا۔ اسے" — عمران نے پڑھنے میں سوپر فیاض سے مناطب ہو کر کہا اور دوبارہ رسالہ اٹھا کر اس طرح پڑھنے لگا جیسے کوئی بات نہ ہو۔

"آپ پلیز جائیں۔ پلیز" — فیاض نے اسٹیورڈ اور گارڈ سے مناطب ہو کر کہا۔

"آپ اسے سنبھالیں درنہ اسے گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح مسافر دل میں خوف وہر اس پھیلانا جرم ہے" — گارڈ کو شائد خودرت سے زیادہ ہی غصہ آ گیا تھا۔ مسافر بھی اب عمران کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے واقعی انہیں اس کے پا گل پر

"اتر ناہی۔ اسے تو پہلے شو بیٹھے کیوں ہو۔" — عمران نے ایک جھکھے سیٹ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔  
"ابھی دیر ہے۔ آدم سے بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کوئی منگوٹا ہوں۔"  
فیاض نے اس کا باہر دیکھ کر اسے زبردستی سیدھے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔  
"یہ ہوتی ناں افسروں والی بات۔ اچھے افسروں ہی ہوتے ہیں جو اپنے ماتحتوں کی خدمت کرتے ہیں۔" — عمران نے واپس سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مسلکہ اکر کہا۔ فیاض نے ہنسنے ہوئے ایک ہوشش سے کوک لانے کے لئے کہا۔  
"ویسے میں تو سوچ رہا تھا کہ اب تم میرے قابو آتے ہو۔ میں تم پر خوب۔ رعب جمادل گا۔ یعنی اگر مجھے پہلے سے ذرا ابھی خیال ہوتا تو میں اپنے پیٹ میں پر قوارکہ ہسپتال پہنچ جاتا۔" — فیاض نے کہا۔

"درالصل عرب بھی برف کی طرح جھایا جاتا ہے۔ اور جانے کے عمل میں سردمی کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ تم نے یہاں آنے سے پہلے اپنے رئب کو ڈیپ فرین۔ میں کم از کم ایک ہفتہ تو ضرور رکھنا تھا۔ تاکہ وہ اچھی طرح جنم جائے۔ پھر تم اس پر کوئی کمی کی تہہ لگا کر اطمینان سے کھاتے۔ کیا نہیں اسے۔" — عمران نے کہا اور سوپر فیاض میں پڑا۔  
ایک ہوشش نے انہیں کوک کی بوئیں ٹشوپیروں میں لیٹی جوئی لادیں۔  
"پیغام۔ اس کے ساتھ رئب مل جائے گا۔ اگر مل جائے تو ذرا جماںے افسر صاحب کو لادیں۔ ان کا پیغام رئب گھر رہ گیتا ہے۔" — عمران نے بوتل کی پڑتے ہوئے ایک ہوشش سے ملاصب ہو کر کہا۔

"اب میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ اچھے افسر بننے ہواب تک نہ کچھ کھلا دیا ہے۔ نہ پلا پایا ہے۔ بس منہ بچلا کے ہیٹھے ہو۔ اس لئے کہتے ہیں کہ تم جیسے افسر کی ماتحتی سے اچھا ہے۔ آدمی بھیک مانگ لے۔"  
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس بار سوپر فیاض سے اخیسار ہنس پڑا۔

"کاش۔ تم یہی کام کرتے۔" — فیاض نے ہنسنے ہوئے کہا۔  
نجانے کوں سی ذہنی روحتی جس سے وہ لطف لے رہا تھا۔ شاید وہ تصور میں عمران کو صفر پر بھیک مانگتے اور خود کو اسے بھیک دیتے ہوئے دیکھو کہ مخطوط ہو رہا تھا۔

"ظاہر ہے تمہاری ماتحتی میں بالآخر یہی کہنا پڑے گا جب افسر صاحب آگے آگے لاکھی پکڑے ہاتھ پھیلائے چل رہے ہوں تو بے چارے ماتحت کو تو یقچھے آنا پڑتا ہے۔ آخر حفاظت بھی تو کرنی پار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔"

"شکر ہے تم ہنسنے تو ہی۔ ویسے آج مجھے ایک فلاسفہ کے قول پر سختہ یقین آ گیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی طرح بھی نہ ہنس رہا ہو تو اسے اس کا خانہ انی پیشہ یاد دلا دیا جائے۔ وہ فوراً ہنس پڑے گا۔" — عمران نے ٹوٹے سنجیدہ ہجے میں کہا۔  
تو ہنسنے ہوئے فیاض کا منہ ایک بار پھر بھنج گیا۔

"تم پھر بکواس پر اتر آئے۔" — فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

عمران تیرزی میں ایک لفاف نے اور یادگار ناول

"جی کیا فرمایا آپ نے — رعب" — ایم ہوسٹس نے جیسے  
ہو کر پوچھا۔

## الوسری گرپ

(احصہ دوم)

مصنف: مظہر گلیم ایم اے

و کیا کافرستان کامش پورا ہو گیا — اور پاکیشیا اور شوگران کے درمیان دنیا عی معابدہ نہ ہو سکا۔؟

و پرمندست فیاض زندگی میں ہمیں بار بیشن ہے۔ — اور اس کے حیرت انگریز ایکشن نے ساری صورت حال ہی پہل ڈالی۔

و عمران اور شاگل کے درمیان ہونے والا ہولناک ڈکڑاو۔ — جس کا انعام عمران اور پاکیشی سیکرت رسوس کی یقینی صوت کی صورت میں برآمد ہوا۔ و شاگل — جس نے عمران کے جسم کے بکھرے ہوئے بزاروں ڈکڑوں پر اپنی قیچ کا جوش منایا۔؟

و کیا کافرستان، پاکیشیا کو واضح اور برخلاف کت دینے میں کامیاب ہو گیا۔؟

و انتہائی حیرت انگریز — انتہائی تیرزدار

و انتہائی منفرد۔ ایک انوکھا اور یادگار ناول

"جی ہاں — رعب۔ کمال ہے۔ آپ کو نہیں معلوم۔ آپ کے افسر نے کبھی آپ پر رعب نہیں جھاؤا۔ داہ کیا لفظ ہے جھاؤنا یا رسپر فیاض تم خواہ مخواہ رعب کو جانے کے چکر میں پڑے رہتے ہو۔ ایسے کیا کہ وکہ صحیح انٹکر اپنے ستر کے درمیان صاف سطح پر تھوڑا سا رعب جھاؤ لیا کر دیا کم از کم ممکنہ رہا یہ بخوبی پن والا احساس کہتے تو رعب کی تھیہ میں غائب ہو سکتا ہے" — عمران ایم ہوسٹس سے بات کرتے ہوئے فیاض سے مخاطب ہو گیا اور ایم ہوسٹس مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"متمہارے ساتھ بات کرو تب مصیبت۔ نہ کرو تب مصیبت۔ آخر بھیتے بتاؤ میں کیا کروں" — فیاض ایک بار پھر زیح ہونے لگا، "کوک پیو" — عمران نے داہی بڑے پر خلوص انداز میں مشورہ دیا۔ اور خود بھی اطمینان سے کوک پینے میں مھر دفت ہو گیا۔

by RFI

یوسف برادر۔ پاک گیٹ ملٹان